A-82421

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین اسلام

قرآن کی روشنی میں

دین اسلام
قرآن کی روشنی میں

از

شمشاد علی خان

(محقق دینیات)

تبلیغ قرآن فاؤنڈیشن لاہور

۲۵۷
ش ۱، ۷
۵۵۰۹۳
Marfat.com

نام کتاب	اسلام قرآن کی روشنی میں
مصنف	شمشاد علی خان
ایڈیشن	اول مئی 1998ء
تعداد اشاعت	1100
پرنٹر	بکس کیمونیکیشن
سرورق	شعبہ تزئین بکس کیمونیکیشن سروسز
پتہ	عبداللہ سنٹر 23 ریلوے روڈ لاہور 874422,7580882,7585241

Books

یہ کتاب مفت تقسیم کرنے کیلئے ہے۔

Marfat.com

دین اسلام - قرآن کی روشنی میں

فہرست

غرض

باب اول — تمہید — 1

صداقت، امانت — 3

عدل و انصاف — 3

نیت اور عمل — 6

باب دوئم — ایمان — 9

اللہ پر ایمان — 10

شرک — 16

ملائکہ (فرشتے) — 17

آسمانی کتابیں — 21

قرآن — 22

نبی اور رسول — 23

[illegible] رسول اللہ — 25

آخری خطبہ — 29

PANJAB UNIVERSITY LIBRARY

قیامت کا دن 30
قضاوقدر پر ایمان 34

باب سوئم دین اسلام 37

نماز (صلوٰۃ) 39
اوقات نماز 40
نماز جمعہ 45
نماز کی اہمیت اور روح 46
نماز عیدین 48
ازان 49
طہارت' وضو' تیمم 49
قبلہ 51
نماز استقاء 52
نماز جنازہ 53
زکوٰۃ و خیرات 54
صدقات 59
روزہ (سوم) 61
اعتکاف 63
نماز تراویح 64
حج 66
عمرہ 71
قربانی 72
جہاد 75

Marfat.com

شہید 77
تبلیغ دین 79
تزکیہ نفس 80

باب چہارم اللہ کے دیگر امر معروف اور نہی عن المنکر 85

شرک 88
والدین کی خدمت 88
اللہ کی راہ میں خرچ کرنا 89
اولاد کا قتل 89
انسان کا قتل 90
مسلم کا قتل 91
زنا 92
یتیم سے برتاؤ 94
ناپ تول 95
بغیر علم 96
تکبر 96
حلال و حرام غذا 97
خمر و میسر (شراب و جوا) 99
ربا 101
غیب تمسخر اور ظن 104
اچھی گفتگو کرنا 106
معاف کر دینا 107
عاجزی اختیار کرنا 107

Marfat.com

حیا کرنا	108
وعدہ اور قسم پورا کرنا	109
احکام برائے ازدواجی زندگی	110
شادی نکاح	110
طلاق	111
عدت	113
شوہر بیوی کے اختلافات	114
وراثت اور وصیت	115
لباس اور چادر	116
منافقت	117
باب پنجم روح کی بالیدگی	121
صبر	121
شکر	123
توبہ	125
مادہ پرستی، حب دنیا	131
تقویٰ	133
توکل	138
ذکر	141
باب ششم خاتمہ	143

Marfat.com

دین اسلام ـ قرآن کی روشنی میں

غرض

دور حاضر کے نوجوان اکثر اوقات معمولی بحث اور اختلاف رائے پر طیش میں آجاتے ہیں اور مار پیٹ سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں۔ ان کو یہی روش مذہبی انتہا پسندی کی طرف لے جا رہی ہے۔ گو اسلام فقہی اعتبار سے چند مذاہب میں بٹ گیا ہے مگر اب ان فرقوں کے باہمی اختلافات (جو فروعی نوعیت کے ہیں) شدت اختیار کر گئے ہیں اور اکثر اوقات مساجد بھی علیحدہ علیحدہ ہونے لگی ہیں۔ کبھی کبھی ایک فرقہ کے مسلمان کو دوسرے فرقہ کا مقتدی بغیر کسی تاسف کے شہید کر دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے قرآنی احکام کے مطابق ایک کلمہ گو کا قتل گناہ کبیرہ ہے اور اس کی سزا صرف جہنم ہے۔

اس مسئلہ کا تجزیہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف مذہبی فرقوں کے واعظ اکثر اوقات اپنے مقتدین کو اسلام کے بنیادی اصول اور قرآنی احکام اجاگر کرنے کے بجائے سنت اور مباح اعمال کی زیادہ تلقین کرتے ہیں اور چونکہ انہی مسائل میں اکثر اختلافات ہیں۔ لہٰذا نوجوانوں کے ناپختہ ذہنوں میں قرآنی احکام (جو فرض ہیں) اور سنت و جائز کے درجات کی اہمیت نہیں رہتی ہے اور وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے اکثر بنیادی فرض کو بھول جاتے ہیں یا پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ تقریباً ''ستر'' جگہ

Marfat.com

اس کا تذکرہ ہے اور اکثر جگہ صبر کرنے کی تلقین نماز قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ ہم مسلمان صبر کرنے کے معاملہ میں بالکل ہی بے عمل ہیں اور جلد بازی اور طیش میں آنا اسی وجہ سے ہے۔

دنیا اب اکیسویں ۲۱ صدی میں داخل ہو رہی ہے۔ اور ہم پاکستان مسلمانوں کا رابطہ دیگر مذاہب اور غیر مسلم اقوام سے تقریباً" ہر روز بذریعہ ٹی وی اور اخبارات ہوتا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ دیگر مذاہب اور غیر مسلم اقوام اسلام دوست نہیں ہیں بلکہ اکثر اوقات وہ مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینے میں تامل نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے وقت کا تقاضا ہے کہ ہم مسلمان لوگ اسلام کے بنیادی اصولوں اور قرآنی احکامات کو پوری طرح سمجھیں اور ان پر عمل کریں تاکہ غیر مسلموں کو اسلام کا صحیح کلچر اور نمونہ نظر آئے۔ اس سے مسلمانوں میں آپس میں بھی اتفاق اور اخوت پیدا ہوگی۔ بحیثیت مسلمان ہم سنت اور جائز عمل کو بھی صحیح مانتے ہیں مگر احسن یہ ہے کہ پہلے فرض احکامات پر عمل کیا جائے اور اس کے بعد سنت باتوں کو عمل میں لایا جائے۔ یہ بات ہم کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارا کوئی عمل قرآنی احکام اور فرائض کے خلاف نہ ہو۔

ہر مسلمان خصوصاً" نوجوانان کی کوشش یہی ہونی چاہیے کہ وہ قرآنی احکام کی پابندی کریں اور متنازع مذہبی باتوں پر جھگڑا کرنے سے گریز کریں اور اس طرح اسلامی اخوت اور اتحاد کو فروغ دے کر اسلام

Marfat.com

کی صحیح تصویر تمام عالم کو دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں سورۃ ۶ الانعام آیت ۱۵۹ (پارہ ۸) میں فرماتا ہے۔

"بیشک وہ جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا دین کو اور بن گئے گروہ گروہ۔ نہیں ہے تمہیں ان سے کوئی واسطہ۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ پھر وہی ان کو سمجھے گا کہ وہ کیا کرتے رہے۔"

اس مختصر سی کتاب میں قرآنی احکام کو آسان زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور قرآنی آیات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تاکہ غیر عربی دان مسلمان نوجوانوں کو اللہ کے احکامات کی صحیح معلومات ہو جائے یا اللہ ہم سب کو اپنے احکامات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے یا اللہ اگر مجھ سے کوئی بھول چوک اور کوتاہی ہو گئی ہو تو اسے معاف فرما دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے بخش دے۔ آمین ثم آمین!!!

شمشاد علی خان

۲۳۵۔ سیکٹر اے ون' ٹاؤن شپ لاہور۔

فروری ۹۸ء (شوال ۱۴۱۸ھ)

Marfat.com

دین اسلام۔ قرآن کی روشنی میں

باب اول

تمہید

قرآن آسمانی صحیفہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنے فرشتہ جرائیل کے ذریعہ نازل کیا۔

قرآنی آیات چھوٹے چھوٹے حصوں میں نازل کی گئیں اور پورا قرآن ۲۳ سال میں مکمل ہوا۔ یہ کلام الٰہی ہے اور اس کا طرز بیان تقریر اور خطابت کا ہے۔ عام کتاب کی طرح اس کی ترتیب مختلف مضامین کے حساب سے نہیں ہے بلکہ اللہ کے احکامات کو انسان کے دل نشین کرنے کی غرض سے بہت سی آیات کو کئی بار دہرایا گیا ہے۔

قرآن سورۃ ۳۲ السجدہ آیات ۲ اور ۳ (پارہ ۲۱) میں کہتا ہے۔

"یہ کتاب بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے نازل کی جا رہی ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو خود بنا لیا ہے اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے۔ نہیں بلکہ یہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے تاکہ تم متنبہ کرو ایسی قوم کو جس کے پاس تم سے پہلے کوئی متنبہ کرنے والا نہیں آیا۔ شاید کہ وہ ہدایت پا جائیں۔"

قرآن مجید میں ۶۳۶۰ آیات ہیں ۱۷۶۰ رکوع جن کو ۱۱۴ سورتوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ قرآن کی تلاوت کے پیش نظر پورے قرآن کو ۳۰ جز (پارہ) میں تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ روزانہ ایک پارہ تلاوت کرکے پورا قرآن ایک ماہ میں ختم کیا

Marfat.com

جاسکے۔

قرآن کی تلاوت (پڑھنا) ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جن اشخاص کو عربی نہیں آتی ہے۔ ان کو چاہیے کہ وہ اس کے معنی سمجھنے کی خاطر کوئی مستند ترجمہ بھی پڑھیں۔

سورۃ ۱۷بنی اسرائیل' آیات ۷۸ (پارہ ۱۵)

"نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لیکر رات کے اندھیرے تک اور نماز اور قرآن پڑھو فجر کو۔ بیشک فجر کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔"

قرآن کے احکامات کو صحیح طور سے سمجھنے کیلئے اپنے رسول جناب محمد ﷺ کی سوانح حیات کا جاننا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن کی عملی تعلیم رسول نے ہی دی ہے۔ مثلاً" قرآن میں صلوٰۃ (نماز) قائم کرنے کا حکم ہے۔ اس کو کس طرح سے رکوع اور سجود کے ساتھ ادا کرنا ہوتا ہے۔ یہ ہم کو رسول محمد ﷺ کے ذریعہ ہی معلوم ہوا ہے۔

سورۃ ۱۷بنی اسرائیل آیات ۹ (پارہ ۱۵)

"بلاشبہ یہ قرآن راہ دکھاتا ہے۔ ایسی جو بالکل سیدھی ہے اور بشارت دیتا ہے مومنوں کو جو اچھے کام کرتے ہیں کہ یقیناً ان کیلئے بڑا اجر ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ۴۰ سال کی عمر میں نبوت اور رسالت عطا فرمائی۔ وہ اس سے قبل بطور ایک ایماندار تاجر کی زندگی گزار رہے تھے۔ ان کی صداقت اور ایمانداری کی شہرت تمام عرب میں ہوچکی تھی۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو بار نبوت سونپا اور ان کو اللہ کے احکامات کی تبلیغ کیلئے کہا گیا تو انہوں نے اہل مکہ کو بلا کر اکٹھا کیا اور پہلے ان سے کہا کہ اگر میں یہ کہوں کہ دشمن کی

Marfat.com

فوج اس پہاڑ کے عقب میں آگئی ہے تو کیا تم یقین کرلو گے۔ اس پر تمام لوگوں نے یک زبان ہوکر کہا کہ ہاں ہم ضرور یقین کریں گے کیونکہ ہم نے آپؐ کو ہمیشہ صادق اور امین پایا ہے۔ اس جواب کے سننے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا کہ "اللہ واحد ہے اور صرف اسی کی عبادت کرو اس کے احکامات مانو اور دیگر تمام خداؤں اور بتوں کو چھوڑ دو۔"

اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ اسلام کی بنیاد صداقت، امانت اور عدل پر قائم ہے۔ اگر کسی مسلمان یا اسلامی معاشرے میں یہ بنیادی خوبیاں ہی نہ ہوں تو اسلام کا نظام کس طرح سے صحیح طور پر چل سکتا ہے۔

صداقت (سچ): سورۃ ۳۹ الزمر آیات ۳ آخری لائن اور ۳۳ (پارہ ۲۳)

"بلاشبہ اللہ راہ نہیں دکھاتا ایسے شخص کو جو جھوٹا ہو اور منکر حق ہو۔"

"جو شخص سچی بات لے کر آیا اور اس کی تصدیق کی ایسے ہی لوگ متقی ہیں۔"

امانت: سورۃ ۷۰ المعارج آیات ۳۲ تا ۳۵ (پارہ ۲۹)

"اور جو لوگ اپنی امانتوں کا اور عہد کا پاس کرتے ہیں اور جو اپنی شہادتوں پر ثابت قدم رہتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو جنت کے باغوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے۔"

عدل (انصاف): سورۃ ۴ النساء آیات ۵۸ اور ۱۳۵ (پارہ ۵)

"بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ سپرد کرو امانتیں اہل امانت کو اور جب فیصلہ کرو لوگوں کے مابین تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو۔"

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ انصاف کے علمبردار بنو اور سچی گواہی دینے والے بنو۔ اللہ کیلئے چاہے یہ گواہی خلاف ہو تمہاری ذات کے یا تمہارے والدین کے یا رشتہ داروں کے خواہ کوئی مالدار ہو یا غریب ہو۔ بہرحال اللہ ہے تم سے زیادہ خیر خواہ ان کا۔"

"پس مت پیروی کرو تم خواہشات نفس کی عدل نہ کرنے میں اور اگر تم گھما پھرا کر بات کرو گے، گواہی دینے میں یا گریز کرو گے گواہی دینے میں تو بیشک اللہ ہے تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر۔"

سورۃ ۵ المائدہ آیات ۸ (پارہ ٦)

"اے ایمان والو! تم بنو راستی پر رہنے والے اللہ کی خاطر اور گواہی دینے والے انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی تم کو انصاف نہ کرنے کا باعث نہ بنے۔ انصاف کرو یہی بات تقویٰ کے قریب ہے اور ڈرتے رہو اللہ سے۔ بے شک اللہ خوب باخبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔"

اسلام کے لفظی معنی اطاعت کرنے کے ہیں۔ یعنی جو شخص دین اسلام قبول کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کا پابند ہے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ہی اپنا مذہب بتایا ہے۔

سورۃ ۳ آل عمران آیات ۱۹ اور ۸۵ (پارہ ۳)

"بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔"

"اور جو اختیار کرنا چاہے اسلام کے علاوہ کوئی دین تو ہرگز قبول نہیں

Marfat.com

کیا جائیگا۔ اور وہ ہوگا آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے۔"

سورۃ ۴۲ الشورہ' آیات ۱۳ (پارہ ۲۵)

"اس (اللہ) نے مقرر کیا تمہارے لئے دین کا وہ طریقہ جس کی ہدایت کی تھی اس نے نوحؑ کو اور یہی دین ہے جسے وحی کیا ہے ہم نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری طرف اور جس کا حکم دیا تھا ہم نے ابراہیمؑ' موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو۔ وہ یہ ہے کہ قائم کرو دین کو اور نہ پھوٹ ڈالو اس میں۔"

یہ بات خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ دین اسلام کو اپنانے پر اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کسی حکم کو نہ ماننے پر دین اسلام سے خارج ہونے کا امکان ہے۔ اگر نادانستہ طور پر کوئی غلطی ہو جائے تو اس کیلئے اللہ نے توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ دانستہ طور پر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی توبہ بھی قابل قبول نہیں ہوتی۔

سورۃ ۲ البقرہ۔ آیات ۲۰۸ اور ۲۳۱ (پارہ ۲)

"اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور نہ چلو شیطان کے نقش قدم پر بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

"............ اور مت بناؤ احکام الٰہی کو ہنسی کھیل اور یاد کرو اللہ کے احسان کو جو تم پر ہے اور اس کو بھی کہ نازل کی اس نے تم پر کتاب (قرآن) اور حکمت جس کے ذریعے سے نصیحت کرتا ہے تم کو اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

سورۃ ۴ النساء۔ آیات ۱۷ - ۱۸ (پارہ ۴)

"درحقیقت توبہ کا حق اللہ کے حضور محض انہی لوگوں کیلئے ہے جو کر

Marfat.com

بیٹھتے ہیں گناہ نادانی سے پھر توبہ کرلیتے ہیں جلد ہی۔ سو یہ وہ لوگ ہیں کہ توبہ قبول کرلیتا ہے اللہ ان کی اور اللہ باخبر اور بڑی حکمت والا ہے۔"

"اور نہیں ہے توبہ ان لوگوں کیلئے جو کئے چلے جاتے ہیں گناہ حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آکھڑی ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کیلئے ہے جو مرتے ہیں اس حالت میں کہ وہ کافر ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کیلئے ہم نے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

مکرر عرض ہے کہ احکامات کو صرف ماننے سے اسلام کا تقاضا پورا نہیں ہوتا بلکہ ان پر عمل کرنا بھی ضروری اور لازمی ہے۔ بغیر عمل کے کوئی اجر آخرت میں نہیں ہوگا۔ اچھے اعمال کام اجر (ثواب) ملے گا اور برے اعمال کا برا اجر (سزا) ملے گا۔

سورۃ ۹۹ الزلزال۔ آیات ۶ تا ۸ (پارہ ۳۰)

"اس دن (روز حشر) پلٹے گے لوگ گروہ در گروہ تاکہ دکھائے جائیں انہیں اعمال ان کے۔ سو جس نے ذرہ برابر نیکی کا عمل کیا ہوگا وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے ذرہ برابر بدی کا عمل کیا ہوگا وہ دیکھ لے گا اسے۔"

نیت اور عمل

یہاں یہ ضروری ہے کہ نیت کی اہمیت اجاگر کر دی جائے۔ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اور نیت ہونا نہایت ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص

Marfat.com

دن پر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے تو اس کو صرف فاقہ تصور کیا جائیگا اور روزہ نہیں سمجھا جائیگا جب تک کہ اس نے روزہ رکھنے کی نیت نہ کی ہو۔ نیت نیک جب ہی ہوتی ہے کہ جس عمل کرنے کا خیال ہے وہ صرف اللہ کے واسطے ہو یا پھر آخرت میں ثواب حاصل کرنے کیلئے ہو۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص لوگوں کو اپنی پارسائی دکھانے کی نیت سے نماز مسجد میں ادا کرتا ہے یا لوگوں پر اپنی بڑائی جتانے کیلئے اعلانیہ خیرات کرتا ہے تو پھر اس کو ان نیک عمل کا بھی ثواب نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

سورہ ۲ البقرہ آیات ۲۶۴ - ۲۶۵ (پارہ ۳)

"اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنے صدقات احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر۔ اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کیلئے اور نہیں رکھتا ایمان اللہ پر اور آخرت کے دن پر تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان ہو اس پر تھوڑی سی مٹی ہو اور برسے اس پر زور کی بارش اور چھوڑ جائے اسے بالکل صاف چٹان۔ نہیں حاصل ہوتا انہیں کچھ حیلہ اپنی کمائی کا۔ اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

"اور مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی رضا جوئی کیلئے اپنے دل کے پورے ثبات اور قرار کے ساتھ۔ ایسی ہے کہ جیسے ایک باغ جو اونچی جگہ پر اور پڑے اس پر زور کی بارش تو لائے وہ پھل دوگنا اور اگر نہ پڑے اس پر زور کی بارش تو ہلکی پھوار بھی کافی ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔"

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے کہ وہ کبھی تو صرف نیکی نیتی کا بھی

اجر دے دیتا ہے حالانکہ ابھی عمل نہ ہوا ہو۔ مثلاً" ابو داؤد میں حدیث ہے کہ ابو مالک الاشعری نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ جو جہاد کی نیت سے گھر سے نکلا اور راستہ میں ہی مر گیا اپنی سواری سے گر کر یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی اور وجہ سے اپنے بستر پر۔ پھر بھی وہ شہید ہوا اللہ کی راہ میں اور اس کیلئے جنت لازمی ہے۔ اس کے برعکس طبرانی میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کسی مقدار مہر پر کرے اور اس مہر کی ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا ہے تو وہ نکاح نہیں بلکہ زنا ہے اور جو شخص کسی سے قرض لے جس کے ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا ہو تو یہ قرض نہیں بلکہ سرقہ اور چوری ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو ہمیشہ نیک نیتی سے تمام کام کرنے چاہئیں تاکہ اس کا ثواب اور صحیح اجر آخرت میں ملے۔

دین اسلام - قرآن کی روشنی میں

باب دوئم

ایمان

دین اسلام میں داخل ہونے کیلئے اول شرط پانچ باتوں پر ایمان لانا ہے۔ یعنی صدق دل سے ان پر یقین محکم ہونا۔ قرآن میں سورۃ ۴ النساء آیت ۱۳۶ (پارہ ۵) میں ایمان کے متعلق یہ حکم ہے۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اس نے اپنے رسول ﷺ پر اور ان کتاب پر بھی جو نازل کیں اس سے قبل۔ اور جس نے انکار کیا اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور رسولوں کا اور روز آخرت کا تو یقیناً وہ بھٹک کر گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔"

لہٰذا یہ پانچ باتیں ہیں۔

۱۔ اللہ کو خدا واحد ماننا اور اسی کی عبادت کرنا۔

۲۔ اس کے فرشتوں پر ایمان لانا کہ اللہ ان کے ذریعہ بھی اپنا کام لیتا ہے مثلاً" رسولوں کو وحی پہنچانا اور انسانوں کی روح قبض کرنا وغیرہ۔

۳۔ رسول محمد ﷺ اور ان سے قبل کے تمام انبیاء اور رسولوں کو ماننا۔

۴۔ قرآن مجید اور اس سے قبل آسمانی صحیفوں کو ماننا۔

۵۔ روز آخرت یعنی قیامت اور حشر اور سزا جزا اور جنت دوزخ پر ایمان رکھنا۔

ایمان لانے کی بہت مختصر سورت کلمہ طیبہ ہے۔ **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد**

Marfat.com

رسول اللہ

یعنی اللہ کو ہی صرف خدا مان لیا تو اس کے احکامات کو بھی مان لیا اور اس میں مندرجہ بالا آیت ایمان کی تعریف بھی مان لی اور پھر تصدیق کر دی کہ میں محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مانتا ہوں اور ان کی دی ہوئی کتاب قرآن کو اور شریعت کو بھی مانتا ہوں۔ غیر مسلم کو مسلمان ہونے کیلئے زبان سے یہ کلمہ طیب ادا کرنا ضروری ہے مگر مومن ہونے کیلئے اس کو صدق دل سے ماننا اور اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

اللہ قرآن میں سورۃ ۴۹ الحجرات آیات ۱۴ - ۱۵ (پارہ ۲۶) میں فرماتا ہے۔

"یہ بدوی عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ ان سے کہئے نہیں ایمان لائے تم بلکہ یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔ اگر تم فرمانبرداری اختیار کرو گے اللہ اور اس کے رسول کی تو نہ کمی کرے گا وہ تمہارے اعمال میں کچھ بھی۔ بے شک اللہ بہت در گزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

"حقیقت میں مومن تو وہ لوگ ہیں جو ایمان لے آئے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور پھر کوئی شک نہ کیا انہوں نے اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے۔ یہی لوگ سچے ہیں۔"

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کا بھی ہر حکم ماننا ایمان میں داخل ہے۔ اگر وہ جہاد کیلئے حکم دے تو اس کی تعمیل جان اور مال دونوں سے ضروری ہے۔

اللہ

ایمان کا پہلا اور سب سے اہم جز اللہ پر ایمان لانا ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ نہ کوئی اس کی خدائی میں شریک ہے نہ اس کے کوئی اولاد

Marfat.com

ہے اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہی اس تمام کائنات، زمین، آسمان، ستارے، سیارے، جاندار مخلوق اور بے جان اشیاء تمام کا خالق ہے۔ اور وہی سب کا رب ہے۔ سورۃ ۱۱۲، الاخلاص (پارہ ۳۰)

"کہو وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ بے نیاز ہے سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔ اور نہیں ہے اس کا ہمسر کوئی بھی۔"

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۱۶۳ (پارہ ۲)

"تم سب کا معبود ایسا معبود ہے جو ایک ہی ہے۔ نہیں ہے کوئی اور معبود اس کے سوا۔ وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔"

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۲۵۵ (پارہ ۳) اس کو آیت الکرسی بھی کہتے ہیں۔

"اللہ کہ نہیں کوئی اور معبود اس کے سوائے۔ وہ زندہ جاوید ہے پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمینوں میں۔ کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے حضور بغیر اس کی اجازت کے۔ اسے علم ہے اس کا بھی جو بندوں کو ظاہر ہے اور وہ بھی جو ان سے اوجھل ہے اور نہیں احاطہ کرسکتے ذرا بھی اس کے علم میں سے مگر جس قدر وہ دینا چاہے۔ حاوی ہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر۔ اور اس کو دونوں (آسمان اور زمین) کی نگہبانی نہیں تھکاتی اور وہ برتر اور عظیم ہے۔"

اللہ پر بے دیکھے ایمان لانا پڑتا ہے۔ چونکہ انسان کی عقل و فہم محدود ہے۔ اسلئے اللہ تعالٰی کو سمجھنا انسان کیلئے بہت مشکل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے اپنی ذات کو سمجھانے کیلئے ایک مثال سے کام لے کر یوں کہا ہے۔ سورۃ ۲۴ النور

Marfat.com

آیات ۳۵ (پارہ ۱۸)

"اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ مثال اس کے نور کی ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو جس میں چراغ رکھتا ہو۔ یہ چراغ ایک فانوس میں ہو اور یہ فانوس ایسا ہو جیسے ایک ستارہ موتی کی طرح چمکتا ہوا۔ جو روشن کیا جاتا ہو ایک مبارک درخت کے تیل زیتون سے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے خواہ نہ چھوئے اسے آگ۔ نور پر نور (روشنی) رہنمائی فرماتا ہے اللہ اپنے نور سے جسے چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ یہ مثالیں لوگوں کیلئے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں جاسکتا کیونکہ انسان کی آنکھ اس کے نور کی تاب نہیں لاسکتی ہے۔ لہٰذا اللہ کو اس کی ان صفات سے پہچانا جاسکتا ہے جن کو انسانی ذہن سمجھ سکتا ہے اور جن کی مثالیں قرآن مجید میں دی گئی ہیں۔ مثلاً" اپنے خالق اور رب العالمین ہونے پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ ۶ الانعام آیات ۹۵ تا ۹۹ (پارہ ۷)

"بیشک اللہ ہی ہے دانے اور گٹھلی کو اگانے والا۔

وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے۔ یہ ہے تمہارا اللہ پھر تم کدھر بھٹک رہے ہو۔ وہ نکالتا ہے صبح کو اور بنائی ہے رات اس نے سکون کیلئے اور بنایا سورج اور چاند کو حساب سے ایک مقرر کردہ تقدیر پر۔ وہ غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے اور وہی ہے جس نے بنائے ستارے تمہارے لئے تاکہ راہنمائی حاصل کرسکو اندھیرے میں زمین پر اور سمندر پر۔ بے شک بیان کردی ہم نے اپنی نشانیاں ان کیلئے جو علم رکھتے ہیں اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان

Marfat.com

ہے۔ پھر ایک جائے قرار ہے اور ایک اس کے سونپے جانے کی جگہ ہے۔ بے شک بیان کر دی۔ ہم نے اپنی آیات ان کیلئے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے نازل کیا آسمان (بادل) سے پانی اور پھر اگائیں ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات۔ پھر پیدا کئے ہم نے اس سے سبز کھیت۔ نکالتے ہیں ہم اس میں سے دانے تہہ بہ تہہ.اور کھجور کے درختوں میں سے اس کی خوشوں کے گچھے نیچے جھکے ہوئے اور باغات انگور کے اور زیتون کے اور انار کے ایک دوسرے سے ملتے جلتے مگر خصوصیات میں جدا جدا غور سے دیکھو اس کے پھل کو جب وہ پھل لائے اور اس کے پکنے کی کیفیت کو۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو مومن ہیں۔"

سورۃ ۳ آل عمران۔ آیات ۲۶ ـ ۲۷ (پارہ ۳)

"کہو! اے اللہ! مالک بادشاہت کے! تو جسے چاہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہے حکومت چھین لیتا ہے۔ اور جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ سب خیر ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور نکالتا ہے جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے اور تو ہی رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے حساب۔"

سورۃ ۱۶ النحل آیات ۶۶ تا ۶۹ اور ۷۸ تا ۸۱ (پارہ ۱۴)

"اور یقیناً تمہارے لئے ایک بڑا سبق چوپایوں میں ہے کہ ہم پلاتے ہیں تم کو اس میں سے جو ان کے پیٹ میں ہوتا ہے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ جو خوشگوار ہے پینے والوں والوں کیلئے اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کچھ ایسے پھل جن سے تم نشہ بھی

Marfat.com

بناتے ہو اور بہترین رزق بھی۔ بے شک اس میں بھی بڑی نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں اور وحی کر دی تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ پہاڑوں پر اور درختوں پر اور اس جگہ جہاں لوگ بیل چڑھاتے ہیں۔ بنا اپنا چھتہ۔ پھر کھا ہر طرح کے پھلوں سے اور چلتی پھرتی رہ اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر۔ نکلتا ہے اس کے پیٹ سے ایک مشروب (شہد) جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں شفا ہے انسانوں کیلئے۔ یقیناً! اس میں بڑی نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اور یہ اللہ ہی ہے جس نے نکالا تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حال میں کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اس نے تم کو کان اور آنکھ عطا فرمائے اور مرکز حواس یعنی دل و دماغ تاکہ تم شکر گزار بنو۔ کیا تم نے دیکھا نہیں پرندوں کو جو مسخر ہیں فضائے آسمان میں؟ انہیں تھام رکھا ہے ان کو مگر اللہ نے۔ بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور اللہ نے ہی بنایا ہے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو جائے سکون اور اسی نے تمہارے لئے چوپایوں کی کھال سے گھر خیمہ جنہیں تم ہلکا پاتے ہو جس دن تم سفر کرتے اور جس دن قیام کرتے ہو اور چوپایوں کی اون اور ریشم اور بالوں سے سامان طرح طرح کے تاکہ استعمال کرو ایک وقتِ مقرر تک اور اللہ نے ہی بنائے ہیں تمہارے لئے اس میں سے سایہ اور پہاڑوں میں غار بطور پناہ گاہ اور بنایا لباس جو تم کو گرمی سے بچاتا ہے اور وہ لباس (زرہ بکتر) بھی جو حفاظت کرتا ہے تمہاری لڑائی کی حالت میں۔ اس طرح سے وہ تکمیل کرتا ہے۔ اپنی نعمتوں کو تم پر تاکہ تم

Marfat.com

فرمانبردار بنو۔"

سورۃ ۱۷ بنی اسرائیل۔ آیت ۷۰ (پارہ ۱۵)

"بے شک ہم نے بڑی عزت دی ہے بنی آدم کو اور سواریاں عطا کی ہیں ہم نے ان کو خشکی میں اور سمندر میں اور رزق دیا ہے ان کو ہم نے پاکیزہ چیزوں سے اور فضیلت عطا کی ہے ہم نے ان کو بہت سی مخلوقات پر۔"

سورۃ ۳۱ لقمان۔ آیت ۲۰ (پارہ ۲۱)

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لئے ان سب چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور پوری کر رکھی ہیں اس نے تمہارے اوپر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی ...."

سورۃ ۳۵ الفاطر آیات ۲ - ۳ (پارہ ۲۲)

"اللہ جب کھولتا ہے اپنی رحمت کا دروازہ لوگوں کیلئے تو کوئی نہیں ہے روکنے والا اور جب روک دیتا ہے (اپنی رحمت) تو کوئی نہیں کھولنے والے سوائے اللہ کے اور وہ زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔

اے لوگو! یاد کرو اللہ کے احسانات جو تم پر ہیں۔ کیا ہے کوئی خالق اللہ کے سوا جو رزق دیتا ہو تم کو آسمان سے اور زمین سے؟ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے پھر تم کدھر سے بہکائے جا رہے ہو؟

سورۃ ۲۴ النور۔ آیات ۴۱ - ۴۲ (پارہ ۱۸)

"کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور وہ پرندے بھی جو پر پھیلائے اڑتے ہیں۔ ہر ایک نے جان لیا ہے طریقہ اپنی نماز اور تسبیح کا اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو یہ سب کرتے ہیں اور اللہ ہی کیلئے بادشاہی آسمانوں کی اور

زمین کی اور اللہ ہی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔"

شرک

اللہ جو واحد ہے لہٰذا اس کے ساتھ یا اس کی صفات میں بھی کسی کو شامل کرے اسے شرک کہتے ہیں اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے . کہ شرک کا گناہ میں معاف نہیں کروں گا۔ لہٰذا اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے اور تمام دعا اور التجائیں اللہ کو ہی کی جائیں اور اسی سے ہر چیز مانگی جائے۔

سورۃ ۴ النساء۔ آیات ۴۸ اور ۱۱۶ (پارہ ۵)

"بے شک اللہ معاف نہیں کرتا یہ گناہ کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور معاف کر دیتا ہے شرک کے علاوہ اور گناہ جس کیلئے چاہے۔
اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا اس نے بہتان باندھا اللہ پر اور بہت بڑا گناہ کیا۔ بے شک اللہ نہیں معاف کرتا یہ گناہ کہ شریک ٹھہرایا جائے اس کے ساتھ اور معاف کر دیتا ہے شرک کے علاوہ باقی گناہ جس کیلئے چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا تو یقیناً وہ بھٹک گیا گمراہی میں بہت دور۔"

سورۃ ۵ المائدہ آیات ۷۲ (پارہ ۶)

"یقیناً کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ حالانکہ کہا تھا مسیح نے کہ اے بنی اسرائیل عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بے شک جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ سو حرام کر دی جنت اس پر اللہ نے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کوئی بھی ظالموں کا مددگار نہیں ہو گا۔"

سورۃ ۱۹ مریم آیات ۳۵ (۱۶)

Marfat.com

"اور نہیں ہے اللہ کے شایان شان کہ بنائے کسی کو بیٹا۔ پاک ہے اس کی ذات۔ جب فیصلہ کرلیتا ہے کسی کام کا تو بس حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔"

کسی انسان کو یہ سمجھنا کہ وہ رازق ہے یا وہ گناہ معاف کروا سکتا ہے یا وہ آخرت میں جنت میں داخلہ دیدیگا۔ یہ صریح طور پر شرک ہے اور اس سے بچنا چاہیے۔ نبی اور رسولوں اور اولیاء اللہ کی عظمت کرنا' ان کی عزت کرنا منع نہیں ہے۔ جب ہم اپنے والدین اور استادوں اور بادشاہوں کی عزت اور عظمت کرتے ہیں تو بزرگان دین کی عزت اور عظمت اور توقیر تو لازمی ہے۔ مگر ان کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا درجہ نہیں دینا چاہیے اور نہ ہی ان کی کسی طرح کی پوجا کرنا چاہیے۔ مثلاً" ان کے نام کی قربانی کرنا۔ اگر آپ کسی اولیاء اللہ کے متعقد ہو تو جانور تو اللہ کے نام پر ہی ذبح کریں اور اسے خیرات کے طور پر اللہ کے واسطے غریبوں میں بانٹیں مگر اس کا ثواب فاتحہ کے ساتھ ضرور اپنے ولی اللہ کیلئے اللہ سے مانگیں۔

ملائکہ (فرشتے)

ایمان کا دوسرا جز فرشتوں پر ایمان لانا ہے' فرشتے بھی اللہ کی ایک مخلوق ہیں جو اللہ نے نور سے پیدا کئے ہیں تاکہ ان سے وہ اپنا کام لے۔ فرشتوں کی بھی زندگی ہے اور طاقت گویائی بھی ہے۔ ان کو کوئی جسم نہیں دیا گیا ہے مگر اللہ کے حکم سے وہ ضرورت پڑنے پر کوئی بھی شکل مثلاً" انسانی شکل اختیار کرسکتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ نفسیانی خواہشات مثلاً" کھانے پینے سے بے نیاز ہیں اور جذبات سے بھی عاری ہیں۔ لہٰذا رحم اور غصہ بھی نہیں آتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں یا پھر اس کام میں جو اللہ تعالیٰ ان کو سونپتا ہے۔ فرشتوں کی پرستش نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی ان سے کوئی منت یا دعا مانگنا جائز ہے کیونکہ اللہ کی

مخلوق اور طابع ہونے کی وجہ سے وہ کچھ بھی اپنے طور پر کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ قرآن میں کئی جگہ فرشتوں کا ذکر ہوا ہے۔ سورۃ ۲۱ البقرہ آیات ۲۸۵ (پارہ ۳) اور سورۃ ۳ النساء آیات ۱۳۶ (پارہ ۵) میں ملائکہ پر ایمان لانے کو کہا گیا ہے۔ سورۃ البقرہ آیات ۳۰ (پارہ ۱) میں فرشتوں کی تسبیح کا ذکر ہے۔

"اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ یقیناً میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا تو مقرر کرے گا زمین پر اس کو جو فساد برپا کرے گا اور خون ریزیاں کرے گا۔ جبکہ ہم تسبیح کرتے ہیں تیری حمد و ثنا کے ساتھ اور تقدیس کرتے ہیں تیری۔ اللہ نے فرمایا یقیناً میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

مندرجہ ذیل قرآنی آیات میں ان کی دیگر ڈیوٹی کا تذکرہ ہے۔

سورۃ ۱۶ النحل آیات ۱۰۲ (پارہ ۱۴)

"کہہ دو کہ نازل کیا ہے اسے (قرآن) روح القدس (جبرائیل) نے تمہارے رب کی طرف سے بالکل ٹھیک تاکہ ثابت قدم رکھے ایمان والوں کو اور ہدایت و بشارت ہے۔ فرمانبرداروں کیلئے۔"

سورۃ ۱۶ النحل آیات ۳۲ (پارہ ۱۴)

"یہ (متقی) وہ لوگ ہیں جن کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ فرشتے اس حالت میں کہ وہ پاک ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ سلام ہو تم پر داخل ہو جاؤ جنت میں ان اچھے اعمال کے بدلے میں جو تم کرتے رہے۔"

سورۃ ۸ الانفال آیات ۵۰ (پارہ ۱۰)

"کاش تم دیکھتے جب فرشتے روحیں قبض کرتے تھے کافروں کی اور ضربیں مار رہے تھے ان کے چہرے اور کولہوں پر اور کہتے جاتے تھے

Marfat.com

کہ چکھو مزہ جلنے کے عذاب کا۔"

سورۃ ۳۲ السجدہ آیات ۱۱ (پارہ ۲۱)

"کہہ دو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر ہے تم کو پورے کا پورا قبضہ میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

سورۃ ۸۲ الانفطار آیات ۱۰ تا ۱۲ (پارہ ۳۰)

"بے شک تم پر مقرر ہیں نگرانی کرنے والے بہت معزز لکھنے والے (فرشتے) جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں۔"

سورۃ ۷۴ المدثر آیات ۳۱ (پارہ ۲۹)

"اور نہیں بنائے ہم نے دوزخ کے یہ کارکن مگر فرشتے ...."

سورۃ ۸۳ المطففین آیات ۲۱ (پارہ ۳۰)

"نگہداشت کرتے ہیں اس کی (علیین) مقرب فرشتے۔"

فرشتوں کی تعداد کا تو انسان کو علم نہیں ہے۔ البتہ دس (۱۰) فرشتوں کے نام حدیثوں سے معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔ **جبرئیل:** اس فرشتہ کو اللہ تعالیٰ نے ڈیوٹی اپنی وحی پیغمبروں (رسولوں) کو پہنچانے پر لگائی ہے۔ ان کا نام روح القدس بھی کہا گیا ہے۔

۲۔ **میکائیل:** اس فرشتہ کے ذمہ زمین' سمندر اور پانی (بارش) کی نگرانی ہے۔

۳۔ **اسرافیل:** یہ فرشتہ لوح محفوظ کا انچارج ہے۔ لوح محفوظ پر تمام دنیا کے ہونے والے احکامات لکھے ہوتے ہیں اور یہی فرشتہ اللہ کے اذن سے قیامت کے روز صور پھونکے گا۔

۴۔ **عزرائیل:** یہ موت کا بڑا فرشتہ ہے۔ اس کو ملک الموت بھی کہتے

Marfat.com

ہیں۔ ان کے ساتھ اور بہت سے فرشتہ ہیں جو اس کام میں اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

۵۔ **رضوان:** یہ جنت کا داروغہ ہے۔

۶۔ **مالک:** یہ دوزخ کا داروغہ ہے۔

۷۔ **راقب' عاطف:** یہ دو فرشتے تمام اچھے اور برے اعمال کا ریکارڈ کرتے ہیں۔ جو انسان اس دنیا مین کرتے ہیں۔ ان کے طابع بھی اور بہت سے فرشتہ میں جو اس کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔

۸۔ **منکر' نکیر:** یہ دو فرشتے ہر انسان کی روح سے مرنے کے فورا" بعد سوال کرنے پر مقرر ہیں۔ ایک فرشتہ اللہ کے معبود ہونے کے بارے میں پوچھتا ہے اور دوسرا رسول اور دین کے بارے میں۔

بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ ابلیس (شیطان) بھی ایک فرشتہ ہے۔ مگر قرآن کے مطابق وہ جن کی مخلوق میں سے ہے اور جن کی مخلوق آگ سے بنائی گئی ہے جبکہ فرشتے نور سے بنائے گئے ہیں۔ دراصل غلط فہمی اس وجہ سے ہو جاتی ہے کہ اس کا تذکرہ فرشتوں کے آدم کو سجدہ کرنے کے ساتھ آتا ہے۔

سورۃ ۱۸ الکہف۔ آیات ۵۰ (پارہ ۱۵)

"اور جب کہا تھا ہم نے فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا انہوں نے سوائے ابلیس کے۔ وہ جنوں میں سے تھا اس لئے اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی تو کیا تم بناتے ہو اسے اور اس کی اولاد کو اپنا سرپرست میرے سوا حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں؟ بہت ہی برا ہے ظالموں کیلئے یہ بدل (کرنا)"

Marfat.com

آسمانی کتابیں

۔ ایمان کا تیسرا جز ان تمام کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لانا ہے جن کو اللہ نے اپنے مختلف رسولوں پر مختلف زمانہ میں نازل کیا اور اس سلسلے کی آخری کتاب قرآن ہے۔ یہ تمام کتب اللہ نے اپنے بندوں کو ہدایت دینے اور راہ راست بتانے کیلئے نازل کی تھیں۔ ان میں سے چار کتابیں مشہور ہیں اور قرآن میں جو آخری کتاب ہے پہلی تین کتابوں کا تذکرہ ہے۔

تورات: یہ موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی اور اس کی زبان عبرانی تھی۔

زبور: یہ داؤد السلام پر نازل ہوئی اور کچھ علمائے نے لکھا ہے کہ یونانی زبان میں تھی۔

انجیل: یہ عیسیٰ السلام پر اتری اور سریانی زبان میں تھی۔ اس کا دوسرا نام بائبل ہے۔

قرآن: یہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کی زبان عربی ہے اور اس کا دوسرا نام فرقان ہے۔ ان چار کتابوں کے علاوہ اور بھی صحیفے اللہ تعالیٰ نے دیگر رسولوں کو بھیجے جن میں ادریس السلام کو ۳۰، ابراہیم السلام کو ۱۰ صحیفے بھیجے گئے موسیٰ السلام کو بھی شروع میں دس احکامات کی تختیاں دی گئی تھیں۔ پھر بعد میں تورات نازل کی گئی۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دین تو ایک ہی ہے اسلام جو تمام رسولوں کے ذریعہ بھیجا گیا۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ شریعت میں رد و بدل ہوتی رہی اور پہلے والی شریعت کو بعد والی شریعت نے منسوخ کرکے جگہ لے لی۔

سورة ۳ آل عمران آیات ۱۹ (پارہ ۳)

Marfat.com

"بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے ...."

سورۃ ۴۲ الشوریٰ آیات ۱۳ (پارہ ۲۵)

"اسی (اللہ) نے مقرر کیا ہے تمہارے لئے دین جس کی ہدایت کی تھی اس نے نوح کو اور یہی وہ دین ہے جسے ہم نے وحی کیا ہے۔ (اے محمد ﷺ) تمہاری طرف اور جس کا حکم دیا تھا ہم نے ابراہیمؑ کو۔ موسیٰ کو اور عیسیٰ کو کہ قائم کرو دین کو اور نہ پھوٹ ڈالو اس میں ...."

قرآن

لہٰذا قرآن کے نازل ہونے پر اس سے قبل کی کتابیں منسوخ ہوگئیں اور قرآن نے ان کی جگہ لے لی۔ اب تمام اللہ کو ایک ماننے والوں کیلئے دین اسلام وہ ہے جو قرآن بتاتا اور سکھاتا ہے۔

سورۃ ۳ آل عمران آیات ۲ تا ۴ (پارہ ۳)

"اللہ کہ سوائے اس کے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ زندہ جاوید ہے پوری کائنات کو قائم رکھنے والا ہے۔ اس نے نازل کی ہے تم پر یہ کتاب حق کے ساتھ۔ تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے قبل موجود تھیں اور اس نے نازل کی تھی تورات اور انجیل اس سے پہلے انسانوں کی ہدایت کیلئے اور اس نے نازل کیا فرقان۔ بے شک جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا۔ انہی کیلئے سخت ترین عذاب ہے اور اللہ غالب ہے۔ برائی کا بدلہ دینے والا ہے۔"

سورۃ ۱۰ یونس آیات ۳۷ (پارہ ۱۱)

"اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ گھڑ لیا جاسکے بغیر اللہ کی وحی کے بلکہ یہ تصدیق ہے اس کی جو پہلے آچکا ہے اور تفصیل ہے الکتاب کی۔

Marfat.com

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔"

سورۃ ۱۴ ابراہیم آیات ۱ (پارہ ۱۳)

"الف لام را۔ یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے تمہاری طرف تاکہ تم نکالو انسانوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف۔ ان کے رب کی توفیق سے اس کے راستہ کی طرف جو زبردست اور قابل تعریف ہے۔"

قرآن میں اللہ تعالیٰ کی احکامات اور ہدایات انسان کیلئے ہیں کہ اس کو اللہ کا تابعدار رہ کر کس طرح اپنی زندگی گزارنی چاہیے اور اس کے فرائض اور حقوق کیا ہیں۔ اپنی فیملی اور رشتہ داروں کی طرف اور سوسائٹی (ملت) کی طرف۔ جن کی صحیح ادائیگی کے صلہ میں وہ جنت کا اور اللہ کے نور کے دیدار کا حقدار ہوگا۔ ان کی تفصیل اگلے باب میں آئیگی۔

نبی اور رسول

ایمان کا چوتھا جز تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان ہے اور محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں جن کی شریعت پر کاربند ہونا اب سب بنی نوع انسانوں کیلئے ضروری ہے۔ نبیوں اور رسولوں کے سلسلہ میں چند باتیں ضرور یاد رکھنی چاہیں۔ یہ تمام نبی اور رسول انسان تھے کوئی فرشتہ یا اور مخلوق نہیں تھے مگر وہ اللہ کے منتخب اعلیٰ پایہ کے انسان تھے جن کو اللہ نے انسانوں کی ہدایت کا فریضہ دیا اور ساتھ میں عملی طور پر اپنی زندگی کو بطور نمونہ بنا کر بھی دکھانے کو کہا۔ ان کی تعلیم اللہ کو واحد معبود ماننا اور اس کے احکامات کی تعمیل کرنا تھی۔ تمام انبیاء معصوم تھے اور پاک باز تھے۔ وہ صدیق، امین، عقل مند (حکمہ) اور مبلغ تھے۔ تمام نبیوں کو کتابیں اور صحیفے نہیں دیئے گئے۔ جن کو دیئے گئے وہ رسول بھی کہلاتے ہیں۔ انبیاء کی کل تعداد کا علم نہیں ہے (ایک لاکھ چوبیس ہزار

کی تعداد غیر مصدقہ لوگوں میں مشہور ہے) جن نبیوں کے نام قرآن میں آئے ہیں وہ پچیس (۲۵) ہیں۔

آدمؑ - نوحؑ - ادریسؑ - ھودؑ - صالحؑ - ابراہیمؑ - لوطؑ - اسماعیلؑ - اسحاقؑ - یعقوبؑ - یوسفؑ - یونسؑ - ایوبؑ - شعیبؑ - موسیٰؑ - ہارونؑ - ال یاسہؑ - ذوالکفلؑ - داوٗدؑ - سلیمانؑ - الیاسؑ - زکریہؑ - یحییٰؑ - عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سورۃ ۱۰ یونس آیت ۴۷ (پارہ ۱۱)

"ہر امت کیلئے ایک رسول ہے۔ پھر جب آجاتا ہے ان کا رسول ان کے پاس تو فیصلہ کر دیا جاتا ہے ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔"

سورۃ ۱۳ الرعد آیات ۳۸ (پارہ ۱۳)

"اور بے شک بھیجے ہیں ہم نے بہت سے رسول تم سے پہلے اور بنایا تھا ہم نے انہیں بیوی بچوں والا اور نہیں ہے طاقت کسی رسول کی کہ لا دکھائے کوئی نشانی از خود بغیر اللہ کے اذن کے۔ ہر دور کیلئے ہے ایک کتاب۔"

سورۃ ۱۴ ابراہیم آیات ۴ اور ۶ (پارہ ۱۳)

"اور ہم نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا جو اپنی قوم کی زبان نہ بولتا ہو تاکہ انہیں کھول کھول کر سمجھائے۔ پھر اللہ جسے چاہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دے دیتا ہے۔ وہ زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔ کہا ان کے رسولوں نے کہ ہم واقعی اور کچھ نہیں ہیں مگر آدمی ہیں تمہاری طرح کے لیکن اللہ جس کو چاہے نوازتا ہے اپنے بندوں میں سے اور ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ تمہیں کوئی سند لا دیں سوائے اللہ کے اذن کے اور اللہ ہی پر ایمان والوں کو بھروسہ کرنا

چاہیے۔"

تمام اور رسولوں کا مذہب اسلام تھا۔ اسلام کے معنی اللہ کی اطاعت کے ہیں۔

سورۃ ۳ آل عمران آیت ۶۷ (پارہ ۳)

"ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی بلکہ وہ سب سے لاتعلق اللہ کا فرمانبردار تھا۔ (حنیفاً" مسلماً) اور نہ تھا وہ مشرکوں میں سے۔"

سورۃ ۴ النساء۔ آیت ۱۶۳ (پارہ ۶)

"بے شک ہم ہی نے وحی بھیجی ہے تمہاری طرف جیسے وحی بھیجی تھی ہم نے نوحؑ اور ان نبیوں کی طرف جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی ہم نے ابراہیمؑ" اسماعیلؑ" اسحاقؑ" یعقوبؑ اور اولاد یعقوب کی طرف اور عیسیٰؑ" ایوبؑ" یونسؑ" ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف اور ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا کی۔"

نبی محمد رسول اللہ ﷺ :۔

یہ ایمان کا اہم جز ہے کہ تمام نبیوں کے ساتھ ساتھ محمد ﷺ کو آخری نبی مانا جائے۔ لفظ محمدؐ کے لفظی معنی ہیں وہ جس کی زیادہ تعریف کی گئی ہو۔" ان کو بنی نوع انسان کیلئے باعث رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

سورۃ ۳۴ صبا آیت ۲۸ (پارہ ۲۲)

"اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے نبیؐ مگر تمام انسانوں کیلئے بشیر اور نذیر بنا کر۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

سورۃ ۲۱ الانبیاء۔ آیت ۱۰۷ (پارہ ۱۷)

"اور ہم نے نہیں بھیجا تم کو۔ اے نبیؐ مگر رحمت بنا کر تمام جہان

Marfat.com

والوں کیلئے۔"

سورۃ ۹ التوبہ آیت ۱۲۸ (پارہ ۱۱)

"بلاشبہ تمہارے پاس ایک رسولؐ آیا ہے تم ہی میں سے۔ اس کو ہر وہ بات جو تمہیں تکلیف پہنچائے ناگوار ہے اور وہ تمہاری بھلائی کیلئے حریص ہے اور مومنوں پر بڑا شفیق اور بے حد مہربان ہے۔"

سورۃ ۳۳ الاحزاب آیت ۲۱ (۲۱)

"یقیناً رسول اللہ کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کیلئے جو امیدوار ہو اللہ کا اور یوم آخرت کا اور ذکر کرتا ہے اللہ کا بہت زیادہ۔"

سورۃ ۴ النساء آیات ۱۷۰ (پارہ ۶)

"اے انسانو! بے شک یہ رسولؐ آیا تمہارے پاس حق لیکر تمہارے رب کی طرف سے۔ لہٰذا تم ایمان لے آؤ یہ بہتر ہوگا تمہارے لئے اور اگر انکار کرو گے تو بیشک اللہ ہی کا ہے سب کچھ جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا و حکمت والا ہے۔"

سورۃ ۳ آل عمران آیت ۳۱ (پارہ ۳)

"کہدو۔ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور معاف کر دے گا تمہارے گناہ اور اللہ تو بڑا معاف کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

سورۃ ۳۳ الاحزاب آیت ۵۶ (پارہ ۲۲)

"بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر۔ اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو ان پر اور خوب سلام بھیجا کرو۔"

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم گو انسان تھے

Marfat.com

مگر اللہ کے نزدیک رتبہ میں بہت اعلیٰ اور تمام انسانوں اور مخلوقات سے افضل تھے۔ جب اللہ تعالیٰ ان پر درود بھیجتا ہے تو پھر ہم مسلمانوں پر تو یہ فرض ہے کہ ان پر کثرت سے درود و سلام بھیجیں۔ رسولؐ کا ہر حکم مانیں اور ان سے محبت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول محمد ﷺ کو یہ بھی عزت بخشی کہ ان کو معراج پر آسمانوں پر اپنے پاس بلایا جس کا تذکرہ سورہ ۱۷ بنی اسرائیل میں کیا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ سیرت النبی ﷺ ضرور پڑھے تاکہ اس کو رسولؐ کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان نے کردار اور اوصاف کا علم ہو.اور بحیثیت مسلمان ہم کو ان کے عادات اور اطوار اور کردار کی تقلید کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ کے احکامات کی صحیح پیروی کرنے کا طریقہ رسول نے دکھا دیا ہے اس کو سنت رسولؐ کہتے ہیں اور تمام مسلمان اور اہل ایمان کو سنت رسول پر عمل کرنا چاہیے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کو ۴۰ سال کی عمر میں نبوت ملی اور ۵۳ سال کی عمر میں انہوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔ مکہ کے ۱۳ سال تبلیغ قرآن اور تبلیغ اسلام کی وجہ سے بہت مشکل اور تکلیف کے گزارے۔ مدینہ میں چونکہ اسلام کے پیروکار خاصے تھے لہٰذا وہاں پر اسلامی ریاست آہستہ آہستہ وجود میں آئی مگر وہاں بھی تین جنگیں کفار سے لڑنا پڑیں۔ پہلی جنگ بدر کے مقام پر ہوئی جس میں ۳۱۳ مومن صحابی نے تقریباً" ایک ہزار مکہ کے کافر لشکر سے ٹکر لی۔

سورۃ ۸ الانفال آیات ۷ تا ۱۸ (پارہ ۹) اس جنگ بدر کے متعلق ہیں۔ آیت ۹ میں ایک ہزار فرشتوں کا ذکر ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کی مدد کیلئے بھیجے۔ اس میں فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ دوسری جنگ احد مسلمانان مدینہ اور قریش مکہ' جو کافر تھے' کے درمیان ہوئی۔ اس میں بھی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی مگر اس میں مسلمانوں کا بھی خاصا جانی نقصان ہوا اور رسولؐ کے کئی صحابی شہید ہوئے۔ سورۃ

۳ آل عمران آیت ۱۲۱ تا ۱۲۹ اور ۱۵۱ تا ۱۷۱ (پارہ ۴) اس جنگ کے متعلق ہیں۔

تیسری جنگ خندق کی جنگ کہلاتی ہے۔ چونکہ تقریباً" دس ہزار کفار کے لشکر نے یہ حملہ مدینہ پر کیا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے ان کو روکنے کیلئے مدینہ کے اطراف میں خندق کھودی۔ محاصرے کرنے کے بعد آخرکار کفار واپس چلے گئے اور اس طرح سے یہ جنگ بھی مسلمانوں کے حق میں ہوئی۔ اس جنگ کا تذکرہ بھی قرآن میں سورۃ ۳۳ الاحزاب آیات ۹ تا ۲۵ (پارہ ۲۱) میں ہے۔

رسول اللہ محمد ﷺ نے مکہ پر ۸ سنہ ہجری میں رمضان میں لشکر کشی کی۔ مگر مکہ والوں نے بغیر مزاحمت کے مکہ رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کر دیا اور رسولؐ نے بھی اہل مکہ کو عام معافی دینے کا اعلان کر دیا جو اس دنیا میں ایک حیرت انگیز بات تھی۔ خصوصاً" جبکہ اہل مکہ نے جو کفار تھے پیشتر جنگوں میں اہل مدینہ اور مسلمانوں کے خاصے رشتہ دار شہید کر دیئے تھے۔ اس فتح مکہ کے متعلق سورۃ ۴۸ الفتح آیات ۲۷ تا ۲۹ (پارہ ۲۶) نازل ہوئیں۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ پھر مدینہ واپس گئے کیونکہ مدینہ ہی اسلامی سلطنت کا دارالخلافہ بن چکا تھا۔

سنہ ۱۰ ہجری میں رسول اللہ محمد ﷺ نے اپنا آخری حج ادا کیا (ان کا وصال ۱۱ سنہ ہجری میں ماہ ربیع الاول میں ہوا یہ جون ۶۳۲ سنہ عیسوی ہوتی ہے۔) اس آخری حج کا خطبہ محمد رسول ﷺ نے ۹ ذی الحج کو عرفات کے میدان میں جبل رحمت پر کھڑے ہو کر دیا۔ اس موقعہ پر سورۃ ۵ المائدہ کی آیت ۳ (پارہ ۶) نازل ہوئی جس میں اللہ نے فرمایا:

"آج کافر مایوس ہو چکے ہیں تمہارے دین کی طرف سے۔ پس تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی ہے اور تمہارے

اسلام کو بطور دین پسند کر دیا ہے۔"

آخری خطبہ

اس خطبہ حج میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ بے شک آج میں نے عہد جاہلیت کے تمام رسوم و رواج اپنے پیروں تلے روند ڈالے ہیں۔

۲۔ اب نہ کسی عربی کو عجمی پر فوقیت ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر۔ تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ کو مٹی سے بنایا گیا۔ ہر مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۳۔ غلاموں کے ساتھ انصاف کرو۔ اس کو وہ کھانے کو دو جو تم کھاتے ہو اور وہی پہننے کو دو جو تم پہنتے ہو۔

۴۔ عہد جاہلیت کے تمام خون کا بدلہ ختم کیا جاتا ہے اور سب سے پہلے میں رابیہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔

۵۔ آج تمام قرضوں کا سود ختم کیا جاتا ہے۔ (اللہ نے سود کو حرام قرار دے دیا تھا) اور میری فیملی اور عباس بن عبدالمطلب کے دیئے ہوئے قرضوں کا سود بھی معاف کرتا ہوں۔

۶۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو عورتوں کے معاملے میں۔ جیسے تمہارے ان پر حق ہیں اس طرح ان کا تم پر حق ہے۔

۷۔ تمہاری زندگی، تمہارے اثاثے اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے کیلئے ایسے ہی قابل احترام ہیں جیسے کہ یہ ماہ (حج) اور یہ شہر (مکہ)

۸۔ بے شک میں اپنے پیچھے ایک بڑی چیز چھوڑے جاتا ہوں اور اگر اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب قرآن ہے۔

۹۔ اللہ نے حق وراثت مقرر کر دیا ہے۔ لہٰذا جو تم کو وارثتی جائیداد ملی ہو۔ اس میں سے وصیت کسی اور کو نہیں کرسکتے۔

۱۰۔ نکاح کی شادی سے ہی بیٹا مانا جائیگا۔ زانی کو رجم کیا جائے گا۔ تو اللہ اسے معاف کر دے گا۔ اللہ کی لعنت ہے اس پر جو اپنے والد کے علاوہ کسی کو اپنا والد کہے اور اس غلام پر بھی جو اپنے اصل مالک کے علاوہ کسی اور کو اپنا مالک کہے۔

۱۱۔ بغیر شوہر کی اجازت کے کسی بیوی کو حق نہیں ہے کہ شوہر کی جائیداد اور دولت میں سے کسی کو دے۔

۱۲۔ قرض ضرور واپس کیا جائے۔ ادھار لی ہوئی اشیاء واپس کی جائیں۔ ضمانتی نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

اس خطبہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ اللہ کے سامنے میرے بارے میں کیا کہو گے۔ تمام لوگوں نے کہا کہ آپؐ نے اللہ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں اور کہا "اے رب تو گواہ ہے۔"

قیامت کا دن

ایمان کا پانچواں جز روز قیامت اور روز حشر پر ایمان ہے۔ اس دن تمام انبیاء انسان جو دنیا میں پیدا ہوئے تھے ان سب کو دوبارہ زندہ کیا جائیگا اور میدان حشر میں جمع کیا جائیگا۔ ہر انسان کو اس کا نامہ اعمال دے دیا جائیگا اور اس کے حساب سے انصاف کیا جائیگا۔ اگر ضرورت پڑی تو گناہ گاروں پر جرم ثابت کرنے کے لئے ان کے اپنے جسم کے حصوں مثلاً "ہاتھ، پیر، آنکھ کی گواہی دلوائی جائیگی تاکہ صحیح انصاف ہوسکے۔ اچھے اعمال زیادہ تعداد میں رکھنے والے جنت میں بھیجے

Marfat.com

جائینگے اور برے اور بد اعمال والے دوزخ میں۔ قرآن مجید میں اس موضوع پر بہت سی آیات ہیں۔ کچھ میں قیامت آنے کے منظر کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ کس طرح سے زلزلہ سے زمین ہلا کر تباہ کر دی جائیگی' پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے' سمندر بھاپ بن کر اڑ جائینگے اور سورج بہت قریب آجائیگا۔ پھر میدان حشر کا تذکرہ ہے کہ کس طرح لوگ گروہ گروہ جمع کیئے جائینگے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عدالت لگائیں گے۔ کافر اور مجرموں کو سزا دوزخ ہوگی اور مومن اور نیک کاروں کو جنت ملے گی۔ کچھ آیات میں جنت کے باغات اور وہاں کے چشمہ نہریں اور پھلوں کا تذکرہ ہے اسی طرح دوزخ کی آگ اور سختی کا بھی ذکر ہے۔ چند آیات بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

سورۃ ۸۱ التکویر آیات ۱ تا ۱۴ (پارہ ۳۰)

"جب سورج لپیٹ دیا جائیگا اور جب ستارے بے نور ہوجائیں گے اور جب پہاڑ چلائیں جائیں گے۔ اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھٹی پھریںگی اور جب وحشی جانور مارے خوف کے اکٹھے ہوجائیں گے اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائینگے اور جب جانوں کو جسموں سے (دوبارہ) جوڑا جائیگا اور جب زندہ گاڑھی لڑکی سے پوچھا جائیگا کہ آخر کس جرم پر مارا گیا اسے اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے اور جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائیگا اور جب جہنم دہکائی جائیگی اور جنت قریب لائی جائیگی۔ ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا (اعمال) لیکر آیا ہے۔"

سورۃ ۷۹ النازعات آیات ۳۴ تا ۴۱ (پارہ ۳۰)

"پھر جب وہ بہت بڑی آفت آئیگی اس روز انسان اپنا کیا دھرا یاد

Marfat.com

کرے گا اور کھول دی جائیگی جہنم ہر دیکھنے والے کیلئے۔ چنانچہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ لیکن جو کوئی ڈرا اپنے رب کے سامنے پیشی سے اور اس نے روکا اپنے نفس کو خواہشات کی پیروی سے۔ تو بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔"

سورۃ ۱۷ بنی اسرائیل آیات ۴۹ تا ۵۲ (پارہ ۱۵)

"اور کہتے ہیں کہ کیا جب ہوجائیں گے ہم ہڈیاں اور خاک بن جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے اٹھائیں جائیں گے۔ ان سے کہو چاہے تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی اور مخلوق جو زیادہ مشکل ہو تمہارے ذہن میں۔ تو پھر کہیں گے اچھا تمہیں زندہ دوبارہ کون کرے گا۔ کہو وہی ذات جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔ وہ سر کو ہلا ہلا کر پوچھیں گے کہ یہ کب ہو گا۔ ان سے کہو بہت ممکن ہے کہ یہ بہت قریب ہی ہو۔ جس دن بلائے گا وہ تمہیں تو تم **لبیک** کہو گے اس کے بلاوے پر اس کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اور تم کو ایسا گمان ہوگا کہ نہیں رہے تھے تم دنیا میں مگر صرف تھوڑی دیر کیلئے۔"

سورۃ ۲۴ النور آیت ۲۴ (پارہ ۱۸)

"اس دن (قیامت) جب گواہی دیں گی ان کے خلاف خود ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں' جو وہ کرتے رہے۔"

سورۃ ۲۱ الانبیاء آیت ۴۷ (پارہ ۱۷)

"اور ہم رکھیں گے ترازو ٹھیک تولنے والے قیامت کے دن۔ پھر نہ کیا جائیگا ظلم کسی کی جان پر ذرا بھی اور اگر کوئی عمل رائی کے

Marfat.com

دانہ کے برابر بھی ہو گا تو ہم لے آئینگے اسے اور ہم کافی ہیں حساب لینے میں۔"

دراصل روز آخرت پر ایمان ہی انسان کے دنیاوی عمل پر کار فرما رہتا ہے۔ اگر کوئی انسان روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ہے تو وہ اس دنیا کی زندگی کو ہی اپنے منزل سمجھ کر ہر وہ کام کرے گا جس میں اس کو یہاں دنیا میں زیادہ نفع اور آرام ہو چاہے اس کے عمل سے دوسرے انسان کو نقصان ہو یا تکلیف ہو اور عین ممکن ہے کہ وہ کوئی نیک عمل ہی نہ کرے کیونکہ اس کو اس عمل کا بدلہ اس دنیا میں ملتا دکھائی نہ دیتا ہو۔ اسی طرح وہ کسی برائی کی بھی روکنے کی کوشش نہیں کرے گا کیونکہ اس میں اس کا وقت (اس کے خیال میں) ضائع ہو گا اور اس کو ذاتی فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔ اس کے برعکس جو شخص روز قیامت اور اس دن کی سزا اور جزا پر یقین رکھتا ہے وہ اپنی دانست میں کوئی ایسا عمل نہیں کرے گا جس سے دوسرے کو تکلیف ہو اور وہ گناہگار ٹھہرایا جائے۔ اس کی تمام تر کوشش اپنی زندگی کو اللہ کے حکم کے مطابق گزارنے میں ہوگی تاکہ روز حشر اس کا نامہ اعمال نیک کاموں سے زیادہ پر ہو اور وہ جنت کا حق دار بنے۔

روز قیامت پر ایمان پورے ایمان کا بہت ہی اہم جز ہے اور اس کو یاد رکھنے کا طریقہ ہے کہ اپنی موت کو یاد رکھا جائے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ موت کے برابر کوئی واعظ نہیں (طبرانی) یعنی نصیحت کرنے کو تو موت ہی کافی ہے۔ موت کو یاد رکھنے سے موت کے بعد کے واقعات بھی ذہن میں آتے ہیں اور اس طرح سے دنیا کی محبت کم ہوتی جاتی ہے اور آخرت کی فکر بڑھ جاتی ہے جس کی وجہ سے نیک اعمال میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا دنیا کی لاطائل امیدیں کم کرنا چاہیں۔ موت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سے شرم کرنا چاہیے کہ اس کے سامنے کس منہ سے جائیں گے۔ اللہ نے چاہا تو جنت میں داخلے کا بہت امکان ہے۔

قضا و قدر پر ایمان

کچھ لوگ قضا اور قدر پر ایمان لانے کو بھی ایمان کا چھٹا جز کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی جو مرضی ہو اس پر بندہ راضی رہے۔ اللہ پر ایمان لانے میں یہ بات بھی مضمر ہے۔ لہٰذا اس کو چاہے علیحدہ جز سمجھا جائے اور چاہے اسے اللہ پر ایمان لانے کے جز کا حصہ سمجھا جائے' بات ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وہ جنتی لوگوں سے راضی ہے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے (سورۃ ۹۸ البنیہ آیت۸ (پارہ ۳۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ جب اللہ کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو پہلے اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس اگر وہ بندہ صابر رہتا ہے تو اس کو منتخب کر لیتا ہے اور اگر اللہ کی قضا پر راضی ہوتا ہے تو اس کو برگزیدہ کر لیتا ہے۔ انسان کی قضا پر راضی ہونے کی وجہ اول تو اللہ سے محبت ہے اور دوسری وجہ اس کو بہتر انجام کی توقع ہے۔ مثال اسکی یہ ہے جیسے طبیب کسی مریض کو کڑوی دوائی دیتا ہے مگر مریض اس کو خوشی سے قبول کرلیتا ہے کیونکہ اس کا انجام اچھا ہے یعنی صحتیاب ہونے کی توقع ہے۔

تیسری وجہ قضا پر راضی ہونے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں عجیب عجیب رموز اور اسرار مخفی ہیں۔ جو صاحب بصیرت سمجھتے ہیں چاہے ان کو پورا علم نہ ہو۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سورہ۱۸ کہف (پارہ ۱۵ رکوع ۹ اور ۱۰) میں درج ہے کہ بظاہر نقصان دہ باتیں باطن میں اچھائیاں لئے ہوئے تھیں۔

رضا بر قضا کا یہ مطلب ہرگز نہیں لینا چاہیے کہ کافر کا کفر بھی اللہ کی مرضی

Marfat.com

سے ہے تو ہم بھی راضی ہیں۔ کیونکہ امر بالمعروف مسلمان پر فرض ہے اور اس کا چھوڑنا رضا بر قضا نہیں کہا جاسکتا۔ اسی طرح رضا بر قضا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کہ مومن دعا مانگنا بھی چھوڑ دے اور احتیاطی تدبیر بھی نہ کرے۔ ایسا سمجھنا جہالت ہے کیونکہ دعا مانگنے اور شر سے حفاظت کا تو شرعاً" حکم ہے اور اس کا نہ کرنا اللہ کے احکام کی حکم عدولی ہوگی جو کہ گناہ ہے اور یہ کسی طرح رضا بر قضا نہیں سمجھا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی جگہ فرمایا ہے کہ میں جس کو چاہے رزق بڑھا دیتا ہوں اور جس سے چاہے تنگ کر دیتا ہوں۔ اسی طرح فرمایا کہ میں جسے چاہے عزت دیتا ہوں اور جسے چاہے ذلت دیتا ہوں اور جسے چاہے بادشاہت دے دیتا ہوں اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لیتا ہوں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے اور ضمیر دیا ہے اسے پتہ چل جاتا ہے کہ کن گناہوں کی وجہ سے اس کے اوپر آفت الٰہی آئی ہے۔ لہٰذا اس کیلئے توبہ استغفار کرنا بتایا گیا ہے اور دعا مانگنے کو کہا گیا ہے۔ لہٰذا توبہ استغفار اور دعا کرنا کسی طرح سے رضا بر قضا کے خلاف نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں قرآنی دو دعائیں ضرور یاد کر لینا چاہیں اور ہر نماز کے بعد مانگنی چاہیں۔

سورۃ ۳ آل عمران آیت ۸ (پارہ ۳)

"اے ہمارے رب ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کیجئو بعد اس کے کہ تو ہم کو ہدایت دے چکا ہے اور ہم پر اپنی رحمت بخش دے۔ یقیناً تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔"

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۲۰۱ (پارہ ۲)

"اے ہمارے رب عطا فرما ہمیں دنیا میں بھی اچھائی اور بھلائی اور

Marfat.com

آخرت میں بھی اچھائی اور بھلائی اور تو ہمیں بچا لے آگ کے عذاب سے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سورۃ ۲ البقرہ آیت ۱۷۷ (پارہ ۲)

"نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ انسان ایمان لائے اللہ پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور اللہ کی کتاب اور پیغمبروں پر اور اپنا مال اللہ کی محبت میں دے غریب رشتہ داروں کو، یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے کو (غلام کو آزاد کرنے کیلئے) اور قائم کرے نماز اور ادا کرے زکوٰۃ اور نیک وہ ہیں جو پورا کرتے ہیں اپنے عہد کو جب وہ عہد کرلیں اور ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ تنگ دستی میں اور جسمانی تکالیف میں اور جنگ کے وقت۔ یہی لوگ راست باز ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔"

دین اسلام - قرآن کی روشنی میں

باب سوئم

دین الاسلام

ایمان لانے کے بعد ایک مسلمان کو دین الاسلام کے احکامات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ دین یا مذہب ایک طرز زندگی گزارنے کا نام ہے کسی فوق البشریعنی خدائی طاقت کے احکامات کے تحت۔ تاکہ اس دنیا کے ساتھ ساتھ مرنے کے بعد بھی آرام و آسائش (جنت) میسر ہوسکے۔ دین الاسلام بھی ایک طرز زندگی بتاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مطابق بسر کی جائے۔ دیگر مذاہب میں اکثر اوقات ایک سے زائد خداؤں کو ماننا پڑتا ہے اور ان کے احکامات اکثر و بیشتر انسان نے بنائے ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو ان خداؤں کا نمائندہ کہتے ہیں اور انسانی عادات کے تحت ایسے قوانین ان کی اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً" ان خداؤں کے نام پر جو مال صدقہ دیا جائے وہ صرف انہی نمائندوں کو ملے گا یا ایسے نمائندہ اپنی جنسی خواہشات کے تحت کنواری لڑکیوں سے ان خداؤں کے نام پر ناچ گانا کرواتے ہیں اور اپنی خواہشات پوری کرنے کیلئے ان کو مندروں کی داسیاں بنا لیتے ہیں اور اس کو اپنے مذہب کا ایک طریقہ اور حکم قرار دے کر عوام کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان کی خواہشات پوری کرتے رہیں۔ اکثر اوقات ایسے مذاہب میں شیطان کی پیروی کی جاتی ہے۔ انسانی جان کی قربانی جائز کر دی جاتی ہے۔ انسانوں میں درجات بنا دیئے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

دین الاسلام دراصل اس کائنات کے واحد خالق اور رب (جس کو اللہ کا نام

Marfat.com

دیا گیا ہے) کے حکم کی پیروی کرنے کا نام ہے۔ ان احکامات کو ان نے اپنے رسولوں کے ذریعہ وقتاً فوقتاً بنی نوع انسان کی فلاح کیلئے دنیا میں بھیجا اور جب وقت کے ساتھ ساتھ اس کے رسول کے لائے ہوئے احکامات کی عدم پیروی اور نفی ہونے لگی تو پھر دوسرا رسول بھجوایا۔ سب سے آخری رسول محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن پر قرآن نازل کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی کتاب ہے۔ دین الاسلام کی خاص اور منفرد دو باتیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کا خدا واحد ہے جو مالک مطلق ہے۔ دوسرے اس کے احکامات تمام بنی نوع انسان کیلئے یکساں ہیں یعنی اس رسول پر بھی لاگو ہیں جو اللہ کا پیغام لایا ہے۔ اس طرح سے کسی بھی انسان کو دوسرے پر کسی طرح کی فوقیت نہیں دی گئی ہے بلکہ دین اسلام کے داعی اور اماموں پر زائد ذمہ داری ڈال دی گئی ہے کہ وہ اپنے عمل سے صحیح دین عوام کو سکھائیں۔ مزید یہ کہ یہ احکامات انسان کی فطرت اور سرشت کے عین مطابق ہیں۔ جو کام کوئی انسان اپنے لئے غلط یا نقصان دہ سمجھتا ہے وہ کسی دوسرے انسان کو کرنے کیلئے نہیں کہہ سکتا کیونکہ تمام انسان بلا کسی امتیاز کے برابر ہیں اور ان کے تمام کام عدل اور انصاف پر مبنی ہونگے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: سورۃ ۳ آل عمران آیات ۱۹ اور ۸۵ (پارہ ۳)

"بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور جو اختیار کرتا ہے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین۔ تو ہرگز قبول نہ کیا جائیگا اس سے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہوگا۔"

سورۃ ۳ آل عمران آیت ۶۷ (پارہ ۳)

"ابراہیم (علیہ السلام) نہیں تھے یہودی اور نہ نصرانی بلکہ وہ تھے مسلم حنیفا۔"

Marfat.com

سورۃ ۴۲ الشوریٰ آیات ۱۳ (پارہ ۲۵)

"اسی (اللہ) نے مقرر کیا ہے تمہارے لئے وہ دین جس کی ہدایت کی تھی اس نے نوحؑ کو اور یہی وہ دین ہے جسے ہم نے وحی کیا ہے اے محمد ﷺ تمہاری طرف اور جس کا حکم دیا تھا ہم نے ابراہیمؑ کو' موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو ...."

دین اسلام کے احکامات میں سے مندرجہ پانچ ارکان بہت اہم ہیں اور یہ دین کے ستون سمجھے جاتے ہیں۔ ۱۔ صلوٰۃ (نماز) ۲۔ زکوٰۃ اور خیرات ۳۔ صوم (روزہ) ۴۔ حج بیت اللہ ۵۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

نماز (صلوٰۃ)

دین اسلام کا پہلا رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخصوص طریق پر عبادت کرنے کو نماز کہتے ہیں۔ یہ دن رات میں پانچ دفعہ ادا کرنے کا حکم ہے اور ہر عاقل اور بالغ پر فرض ہے۔

سورۃ ۲۲ الحج آیات ۷۷ (پارہ ۱۷)

"اے ایمانو والو! رکوع کرو' سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے رب کی اور نیک کام کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

قرآن میں نماز قائم کرنے کا کہا گیا ہے۔ جس سے علماء نے اور رسول کی سنت نے نماز کو مسجد میں باجماعت ادا کرنے کو نماز قائم کرنا سمجھا ہے۔ لہٰذا ہر بالغ مسلمان آدمی کو مسجد میں ہی نماز باجماعت پڑھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ عورتیں پردے اور خانہ داری فرائض کی وجہ سے مسجد میں جانے سے مستثنیٰ ہیں۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۴۳ (پارہ ۱)

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع میں جاؤ رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔"

Marfat.com

اوقات نماز

اور اسی لفظ قائم کرنے سے علماء نے سنت رسول سے یہ سمجھا ہے کہ نماز وقت پر ادا کرو۔ پانچ فرض نمازوں کے نام یہ ہیں:۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء

قرآن میں ان اوقات کے اشارے ہیں۔ مثلاً" سورۃ ۱۱ ہود آیات ۱۱۴ (پارہ ۱۲)

"نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور رات کی پہلی ساعتوں میں ...."

سورۃ ۱۷ بنی اسرائیل آیت ۷۸ (پارہ ۱۵)

"نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کی نماز (قرآن) بھی۔ بیشک فجر کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔"

اوقات نماز پر ایک مستند حدیث ہے جو ابو داؤد اور ترمذی میں ہے کہ "ابن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جبرئیل نے مجھے دو دفعہ نماز کعبہ کے نزدیک پڑھوائی۔ جبریل نے میرے ساتھ ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جب زوال آفتاب کا وقت ہوچکا تھا اور سایہ جوتے کے تسمہ کے برابر تھا۔ پھر عصر نماز میرے ساتھ پڑھی اس وقت جب سایہ میرے قد کے برابر ہوا تھا۔ پھر مغرب نماز میرے ساتھ پڑھی جس وقت روزہ افطار کیا جاتا ہے۔ پھر میرے ساتھ نماز عشاء پڑھی جب آسمان سے شفق بالکل غائب ہوچکا تھا اور پھر نماز فجر میرے ساتھ پڑھی اس وقت جب روزہ دار کو کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ پھر جبرئیل دوسرے روز آئے اور پھر میرے ساتھ نماز ظہر پڑھی جب میرا سایہ میرے قد کے برابر ہوگیا اور عصر کی نماز پڑھی جب

Marfat.com

میرا سایہ قد سے دوگنا ہوچکا تھا۔ پھر مغرب پڑھی جب روزہ افطار کیا جاتا ہے اور نماز عشاء میرے ساتھ پڑی جب ایک تہائی رات گزر چکی تھی اور فجر کی نماز پڑھی جب صبح بالکل صاف ظاہر ہوچکی تھی۔ اس کے بعد جبرئیل نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ "اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نماز کے اوقات تم سے قبل کے رسولوں کے تھے اور صحیح وقت نماز کا ان دونوں حدود کے درمیان ہے جو میں نے تم کو بتائے۔"

سورۃ ۹ التوبہ آیت ۱۸ (پارہ ۱۰)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کرتے ہیں وہ لوگ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور قائم کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور نہیں ڈرتے سوائے اللہ کے۔ ایسے لوگ اغلب ہے کہ منزل پانے والے ہوجائیں۔"

ایک حدیث ہے کہ مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب گھر میں نماز ادا کرنے سے ۲۵ گنا زیادہ ہے اور مسجد الحرام (کعبہ بیت اللہ) میں نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

نماز کے اوقات کی پابندی بہت ضروری ہے اور اس لئے وقت پر نماز ادا کرنا سفر میں مسافر اور بیمار آدمی جو ہوش میں ہو اور نماز ادا کرنے کے قابل ہو' پر بھی فرض ہے۔ البتہ مسافر کو نماز مختصر کر دی گئی ہے تاکہ وہ تھوڑی سی ہی پڑھ کر فرض ادا کرسکے۔ اس طرح بیمار آدمی صرف فرض ادا کرے چاہے بیٹھ کر یا لیٹ کر۔ مومنوں کی حالت جنگ میں بھی نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔

سورۃ ۴ النساء آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳ (پارہ ۵)

"اور جب سفر کرو تم تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم نماز میں قصر کرو۔

اگر اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ ستائیں گے۔ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں اور جب تم موجود ہو مسلمانوں کے ساتھ اور پڑھانے لگو ان کو نماز تو چاہئے کہ ان میں سے ایک گروہ کھڑا ہو تمہارے ساتھ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ پھر جب سجدہ کر چکیں یہ لوگ تو چاہیے کہ چلے جائیں تمہارے پیچھے اور آجائے۔ دوسرا گروہ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی پس وہ پڑھیں نماز تمہارے ساتھ اور ضروری ہے کہ چوکنا رہیں اور اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ کافر لوگ تو دل سے چاہتے ہیں کہ کاش تم غافل ہو جاؤ اپنے ہتھیاروں سے اور سامان سے تو وہ تم پر یکدم ٹوٹ پڑیں۔ تم پر کچھ گناہ نہیں ہے اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار اتار رکھو۔ لیکن چوکنا رہو۔ بے شک اللہ نے کافروں کیلئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب تم ادا کر چکو نماز تو یاد کرتے رہو اللہ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنے پہلوں پر لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں) پھر جب خوف (جنگ) دور ہو جائے تمہارا تو قائم کرو نماز (پوری طریق سے) بے شک نماز مومنوں پر فرض ہے پابندی کے ساتھ۔"

سفر میں نماز قصر میں صرف فرض پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے اور ظہر، عصر اور عشاء کے فرض چار رکعت کی بجائے صرف دو رکعت پڑھے جاتے ہیں۔ اس طرح سے فجر کے فرض دو رکعت اور مغرب کے فرض تین رکعت برقرار رہتے ہیں۔ البتہ اگر نماز باجماعت ہو رہی ہو اور امام مقامی آدمی ہو جو ظہر، عصر یا عشاء میں چار رکعت فرض پڑھا رہا ہو تو پھر مقتدی مسافر کو چار رکعت ہی پڑھنا ہوں گی۔ اگر مسافر کئی ہیں تو ان میں سے ایک مسافر امام بن کر دو رکعت قصر بھی جماعت سے پڑھا سکتا ہے۔ دوسرا مسئلہ سفر کا فاصلہ اور مدت سے متعلق ہے۔

Marfat.com

یعنی اگر کوئی شخص اپنے گھر سے تقریباً" ۴۵ میل یا ۸۵ کلومیٹر سے زیادہ فاصلہ کا سفر کرے تو قصر نماز پڑھنا چاہیے۔ اگر مسافر کسی جگہ زیادہ دنوں قیام کرتا ہے تو ۱۴ دن کے بعد اس کو پوری نماز پڑھنا ہوگی۔ اگر اسے شروع سے ہی علم تھا کہ غیر جگہ اس کو ۱۴ دن سے زائد ٹھہرنا ہوگا تو پھر شروع دن سے ہی وہ وہاں کا مقامی تصور ہوگا اور وہ پوری نماز پڑھے۔ سنت اور نفل کی قصر نہیں ہے بلکہ اگر وقت وافر ہو تو پڑھنا چاہیے ورنہ نہیں۔

پانچ نمازیں

روزانہ پانچ نمازوں میں جو رکعت پڑھنا ہوتی ہیں ان کی تعداد اور ترتیب یہ ہیں۔

نماز فجر دو رکعت سنت، دو رکعت فرض

نماز ظہر چار رکعت سنت، چار رکعت فرض، دو رکعت سنت، دو رکعت نفل

نماز عصر چار رکعت سنت غیر موکدہ، چار رکعت فرض

نماز مغرب تین رکعت فرض، دو رکعت سنت، دو رکعت نفل

نماز عشاء چار رکعت سنت غیر موکدہ، چار رکعت فرض، دو رکعت سنت، دو رکعت نفل، تین رکعت وتر، دو رکعت نفل

نوٹ: ان تمام نمازوں میں جو نفل ہیں اور نماز عصر اور عشاء میں جو پہلے چار رکعت سنت غیر موکدہ ہیں یہ اختیاری ہیں یعنی پڑھنے کا ثواب ہے اور نہ پڑھنے کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ حنفی مسلمان (جو امام ابو حنیفہ کا فقہ مانتے ہیں) یہ تمام نوافل اور سنتیں پڑھتے ہیں۔ نماز پڑھنے کا طریقہ یعنی نیت قیام تلاوت، رکوع اور سجود ہر مسلمان کو آتا ہے اور اس کیلئے کتاب عام ملتی ہیں اس لئے یہاں اس کی تفصیل نہیں دی گئی ہے۔ ان پانچ اوقات کے علاوہ تین اور نمازیں نوافل ہیں۔

Marfat.com

تہجد' جو رات کے آخری حصہ میں پڑھی جاتی ہے۔ اشراق جو صبح آفتاب طلوع ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور چاشت جو اول دن میں زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ ان اختیاری نمازوں میں نفل پڑھے جاتے ہیں۔ تہجد میں کم از کم چار زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت کرکے پڑھے جاتے ہیں۔ اشراق میں دو یا چار نفل پڑھے جاتے ہیں اور چاشت میں بھی دو یا چار رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ ان اختیاری نمازوں میں نماز تہجد کی تاکید اور فضیلت قرآن میں بھی آئی ہے۔ نماز تہجد رسول اللہ کیلئے لازمی تھی مگر امتیوں کیلئے اختیاری ہے۔

نماز تہجد

سورۃ ۱۷ بنی اسرائیل آیات ۷۹ (پارہ ۱۵)

"اور رات کو تہجد پڑھو یہ نفل (زائد) عبادت ہے تمہارے لئے۔ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم کو فائز کردے مقام محمود پر۔"

سورۃ ۷۳ المزمل آیات ۱ تا ۶ (پارہ ۲۹)

"اے کملی میں سونے والے۔ کھڑے رہا کرو رات کو نماز میں مگر تھوڑا سا حصہ۔ آدھی رات یا کم کرلو اس میں سے تھوڑا حصہ یا زیادہ کرلو اس پر کچھ اور پڑھو قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر۔ یقیناً ہم نازل کرنے والے ہیں تم پر ایک بھاری کلام۔ بے شک رات کو اٹھنا بہت کارگر ہے۔ نفس پر قابو پانے کیلئے اور بہت خوب وقت ہے قرآن پڑھنے کیلئے۔"

اس نماز میں چار رکعت سے لے کر ۱۲ رکعت تک پڑھتے ہیں۔ ۸ رکعت عام ہے۔ نیت دو رکعت کے حساب سے کرتے ہیں اور عموماً" فجر کے وقت سے کم از کم ایک گھنٹہ قبل پڑھ لینا چاہیے۔ جتنا قرآن یاد ہو وہ ان رکعت میں پڑھنا

Marfat.com

چاہیے۔ ورنہ جو سورت یاد ہو وہی پڑھ لی جائے۔ جو لوگ اس نماز تہجد کو باقاعدہ طور سے پڑھتے ہیں وہ عشاء کی نماز کے ۳ وتر عشاء کے وقت نہیں پڑھتے بلکہ تہجد کی نماز کے ساتھ بعد میں پڑھتے ہیں۔ اس طرح سے ایک حدیث کے مطابق بعد عشاء سونے والا وقت بھی عبادت میں ہی شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا سورۃ مزمل کی آیات میں ہے نماز تہجد پڑھنے سے اپنا نفس قابو میں آتا ہے اور اس طرح سے انسان کا روحانی درجہ بڑھتا ہے۔

نماز جمعہ

ہر ہفتہ میں جمعہ کے روز کی نماز ظہر کو نماز جمعہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کو پڑھنے والے کو نماز ظہر نہیں ادا کرنا پڑتی ہے۔ اس کے فرض دو رکعت ہیں۔ یہ نماز صرف باجماعت ہی ادا ہو سکتی ہے اور اگر ادا نہ ہو سکے تو پھر نماز ظہر پڑھنا ضروری ہے۔ نماز جمعہ اہل محلہ یا اہل شہر کی ایک اجتماعی نماز ہے اور اس میں کم از کم ۴۰ نمازیوں کا ہونا ضروری ہے۔ زیادہ اجتماع ہونے کی غرض سے ایک محلہ یا گاؤں میں صرف ایک مسجد میں نماز جمعہ ہونا چاہیے۔ زیادہ نمازی ہونے کی صورت میں دوسری مسجد میں بھی نماز جمعہ ہو سکتی ہے۔ اس نماز میں پہلے خطبہ دیا جاتا ہے اور پھر نماز فرض دو رکعت باجماعت ہوتی ہے۔ اس نماز کی بڑی فضیلت حدیث میں آتی ہے۔ قرآن میں ایک سورۃ جمعہ کے نام کی ہے۔

سورۃ ۶۲ الجمعہ آیات ۹ - ۱۰ (پارہ ۲۸)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب جمعہ کے دن کی نماز کیلئے اذان دی جائے تو دوڑ پڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو خرید و فروخت۔ یہ زیادہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم جانو۔ جب نماز پوری ہو جائے تو پھر پھیل جاؤ زمین پر اور تلاش کرو اللہ کا فضل (کمانے کے ذرائع سے) اور یاد کرتے رہو اللہ کو کثرت سے تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو۔

Marfat.com

ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ کا دن ہفتہ کے اور دنوں سے افضل ہے اور جمعہ کے روز ہی آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے تھے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے تھے اور قیامت کا دن بھی جمعہ کو ہوگا۔ نماز جمعہ سے قبل اور بعد میں چار چار رکعت سنت غیر موکدہ ہیں اور پھر دو رکعت سنت (بعد نماز جمعہ) موکدہ ہیں اور پھر دو رکعت نفل ہیں۔

نماز کی اہمیت اور روح

نماز مسلمان کی عبدیت کا پہلا ٹیسٹ ہے۔ جو لوگ اللہ کا یہ حکم نہیں مانتے ہیں ان کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔

سورة ۷۴ المدثر آیات ۴۱ تا ۴۴ (پارہ ۲۹)

"پوچھیں گے مجرموں سے کیا چیز تم کو لے گئی جہنم میں۔ وہ کہیں گے ہم نہ تھے نماز پڑھنے والوں میں اور نہ کھانا کھلایا کرتے تھے مسکین کو۔"

حدیث ہے کہ ابن مسعود نے بتایا کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا عمل سب سے پسندیدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ وقت پر ادا کی گئی نماز۔ میں نے پوچھا اس کے بعد۔ کہا کہ والدین کی اطاعت۔ میں پھر پوچھا اس کے بعد۔ کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد۔ (بخاری)

پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وقت نماز سے اللہ نمازی کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (مسلم)

نماز کی روح نیت اور حضور قلب ہے اور نماز کا بدن اس کے ارکان قیام اور رکوع وغیرہ ہیں اور جو سورت اور آیات پڑھی جاتی ہیں وہ نماز کی آنکھ اور کان (یعنی بینائی اور قوت سماعت) ہے۔ نماز کے تمام ارکان کو بہت اطمینان سے

خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ ورنہ جو رکن صحیح نہیں ادا ہوگا تو گویا نماز کے بدن میں وہ سقم رہ گیا۔ یعنی نماز لولی لنگڑی یا اندھی ہوجائیگی اور اگر حضور قلب (جو کہ نماز کی روح ہے) نہیں ہے تو نماز ایک مردہ جسم کی طرح ہوگی۔ ایسی عیب دار یا مردہ نماز کو اللہ کے سامنے کس طرح سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ حضور قلب یعنی دل کو متوجہ رکھنے کی برابر پریکٹس کرتے رہنا چاہیے۔ جب زبان سے اللہ اکبر کہا جائے تو دل میں اللہ کی عظمت کا خیال رکھو۔ جب سورہ فاتحہ کے الفاظ **ایاک نعبد و ایاک نستعین** (یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں) تو دل بھی یہی سوچے کہ میں عاجز اور محتاج ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگ رہا ہوں۔ اس طرح دل سے توجہ کرنے سے آہستہ آہستہ نماز کی صحیح ادائیگی ہوگی جو اللہ کے یہاں مقبول ہوگی۔

سورۃ ۴ النساء آیت ۱۴۲ (پارہ ۵)

"اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کیلئے تو کھڑے ہوتے ہیں بے دلی اور کاہلی کے ساتھ۔ دکھاوا کرتے ہیں لوگوں کے سامنے اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر تھوڑا۔ ڈانواں ڈول ہیں دونوں کے درمیان نہ مومنوں کی طرف اور نہ کافروں کی طرف۔ اور جسے گمراہ کر دیا اللہ نے۔ سو ہرگز تم کوئی راستہ نہیں پا سکو گے۔"

سورۃ ۸ الانفال آیات ۲ تا ۴ (پارہ ۹)

"مومن تو در حقیقت وہ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو لرز جاتے ہیں ان کے دل اور جب پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیات ان کے سامنے (نماز میں) تو بڑھا دیتی ہیں ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو قائم کرتے ہیں نماز اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں اور ان

Marfat.com

کیلئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور بہترین رزق ہے۔"

سورۃ ۲۳ المومنون آیات ۱ تا ۵ (پارہ ۱۸)

"یقیناً فلاح پا گئے وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ دینے پر عمل کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔"

سورۃ ۲۹ العنکبوت آیت ۴۵ (پارہ ۲۱)

"........ اور قائم کرو نماز۔ یقیناً نماز روکتی ہے بے حیائی اور بے کاموں سے ...."

سورۃ ۱۰۷ الماعون آیات ۴ تا ۶ (پارہ ۳۰)

"پس تباہی ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں اور جو ریا کاری کرتے ہیں۔"

نماز عیدین

سالانہ دو اجتماعی نمازیں ہوتی ہیں۔ اول عیدالفطر یہ نماز رمضان کے روزے ختم ہونے پر یکم شوال کو صبح سورج نکلنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ سنت ہے کہ یہ نماز کسی کھلے میدان میں تمام شہر یا محلّہ کے لوگوں کے ساتھ ادا کی جائے۔ دو رکعت نماز بمعہ چھ تکبیر ہوتی ہے۔ شافعی فقہ کے لوگ بارہ تکبیر کہتے ہیں۔ بعد نماز خطبہ ہوتا ہے جس کا سننا سنت ہے۔

نماز عیدالاضحیٰ جو عرف عام میں بقر عید کی نماز بھی کہی جاتی ہے۔ یہ ماہ ذی الحج کی دس تاریخ کو پڑھتے ہیں اور طریقہ نماز وہی ہے جو عیدالفطر کا ہے۔ یہ نماز حج ادا کرنے کی خوشی ہے اور اس کے پڑھنے کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔ قربانی کسی جانور گائے' بکری' اونٹ' کی ہوتی ہے۔ بڑے جانور مثلاً" گائے' اونٹ میں

Marfat.com

ایک سے زائد اشخاص (زیادہ سے زیادہ سات تک) حصہ ڈال سکتے ہیں۔ قربانی کا ذکر حج کے باب میں دیا گیا ہے۔

اذان

مسجد میں نمازیوں کو بلانے کا طریقہ اسلام میں بذریعہ اذان ہے۔ نماز کے اوقات میں جماعت کھڑی ہونے سے پندرہ منٹ قبل کوئی شخص اونچی آواز میں مخصوص کلام سے پکارتا ہے۔ اس میں اللہ کی بڑائی (اللہ اکبر) اور کلمہ شہادت کہے جاتے ہیں۔ صبح کی اذان میں ایک جملہ نماز سونے سے بہتر ہے' بڑھا دیا جاتا ہے۔ آج کل اذان کیلئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عام ہوگیا ہے تاکہ آواز دور تک جاسکے۔

طہارت اور وضو

نماز پڑھنے سے قبل انسان کا اپنا بدن اور کپڑے صاف اور پاک ہونے چاہیں اور پھر وضو کرکے نماز پڑھنا چاہیے۔ شرعی پاکیزگی میں علاوہ ظاہری نجاست اور گندگی دور کرنے کے کچھ اور باتیں بھی شامل ہیں۔ مثلاً" وظیفہ زوجیت کے بعد پاک ہونے کیلئے غسل فرض ہے۔ عورتوں کو ماہواری کے ایام میں نماز معاف ہے اور اس کے اختتام پر پاک ہونے کیلئے غسل فرض ہے۔ اسی طرح جس پانی سے غسل یا وضو کیا جائے وہ بھی پاک صاف ہو۔ کپڑے پر اگر نجاست لگی ہو تو پہلے کپڑے کو دھو کر پاک کرلیا جائے۔

وضو میں پہلے کلائیوں تک ہاتھ دھو کر منہ میں کلی کریں اور اگر ہوسکے تو مسواک یا برش سے دانت صاف کریں۔ پھر ناک میں پانی ڈال کر صاف کریں۔ اس کے بعد پورا چہرہ دھوئیں۔ ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں اور پھر سر کا مسح کرلیں۔ پھر پیر ٹخنوں تک دھولیں۔ ہر عمل تین بار کرنا سنت ہے۔ سوائے سر

Marfat.com

کے مسح کے کہ وہ صرف ایک بار کرنا ہی کافی ہے۔

سورۃ ۵ المائدہ آیت ٦ (پارہ ٦)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو دھو لو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرلو اپنے سر کا اور دھو لو پاؤں ٹخنوں تک۔ اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو غسل کر کے پاک ہو جاؤ۔ اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلا سے آیا ہو یا مباشرت کی ہو تم نے عورت سے اور پھر تم کو پانی میسر نہ ہو تو تیمم کرلو پاک مٹی سے۔ مسح کرو اپنے منہ کا اور اپنے ہاتھوں کا اس (مٹی) سے۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم کو کسی قسم کی تنگی میں مبتلا کرے بلکہ چاہتا ہے کہ پاک کرے تم کو اور پوری کرے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔"

چونکہ سر پر بال ہوتے ہیں جن کو سوکھنے میں دیر لگتی ہے اور گیلا رہنے سے بیمار ہونے کا اندیشہ رہتا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے وضو میں بھی سر کا مسح کرنا بتایا ہے یعنی پانی سے ہاتھ گیلا کر کے پھر آہستہ سے اس کو سر کے اوپر پھیرنا۔ تیمم دراصل ایک ذہنی طور کی صفائی ہے اور اللہ نہیں چاہتا کہ مٹی تمہارے چہرے اور ہاتھوں پر لگی رہے۔ اس لئے تیمم میں چہرے اور ہاتھ کا بھی مسح کرنے کو کہا ہے۔ اس کا طریق یہ ہوتا ہے کہ پاک صاف مٹی پر دونوں ہتھیلی آہستہ سے رکھ کر اٹھا لیں۔ پھر ہاتھ جھٹک کر زائد مٹی گرا دیں۔ پھر اپنا ہاتھ کو چہرے پر پھیریں گویا منہ دھو رہے ہو۔ پھر دوبارہ اسی طرح ہتھیلی کو مٹی پر رکھ کر اور جھاڑ کر اپنے ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیریں گویا ہاتھ دھو رہے ہیں۔ مسلم علماء نے اب پیروں پر موٹے موزے ہونے کی صورت میں ان کو بار بار دھونے کی بجائے صرف ان کا مسح کر لینے کو جائز کر دیا ہے۔ ایک وقت وضو میں پیر دھو لئے جائیں پھر ان پر

Marfat.com

موزے پہنے جائیں۔ تو پھر دوسری یا تیسری بار (اس روز میں) وضو کرنے کیلئے اس رعایت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے البتہ اگر پیر گندے ہو جائیں۔ مثلاً" بارش یا کیچڑ میں پیر بمعہ موزے کے خراب ہوگئے ہیں تو ان کو دھولینا چاہیے۔ یہاں یہ مسئلہ بتا دیا جائے کہ عورتوں کیلئے ایام حیض اور ایام نفاس (بچے کی ولادت کے بعد) میں نماز معاف ہے اور اس کی قضا نہیں ہے۔ ان ایام کے ختم ہونے پر غسل کرنا ضروری ہے۔ تب ہی پاک ہوسکے گی۔ البتہ ان ایام میں اگر رمضان کے روزے ہوں تو پھر ان کی قضا دوسرے دنوں میں ادا کرنا ہوگی۔

قبلہ

نماز پڑھنے کیلئے مسلمانوں کو اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کا قبلہ کعبہ بیت اللہ ہے۔ مکہ سے دور رہنے والوں کو اس سمت کی طرف منہ کرنا چاہیے جس طرف مکہ واقع ہے۔ یعنی ہندوستان پاکستان کے رہنے والے مغرب کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں کیونکہ مکہ مغرب کی طرف واقع ہے۔ مگر مصر اور لیبیا میں رہنے والے اپنا منہ مشرق کی طرف کرتے ہیں کیونکہ ان کی جگہ سے مکہ مشرق میں واقع ہے۔ اسی طرح یمن کے رہنے والے شمال کو منہ کرتے ہیں اور ملک شام کے رہنے والے جنوب کو اپنا رخ کرتے ہیں۔ یہودی اور عیسائی مذہب کا قبلہ بیت المقدس (یوروشلم اسرائیل) تھا۔ اسلام کے شروع ایام میں ہمارے رسول اللہ ﷺ نے بھی اس قبلہ کی طرف نماز پڑھی تھی۔ مگر پھر اللہ کا حکم قبلہ کی تبدیلی کا بذریعہ وحی آیا۔ اس وقت مدینہ میں حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے چونکہ وہاں سے بیت المقدس شمال میں ہے اور مکہ جنوب میں ہے۔ لہٰذا نمازیوں کے رخ شمال سے پلٹ کر جنوب کو ہوگئے۔ قبلہ کی تبدیلی سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی فضیلت بھی ختم کردی۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۱۴۴ (پارہ ۲)

"بے شک ہم دیکھ رہے ہیں (اے نبیؐ) تمہارے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا۔ سو ہم پھیرے دیتے ہیں تم کو اس قبلہ کی طرف جسے تم پسند کرتے ہو۔ سو پھیر لو تم اپنا رخ مسجد حرام کی طرف۔ اور جہاں بھی ہوا کرو تم اپنا رخ پھیر لیا کرو اسی کی جانب نماز میں اور بے شک وہ لوگ جن کو کتاب الٰہی دی گئی ہے۔ خوب جانتے ہیں کہ یہ قبلہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے۔ اور اللہ نہیں ہے بے خبر ان کاموں سے جو یہ کر رہے ہیں۔"

نماز استسقاء

قرآن میں ہے کہ نماز سے مدد حاصل کرو (سورۃ البقرہ آیات ۴۵ اور ۱۵۳) چنانچہ جب خاصے عرصہ بارش نہیں ہوتی اور اس کی ضرورت ہوتی ہمارے رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء پڑھتے۔ ان کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ طریقہ کار یہ ہے کہ وقت چاشت بہت سے آدمی کھلے میدان میں جمع ہو کر دو رکعت نفل باجماعت ادا کریں اور امام ہر رکعت میں بعد تلاوت سورۃ فاتحہ کے سورۃ ۴۲ الشوریٰ کی آیات نمبر ۲۸ (پارہ ۲۵) سو سو بار پڑھیں۔ اور بعد سلام کے دعا میں بارش کے طالب ہوں۔ انشاء اللہ بارش آجائیگی۔ کم از کم تین روز تک یہ نماز پڑھنا ضروری ہے اگر بارش نہ ہو تو۔ بارش کی زیادتی اور سیلاب کی صورت میں بھی اس عذاب کو روکنے کیلئے یہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ اسی طرح اپنی ذاتی طلب حاجت کیلئے بھی نماز سے مدد لی جاسکتی ہے۔ نماز برائے حاجت کسی مسنون وقت میں یعنی بعد نماز عشاء یا فجر سے قبل وقت تہجد دو دو رکعت کر کے چار رکعت نفل پڑھے جائیں۔ پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورۃ ۳ آل عمران کی آیات ۲۶ اور ۲۷ (پارہ ۳) پندرہ دفعہ پڑھیں۔ دوسری رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ سورۃ ۱۰۸ الکوثر (پارہ ۳۰) پندرہ مرتبہ پڑھیں۔ دو رکعت ختم کریں۔ پھر نئی نیت

نفل میں تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ۱۰۹ الکافرون (پارہ ۳۰) پندرہ دفعہ پڑھیں اور چوتھی رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ سورۃ ۱۱۲ الاخلاص (پارہ ۳۰) پندرہ دفعہ پڑھ کر نماز ختم کریں۔ پھر کم از کم سو دفعہ درود شریف پڑھیں پھر اپنی حاجت کی دعا مانگیں۔ انشاء اللہ ضرور پوری ہوگی۔

نماز جنازہ

یہ ایک فرض کفایہ ہے۔ ہر مسلمان مرد' عورت اور بچے کیلئے جو فوت ہو جائے یہ نماز پڑھنا چاہیے۔ مردہ کو نہلا کر اور کفن پہنانے کے بعد دفن کرنے سے قبل نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ اس میں شامل ہونے کا بہت ثواب ہے۔ اس نماز میں رکوع اور سجدہ وغیرہ نہیں ہوتا ہے۔ میت جنازہ کو سامنے رکھ کر امام قبلہ رخ کھڑا ہوتا ہے اور تمام حاضرین تین یا پانچ یا زیادہ طاق قطاریں بنا لیتے ہیں۔ اس میں چار تکبیر کہی جاتی ہیں۔ پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی ثنا پڑھی جاتی ہے۔ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھتے ہیں اور تیسری تکبیر کے بعد میت کیلئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ پھر چوتھی تکبیر کے بعد دونوں طرف سلام پھیرا جاتا ہے۔ یہ تمام نماز کھڑے کھڑے ادا کی جاتی ہے۔ حنفی مسلک کے لوگ صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھاتے ہیں باقی تین پر نہیں مگر شافعی اور حنبلی فقہ والے چاروں تکبیر پر ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہیں۔ نماز کے بعد میت کو دفن کرنے کیلئے قبرستان لے جاتے ہیں۔ جنازہ کو کندھا دینا یا اس کے ساتھ چالیس قدم چلنا بہت ثواب کا باعث ہے اور صدقہ میں شمار ہے یعنی صدقہ کی نیکی کا ثواب ملتا ہے۔

Marfat.com

زکوٰۃ اور خیرات

دین اسلام کا دوسرا اور بہت اہم رُکن زکوٰۃ اور خیرات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ خرچ کرو اس میں سے جو میں نے تم کو دیا ہے اور کئی آیات میں ارشاد ہے کہ زکوٰۃ ادا کرو۔ علماء دین کا فیصلہ ہے کہ زکوٰۃ خیرات کا وہ لازمی جز ہے جو صاحب نصاب پر ادا کرنا فرض ہے اور جو غریب لوگوں کیلئے وقف ہے۔ اس لئے لفظ خیرات عام طور سے زکوٰۃ سے زائد اور علیحدہ راہ اللہ میں خرچ کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر مسجد بنوانے پر یا ہسپتال بنوانے پر خرچ کرنا خیرات ہے مگر یہ زکوٰۃ میں نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ کسی غریب مسلمان (شخص) پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ زکوٰۃ اور خیرات کے متعلق چند آیات مندرجہ ذیل درج کی جاتی ہیں۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۴۳ اور ۱۱۰ (پارہ ۱)

"اور قائم کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔"

"اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور جو بھی آگے بھیجو گے تم اپنے لئے کسی قسم کی بھلائی وہ تم اللہ کے ہاں پا لو گے۔ بیشک اللہ ان اعمال کو جو تم کرتے ہو' دیکھ رہا ہے۔"

سورۃ ۲ البقرہ آیت ۲۱۵ اور ۲۱۹ (پارہ ۲)

"لوگ پوچھتے ہیں تم سے کہ کیا چیز خرچ کریں۔ کہو جو کچھ تم اپنے مال میں سے خرچ کرو وہ ہے والدین کیلئے' رشتہ داروں کیلئے' یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کیلئے۔ اور جو بھی کرتے ہو تم کوئی بھلائی تو بیشک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔"

"............ اور پوچھتے ہیں تم سے کہ کیا خرچ کریں کہو جو زائد ہو

Marfat.com

تمہاری ضرورت سے ...."

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۲۶۱ تا ۲۶۴ (پارہ ۳)

"مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک دانہ اگائے سات بالیں اور ہر بالی میں ہوں سو دانے۔ اللہ بڑھاتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر نہیں جتاتے خرچ کرنے کے بعد کوئی احسان اور نہ ستاتے ہیں۔ ان کیلئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور نہ ان کو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

ایک میٹھا بول اور درگزر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے پیچھے ایذا رسائی ہو۔ اللہ غنی بھی ہے اور بردبار بھی ہے۔

اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنے صدقات احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر ...."

سورۃ ۳ آل عمران آیت ۹۲ (پارہ ۴)

"تم ہرگز نہیں پہنچ سکتے نیکی کو جب تک کہ نہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں اس میں سے جو تم محبوب رکھتے ہو۔ اور جو بھی خرچ کرتے ہو تم کوئی چیز تو بیشک اللہ اس سے باخبر ہے۔"

سورۃ ۱۴ ابراہیم آیت ۳۱ (پارہ ۱۳)

"کہدیں میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہ قائم کریں نماز اور خرچ کریں اس رزق میں سے جو ہم نے انہیں دیا ہے۔ چھپا کر بھی اور اعلانیہ بھی۔ اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے کہ جس میں نہ سودا بازی اور نہ دوستیاں کام دیں گی۔"

زکوٰۃ ہر بالغ مسلمان صاحب نصاب پر واجب ہے۔ نصاب کیلئے اس کے پاس ایک سال تک دولت ہو جس کی مالیت ۲۰ مثقال سونا (۸۰ گرام) یا ۲۰۰ درہم چاندی (۵۸۰ گرام) یا اس سے زائد ہے۔

زکوٰۃ تجارت کی اشیاء پر بھی ہے۔ جانوروں کے ریوڑ پر مثلاً" اونٹ' گھوڑے' گائے' بکریاں' بھیڑیں اور زراعت کی پیداوار پر اور باغوں کے پھلوں پر اور کان سے نکلی معدنیات پر بھی ہے۔ ان پانچوں مد کی شرح مختلف ہے۔

سونا' چاندی' کیش' رقم یا بنک میں جمع رقم کی مالیت پر زکوٰۃ اڑھائی فیصد ہے۔ تجارتی راس المال پر بھی زکوٰۃ کی شرح اڑھائی فیصد ہے۔ قرض لی ہوئی راس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ زرعی پیداوار پر زکوٰۃ دس فیصد ہے' جو عشر کہلاتا ہے۔ اگر اس زراعت کی پیداوار پر پانی' بجلی' کھاد وغیرہ کا خرچہ بھی کیا ہو تو پھر شرح ۵ فیصد ہے۔ اسی طرح پھلوں کے باغ کی پیداوار پر بھی شرح ۵ فیصد ہے۔

جانوروں کے ریوڑ پر زکوٰۃ کا نصاب تھوڑا پیچیدہ ہے۔ اس کیلئے بہتر ہے کہ کسی مستند عالم سے یا زکوٰۃ کو فقہ کی کتاب سے رجوع کیا جائے۔ مختصراً" اور مثال کے طور پر اگر اونٹ ۵ سے لے کر ۲۴ تک ہیں تو ایک بکری یا بھیڑ کی زکوٰۃ دی جائیگی۔ ۲۵ سے ۲۹ اونٹ پر ایک اونٹ ایک سال کی عمر کا زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔ ۳۰ سے ۴۵ اونٹوں پر ایک اونٹ دو سال عمر والا دینا ہوگا۔ اسی طرح ۳۰ سے ۳۹ گائے کے ریوڑ پر ایک بچھڑا ایک سال عمر کا دینا ہوگا۔ ۴۰ سے ۵۹ گائے پر ایک گائے نو عمر بغیر گیابھن دینا ہوگی۔ ۶۰ سے ۶۹ گائے پر دو بچھڑے زکوٰۃ کے طور پر دینا ہونگے۔ اسی طرح ۴۰ سے لے کر ۱۲۰ بکری یا بھیڑوں پر صرف ایک بکری یا بھیڑ کی زکوٰۃ ہے۔

تمام علماء کے نزدیک ایک رہائشی مکان پر زکوٰۃ نہیں ہے چاہے اس کی مالیت کتنی ہی کیوں نہ ہو مگر ایک سے زائد مکان پر زکوٰۃ ہے اگر وہ مکان تجارت کے

طور پر یا منافع کمانے کیلئے بنائے گئے ہیں یا کرایہ پر دیئے گئے ہیں۔ زکوٰۃ کی شرح یا تو مالیت کا اڑھائی فیصد ہو گا یا کرایہ سے منافع کا ۵ فیصد ہو گا۔

ہمارے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور خلیفہ ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں زکوٰۃ گورنمنٹ وصول کرتی تھی تاکہ غریبوں پر خرچ کی جاسکے۔ مگر خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اتنا مال غنیمت گورنمنٹ کو وصول ہوا کہ پھر زکوٰۃ جمع کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور یہ ہر زکوٰۃ دینے والے پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ خود کسی کو زکوٰۃ دے۔ زکوٰۃ لینے والے مستحق لوگوں کے متعلق قرآن کی سورۃ ۹ التوبہ آیت ۶۰ (پارہ ۱۰) میں ارشاد ہے۔

"حقیقت یہ ہے کہ صدقات تو دراصل فقراء اور مساکین کیلئے ہیں اور ان کیلئے بھی جو مامور ہیں صدقات کے کام پر۔ اور ان کیلئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہے۔ نیز گردن کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر نوازی میں۔ یہ ضابطہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔"

۱۔ فقیر (غریب) وہ لوگ ہیں جو جسمانی طور سے یا کسی اور وجہ سے اپنی روزی کمانے کے قابل نہیں اور ان کے پاس کوئی دولت یا جائیداد نہیں ہے۔

۲۔ مسکین (ضرورت مند) وہ لوگ ہیں جو کما تو سکتے ہیں مگر ان کی کمائی ان کی ضرورت اور کفالت سے کم ہے۔

۳۔ عامل (کارکن) وہ لوگ جو زکوٰۃ کو اکٹھا کرنے کیلئے گورنمنٹ نے مقرر کیئے ہوں۔ ان کی تنخواہ کا خرچہ۔

۴۔ مولف عام طور سے وہ نو مسلم جن کے دل جیتنے کیلئے مال امداد دینے کی ضرورت ہو۔

Marfat.com

۵۔ رقاب (گردن چھڑانا) غلام اور وہ لوگ جو کسی جنگ میں قیدی ہوں اور ان کو چھڑانے کیلئے تاوان دینا پڑے۔

۶۔ غارمین (قرضدار) وہ قرضدار جو اپنا قرضہ ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ قرض کا ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سورۃ النساء آیت ۱۱ (پارہ ۴) کے مطابق مرنے والے کی جائیداد میں سے پہلے قرض کی ادائیگی کی جائیگی پھر وارثوں میں بانٹ ہوگی۔ حدیث (احمد) میں ہے کہ اگر ایک شخص اللہ ی راہ میں شہید ہو جائے اور پھر دوبارہ زندہ ہو کر پھر شہید ہو اور پھر زندہ ہو جائے اور پھر شہید ہو تو بھی وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا جب تک کہ اس کا قرضہ ادا نہ کر دیا جائے۔

۷۔ فی سبیل اللہ۔ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں یا اور کام کرتے ہیں مثلاً" مبلغ۔ ان کی بھی مدد زکوٰۃ فنڈ سے ہوسکتی ہے۔ اسی طرح اور اللہ کی راہ میں کام کرنے والے مثلاً" مسجد یا ہسپتال بنوانے والوں کی مزدوری بھی زکوٰۃ سے ادا کی جاسکتی ہے۔

۸۔ ابن سبیل (مسافر) یہ وہ لوگ ہیں جو علم حاصل کرنے کی غرض سے گھر سے نکلے ہوئے ہوں (چاہے وہ اپنے وطن میں امیر ہوں) مگر فی الوقت ان کو مالی امداد کی ضرورت ہے۔ ان پر بھی زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے۔ یہ آٹھ مد ہیں۔ ان میں سب کا مسلمان ہونا فقہ کے لحاظ سے شرط ہے۔ اگر غیر مسلم ہے تو زکوٰۃ کے علاوہ خیرات اور صدقات سے مدد کی جاسکتی ہے۔

رہائشی مکان کے علاوہ پہننے کے کپڑے ذاتی استعمال کے برتن' اوزار' فرنیچر' سواری اور اسلحہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ البتہ اگر ان اشیاء کی تجارت کی جاتی ہو تو بطور راس المال اس کی مالیت پر زکوٰۃ ہوگی۔ کچھ علماء کے فتویٰ پر وہ رقم جو حج واجب کیلئے مخصوص کرکے رکھ دی گئی ہے اس پر بھی زکوٰۃ

نہیں ہے۔

صدقات

زکوٰۃ کے علاوہ خیرات کو صدقات بھی کہتے ہیں اور اس کی ہمارے رسول مقبول ﷺ نے بہت تاکید کی ہے کہ کہ اللہ کی راہ میں ہر مصیبت کے وقت اور رمضان میں اور حج کے دوران ضرور صدقہ دینا چاہیے چاہے وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو۔ یہ سنت رسول ﷺ ہے کہ بیماری میں اور چاند اور سورج کے گرہن لگنے پر اور ۱۵ شعبان اور ۱۰ محرم کو اور مکہ مدینہ میں قیام پر صدقہ دینا چاہیے۔ کسی جگہ پانی نہ ہو اور وہاں پانی پہنچا دینا بھی صدقہ ہے۔ اپنے غریب پڑوسی پر زکوٰۃ کے علاوہ خرچ کرنا یا ضرورت مند کو قرض حسنہ دینا بھی صدقہ ہے۔ صدقہ کے بہت فضائل ہیں۔ یہ بلا اور آفت کو ٹال دیتا ہے۔

فطرہ ایک واجب صدقہ ہے جو رمضان کے روزے رکھنے کے اختتام پر عیدالفطر سے قبل خاندان کے ہر فرد کی طرف سے غریبوں کو دینا چاہیے۔ پرانے زمانہ میں یہ اجناس کی صورت میں ادا کیا جاتا تھا۔ مثلاً "گیہوں' جو' کھجوریں' سوکھا دودھ۔ فی زمانہ اس کی مقدار کے برابر رقم دی جاتی ہے۔ امسال یہ رقم پاکستان میں ۲۰ روپیہ فی کیس مقرر ہوئی ہے۔

بہت سے غریب لوگ محسوس کرتے ہیں کہ وہ غربت میں کیسے صدقہ یا خیرات دیں۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے لوگ اگر اپنا وقت کسی نیک یا خیراتی کام کو دیں تو یہ بھی صدقہ میں شمار ہوگا۔ کسی بیمار کی عیادت کو جانا یا کسی جنازہ کے ساتھ جانا بھی غریب آدمی کی طرف سے صدقہ ہے اور اس کا ثواب آخرت میں ضرور ملے گا۔

سورۃ ۹ التوبہ آیات ۳۴ - ۳۵ (پارہ ۱۰)

Marfat.com

"اے ایمان والو! یہ حقیقت ہے کہ بہت سے علماء اور راہب لوگوں کے مال ناجائز طریقہ سے کھا جاتے ہیں اور اس طرح روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور جو لوگ جمع کر کے رکھتے ہیں سونا اور چاندی کو اور نہیں خرچ کرتے اللہ کی راہ میں۔ سو خوشخبری دے دو ان کو دردناک عذاب کی۔ جس دن دہکائی جائیگی جہنم کی آگ پھر داغا جائیگا اسی سونا چاندی سے ان کی پیشانیوں کو اور پہلوؤں کو اور پشت کو اور کہا جائیگا یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے جمع کیا تھا اپنے لیے۔ لو اب مزہ چکھو اس کا جو تم سمیٹا کرتے تھے۔"

مگر جو علماء دین کی خدمت میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔ ان کیلئے اس طرح کی امداد جائز ہے۔

سورۃ ۱۷ ابنی اسرائیل آیت ۲۹ (پارہ ۱۵)

"اور نہ رکھو اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ باندھ کر اور نہ اسے بالکل کھلا چھوڑ دو کہ پھر بیٹھ رہو تم ملامت زدہ اور حسرت زدہ ہو کر۔"

حدیث (ترمذی) میں درج ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو خیرات ایک ہاتھ سے دیتا ہے تو اس کے دوسرے ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا۔ اس طرح سے پوشیدہ طور سے خیرات اور صدقات دینے سے آدمی منافقت کے گناہ سے بچا رہتا ہے۔ کبھی خیرات لینے والے کے سامنے اپنے سخی ہونے کی شیخی نہ بگھارو۔ دراصل زکوٰۃ اور صدقات تو تم کو بخل کے گناہ سے بچاتے ہیں اور تمہارے مال کو صاف کرتے ہیں یعنی یہ ایک طرح سے تمہارے مال کا میل ہے۔ لہٰذا تم کو تو اس غریب کا مشکور ہونا چاہیے۔ جس نے تمہارے مال کا میل قبول کر کے تمہارا مال صاف کر

Marfat.com

کہ تم اس پر اپنی بڑائی جتاؤ۔ صدقہ لینے والے کو بھی خیرات دینے والے کو دعا دینا چاہیے۔

سورۃ ۹ التوبہ آیت ۱۰۲ (پارہ ۱۰)

"لو تم ان کے مال میں سے صدقہ تاکہ پاک کرو انہیں اور تزکیہ نفس کرو ان کا اس کے ذریعہ سے اور دعا کرو ان کے حق میں۔ بے شک تمہاری دعا باعث تسکین ہے ان کیلئے (صدقہ دینے والوں کیلئے) اور اللہ سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے۔"

روزہ (صوم)

دین اسلام کا تیسرا رکن روزہ ہے۔ اسلامی سنہ ہجری کے نویں مہینہ رمضان کے تمام دنوں ۲۹ یا ۳۰ روز کے روزے (صیام) رکھنا ہر بالغ' عاقل اور تندرست مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۱۸۳ تا ۱۸۵ (پارہ ۲)

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ فرض کئے گئے تھے تم سے پہلے کی امتوں پر تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

یہ چند دن ہیں گنتی کے پھر اگر کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ تعداد پوری کرلے دوسرے دنوں میں اور ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہوں روزے کی (اور پھر نہ رکھیں) تو مزید یہ ہے کھانا کھلانا ایک مسکین کو اور جو شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے گا تو یہ بہتر ہے اس کیلئے اور تم روزہ رکھو تو یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم سمجھو۔

Marfat.com

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں نازل کیا گیا قرآن جو ہدایت ہے تمام انسانوں کیلئے اور اس میں صاف صاف نشانیاں ہیں ہدایت کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔ جو کوئی پائے تم سے اس مہینہ کو تو لازم ہے اس پر کہ روزے رکھے اس میں۔

اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو تعداد پوری کرلے دوسرے دنوں میں۔ اللہ چاہتا ہے آسانی تمہارے لئے اور نہیں چاہتا دشواری تمہارے لئے۔ اور اس لئے کہ تم پورا کرلو گنتی کو اور اس لئے کہ تم بیان کرو اللہ کی بڑائی (کبریائی) اس ہدایت پر جو اس نے تم کو عطا کی اور یہ اس لئے بھی کہ تم شکر گزار بنو۔"

روزہ رکھنے کے معنی ہے کہ انسان تمام دن (صبح صادق لے کر غروب آفتاب تک) کوئی چیز نہ کھائے اور نہ پئے اور نہ ہی کوئی چیز اپنے بدن میں داخل ہونے دے۔ مثلاً" ڈرپ یا خون لگوانا اور نہ ہی قصداً" قے کرے اور نہ ہی بیوی سے صحبت کرے۔ کچھ علماء نے آج کل انجکشن لگوانے کو جائز قرار دیا ہے مگر اس پر سب کا اتفاق نہیں ہے کیونکہ بعض کے خیال سے روزہ صرف تندرست پر واجب ہے بیمار کو اجازت ہے کہ دیگر ایام میں جب وہ تندرست ہو تو روزے پورے کرسکتا ہے تو پھر بیماری کی حالت میں روزہ رکھنا اور انجکشن لگوانا درست نہیں معلوم ہوتا ہے۔ بعد مغرب کھانا پینا جائز ہے۔ چونکہ بعض لوگ شام کے کھانے سے دوسرے دن کی شام تک بھوکے نہیں رہ سکتے۔ اس لئے صبح صادق سے قبل رات میں لوگ کچھ کھاتے پیتے ہیں جس کو سحری کہتے ہیں۔

سورۃ ۲ البقرہ آیت ۱۸۷ (پارہ ۲)

"حلال کیا گیا تمہارے لئے روزے کی رات میں بے حجاب ہونا اپنی

بیویوں کے ساتھ۔ وہ لباس ہیں تمہارے لئے اور تم لباس ہو ان کیلئے۔ اللہ جانتا ہے کہ تم خیانت کرتے تھے اپنے آپ سے سو عنایت فرمائی اس نے تم پر اور درگزر کیا تم سے۔
لہٰذا اب مباشرت کرو ان سے اور طلب کرو اس کو جو مقدر کر رکھا ہے اللہ نے تمہارے لئے اور کھاؤ پیو حتیٰ کہ نمایاں نظر آجائے تم کو صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے فجر کے وقت۔ پھر پورا کرو تم روزے کو رات تک اور مت مباشرت کرو ان سے (بیویوں سے) جب تم معتکف ہو مساجد میں۔ یہ حدیں ہیں اللہ کی مقرر کردہ پس نہ نزدیک جانا تم ان کے۔ اس طرح کھول کھول کر بیان کرتا ہے اللہ اپنے احکام لوگوں کیلئے تاکہ وہ پرہیز گار بنیں۔"

اعتکاف

جیسا کہ اوپر کی آیت میں تذکرہ ہے رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف میں بیٹھنا سنت ہے اور اس کا بہت ثواب ہے۔ اعتکاف کے معنی ہیں دنیاوی باتوں سے الگ ہوکر صرف یاد الٰہی میں مصروف رہنا۔ لہٰذا رمضان کے مہینہ میں عام طور پے آخری دس روز یا سات روز یا تین روز مسجد میں ہی قیام کرکے روزہ رکھنا اعتکاف کہلاتا ہے۔ اگر کوئی روٹی پہنچانے والا نہ ہو تو کھانے کے واسطے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے مگر دیگر دنیاوی کام نہ کرے اور رات کو بھی عبادت میں گزارے۔ صرف ضرورت کے تحت سوئے اور آرام کرے۔ عورتوں کیلئے اعتکاف گھر کے اندر ایک کمرے میں بھی ہو سکتا ہے۔
روزے سے معافی بیمار کو اور مسافر کو ہے اس کے علاوہ ان عورتوں کو بھی

Marfat.com

ہے جن کو حیض آرہا ہو یا جو بچے کی پیدائش کی وجہ سے نفاس کی حالت میں ہوں ایسی عورتوں کو ان قضا روزوں کو دوسرے مہینوں میں پورا کرنا چاہیے۔ بہت ضعیف لوگوں پر بھی روزے واجب نہیں رہتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ اگر مقدور ہو تو غریب آدمیوں کو کھانے پینے کو دیتے رہیں۔

نماز تراویح

ماہ رمضان میں زیادہ عبادت کرنے کا بہت ثواب ہے۔ اس کیلئے نماز تراویح بعد نماز عشاء ہوتی ہیں۔ یہ عموماً ۲۰ رکعت نماز دو دو رکعت کی نیت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ مساجد میں یہ نماز تراویح باجماعت ادا کی جاتی ہیں اور ان میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔ عام طور سے ۲۷ روز میں قرآن ختم کرلیا جاتا ہے۔ کچھ مساجد میں تین روز میں بھی قرآن ختم کرتے ہیں جن کو شبینہ کہتے ہیں یعنی ہر روز دس پارے ۲۰ رکعت میں پڑھتے ہیں۔ حافظ قرآن یہ تراویح پڑھاتے ہیں اس کے سننے کا بہت ثواب ہے۔ کچھ لوگ جو امام شافعیؒ کے متعقد ہیں صرف آٹھ رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔ چونکہ نماز تراویح سنت ہے فرض نہیں ہے۔ لہٰذا جتنی زیادہ تعداد میں پڑھی جائے اتنا زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ کسی ضرورت یا مجبوری کے تحت کم پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ میرے لئے ہے لہٰذا روز آخرت ان روزوں کا ثواب بھی میں خود ہی روزے دار کو دوں گا۔ اور عبادات اور نیکی کے متعلق ثواب کی تفاصیل حدیثوں میں ملتی ہے۔ ماہ رمضان میں ہر عبادت اور خیرات کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا ہر مومن کو اس ماہ میں کثرت سے عبادت کرنا چاہیے اور صدقہ اور زکوٰۃ بھی ادا کرنا چاہیے۔

Marfat.com

روزہ کا توڑنا سخت گناہ ہے۔ بھول چوک سے کچھ کھا لیا یا پانی پی لینے سے روزہ نہیں ختم ہوتا۔ مگر جان بوجھ کر کچھ کھانے سے یا کوئی اور ممنوعہ کام کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور گناہ ہوتا ہے۔ اس گناہ کا کفارہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا پھر ۶۰ روز کے متواتر روزے رکھے اور ۶۰ آدمیوں کو کھانا کھلائے۔ روزہ انسان میں ضبط کرنے کی طاقت بڑھاتا ہے۔ انسان اپنی طاقت کے اندر ہوتے ہوئے بھی کھانے پینے سے اجتناب کرتا ہے۔ ماہ رمضان میں شیطان کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور جنت کے دروازے مومنوں پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ رمضان میں مرنے والا شخص اسی لئے جنتی کہلایا جاتا ہے۔ ماہ رمضان میں علاوہ روزہ رکھنے کے اور بھی برائیوں سے اجتناب لازمی ہے۔ مثلاً" کسی کو ایذا دینا، جھوٹ بولنا یا لڑائی جھگڑا کرنا یا غیبت کرنا۔ گو یہ تمام باتیں تو ایک مومن کو عام دنوں میں بھی نہیں کرنا چاہیے مگر روزے کی حالت میں یہ تمام باتیں بالکل منع ہیں۔ لہٰذا تمام مسلمان لوگوں کو اس ماہ مبارک میں سینما دیکھنا یا تاش کھیلنا اور اس طرح کے دیگر قبیح کاموں سے بچنا چاہیے۔ اکثر نوجوان لوگ روزہ میں وقت گزاری کے طور پر ویڈیو وغیرہ دیکھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بجائے قرآن مجید کی تلاوت کریں اور دینی کتابیں پڑھیں یا اپنے دیگر روز مرہ کے مشاغل مثلاً" حلال روزی کمانے میں لگے رہیں۔ ماہ رمضان میں رات کو کھانا کم کھانا چاہیے۔ تاکہ نماز تراویح ادا کی جاسکے اور پھر الصبح سحری کے وقت اٹھ کر پہلے تہجد کی نماز ادا کر سکیں۔

ماہ رمضان کے علاوہ بھی دیگر ایام میں روزے رکھنا ثواب ہے۔ خصوصاً" ماہ محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کو۔ نصف شعبان کو (۱۵ تاریخ کو) ماہ شوال میں ۶ روزے رکھنا۔ ماہ ذی الحج کی ۹ تاریخ یوم عرفہ کے روز روزہ رکھنا ثواب ہے۔ اس کے علاوہ کچھ لوگ ہر قمری ماہ کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں اور کچھ

لوگ ہر پیر اور جمعرات کو تمام سال روزہ رکھتے ہیں۔ یہاں یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل ایام میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ یکم شوال کو یعنی عیدالفطر کے روز اور ذی الحج کی ۱۰ تاریخ کو یعنی عیدالاضحیٰ کے روز اور ایام تشریق میں (یعنی ذی الحج کی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ تاریخ) روزہ رکھنا حرام ہے۔

حج

دین اسلام کا چوتھا رکن حج بیت اللہ ہے۔ یہ ہر بالغ مسلمان پر واجب ہے جس کی مالی حیثیت حج کے اخراجات اور اس دوران خاندان کی کفالت کے خرچ کے قابل ہو۔ یہ زندگی میں ایک دفعہ کرنا واجب ہے اس سے زائد حج کرنا سنت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۱۵۸، ۱۹۶ تا ۲۰۰ اور ۲۰۳ (پارہ ۲)

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے۔ تو نہیں ہے کچھ گناہ اس پر کہ سعی کرے ان دونوں (پہاڑیوں) کے درمیان اور جو شخص خوش دلی سے کوئی نیک کام کرتا ہے تو بے شک اللہ ہے قدر دان سب کچھ جاننے والا۔"

"ادا کرو حج اور عمرہ اللہ کیلئے۔ پھر اگر کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو جو کوئی قربانی کا جانور میسر آجائے وہ اللہ کے حضور پیش کرو اور نہ مونڈو اپنے سر کے بال جب تک کہ قربانی نہ پہنچ جائے اپنی جگہ پر۔ پھر جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اسے کوئی تکلیف سر میں ہو تو وہ بطور فدیہ روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے پھر جب تمہیں اطمینان نصیب ہو تو جو شخص فائدہ اٹھائے عمرہ کرنے کا حج کے ساتھ تو وہ ذبح کرے جو میسر آئے قربانی کا جانور۔ پھر اگر کوئی نہ پائے قربانی کا جانور

Marfat.com

تو روزے رکھے تین دن کے حج کے دنوں میں اور سات روزے جب گھر لوٹ آئے۔ یہ ہوئے پورے دس۔ یہ عمرہ کی اجازت اس شخص کیلئے ہے نہ ہو جس کا گھربار مسجد حرام کے قریب۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور خوب جان لو کہ بیشک اللہ بہت سخت ہے عذاب دینے میں۔ حج کے مہینے جانے پہچانے ہیں۔ لہٰذا جس نے ارادہ کرلیا حج کرنے کا تو جائز نہیں بے حجاب ہونا عورت سے اور نہ فسق و فجور اور نہ لڑائی جھگڑا حج کے دوران۔ اور جو بھی تم کوئی نیک کام کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔ اور زاد راہ لیکر چلو (حج کو) بے شک بہترین زاد راہ تو تقویٰ ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم دوران حج رزق حلال تلاش کرو اپنے رب کے ہاں سے اور پھر جب واپس چلو عرفات سے تو اللہ کا ذکر کرو شعر حرام (مزدلفہ) میں ٹھہر کر اور اللہ کا ذکر کرو اسی طریقہ سے جس کی ہدایت کی ہے اللہ نے تم کو۔ تم اس سے قبل گمراہوں میں سے تھے۔

علاوہ ازیں اے قریش تم بھی چلو جہاں سے روانہ ہوتے ہیں اور لوگ اور معافی مانگو اللہ سے۔ بے شک اللہ معاف فرمانے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

پھر جب تم ادا کر چکو مناسک اپنے حج کے تو ذکر کرو اللہ کا جیسے ذکر کیا کرتے تھے تم اپنے آباؤ اجداد کا بلکہ اس سے بڑھ کر۔"

"اور یاد کرو اللہ کو ان گنتی کے چند دنوں میں پھر جو جلدی چلا گیا دو ہی دنوں میں تو نہیں ہے کوئی گناہ اس پر اور جو ٹھہرا رہا تو نہیں گناہ اس پر بھی۔ اس کیلئے کہ جس نے تقویٰ اختیار کیا اور ڈرتے رہو اللہ سے اور خوب جان لو کہ تم سب اسی کے حضور اکٹھے کئے جاؤ گے۔"

Marfat.com

سورۃ ۵ المائدہ آیات ۹۵ تا ۹۷ (پارہ ۷)

"اے ایمان والو! نہ مارو شکار جب تم احرام میں ہو۔ جو کوئی شکار مارے گا تم میں سے جان بوجھ کر تو اس کا تاوان ہے مثل اس شکار کے کوئی مویشی جس کا فیصلہ کریں گے۔ دو منصف تم میں سے۔ (یہ مویشی) بطور نذرانہ پہنچایا جائے گا۔ خانہ کعبہ تک یا پھر کفارہ ہے کہ کھانا کھلائے مسکینوں کو یا ان کے برابر روزے رکھے تاکہ چکھے سزا اپنے کیے کی۔ معاف کیا اللہ نے جو پہلے ہو چکا۔ اور کوئی دوبارہ کرے گا تو بدلہ لے گا اللہ اس سے اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے۔

حلال کر دیا ہے تمہارے لئے سمندر میں شکار (مچھلی پکڑنا) اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کیلئے۔ اور حرام کر دیا گیا تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے حضور تم سب کو گھیر کر حاضر کیا جائے گا۔

"بنایا ہے اللہ نے کعبہ کو جو حرمت والا گھر ہے۔ اجتماعی زندگی کا مرکز و محور لوگوں کیلئے اور مقرر کیا ہے حرمت والے مہینوں اور قربانی کے جانوروں اور پٹہ بندھے جانوروں کو۔ یہ اس لئے کہ تم جان لو کہ بے شک اللہ جانتا ہے ہر وہ بات جو ہے آسمانوں میں زمین میں بے شک اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

سورۃ ۲۲ الحج آیات ۲۷ تا ۲۹ (پارہ ۱۷)

"اعلان کر دو انسانوں میں حج کا۔ آئیں گے وہ تمہارے پاس پیدل چل کر اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو چلے آرہے ہونگے تمام دور دراز راستوں سے۔

Marfat.com

تاکہ دیکھیں وہ ان فوائد کو جو ان کیلئے حج میں ہیں اور لیں اللہ کا نام چند مقررہ دنوں میں اور ان جانوروں پر جو بخشے ہیں اللہ نے انہیں از قسم مویشی پھر کھاؤ تم خود بھی اس میں سے اور کھلاؤ بھوک مارے محتاجوں کو بھی۔

پھر چاہیے کہ دور کریں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی نذریں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا۔"

حج کے واجبات مندرجہ ذیل ہیں :-

ا۔ احرام پہننا' مردوں کے احرام میں دو چادر بغیر سلی ہوئی۔ ایک بطور تہبند باندھنے کیلئے اور ایک اوپر کے بدن کو ڈھانپنے کیلئے۔ تمام سلے ہوئے کپڑے اتار کر احرام باندھا جاتا ہے۔ سر ہر حالت میں کھلا رکھا جاتا ہے۔ پیر یا تو ننگے ہوں یا ایسی چپل جس میں تلا ہو اور اوپر کا حصہ کھلا ہو۔ (ہوائی چپل)۔ عورتوں کا احرام سر پر باندھنے کا ایک رومال ہے۔ باقی کپڑے سلے ہوئے برقرار ہیں مگر عورتوں کا بھی چہرہ کھلا رہنا ضروری ہے۔ احرام پہننے سے قبل غسل کرنا سنت ہے۔

۲۔ حج کی نیت کرنا۔ اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا سنت ہے۔

۳۔ منیٰ کے میدان میں پہنچنا ۸ ذی الحج کی سہ پہر تک اور رات کو وہاں قیام کرنا۔ اور دوسرے روز صبح کو عرفات کیلئے روانا ہونا۔

۴۔ عرفہ میں قیام۔ ذی الحج کی ۹ تاریخ کو دوپہر سے لے کر غروب آفتاب تک عرفات کے میدان میں ٹھہرنا اور عبادت کرنا۔ کھڑے ہو کر عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ہے۔ یہی اصلی حج ہے۔

۵۔ عرفہ سے واپسی پر ۹ اور ۱۰ ذی الحج کی درمیانی رات میں مزدلفہ میں قیام کرنا اور اللہ کا ذکر کرنا۔

Marfat.com

۶۔ کسی جانور کی قربانی کرنا۔ دس تاریخ کو (۱۱ یا ۱۲ یا ۱۳ تاریخ ذی الحج کو بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔)

۷۔ حلق یا تکثیر۔ یعنی سر کو منڈوانا یا بال ترشوانا (قربانی کے بعد) اس کے بعد احرام اتارا جاسکتا ہے اور غسل کرکے سلے کپڑے پہنے جاسکتے ہیں۔

۸۔ طواف کعبہ ۱۰ یا ۱۱ تاریخ کو ہو (۱۲ کو بھی کیا جاسکتا ہے) سات چکر لگانا۔

۹۔ پھر صفا اور مروہ کی سعی کرنا۔ سات دفعہ ادھر سے ادھر جانا۔

۱۰۔ منیٰ میں قیام کرنا۔ ۱۰، ۱۱ ذی الحج اور ۱۲ اور ۱۳ ذی الحج کی (پہلی دو راتیں لازمی ہیں۔ دیکھو آیات ۲۰۳ سورۃ البقرہ)

۱۱۔ رمی جمرات۔ شیطان پر کنکریاں مارنا۔ ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذی الحج کو منیٰ کے قیام کے دوران۔

نوٹ:۔ اگر کسی وجہ سے نمبر ۱۰ یا ۱۱ کے مناسک نہ ہوسکیں تو بھی حج ہو جاتا ہے مگر بطور فدیہ ایک قربانی کم از کم ایک بکری کی دینا ضروری ہے۔

ان مناسب کے علامہ مندرجہ ذیل باتیں بھی کرنا سنت اور ثواب ہیں۔

۱۲۔ احرام باندھنے کے بعد کثرت سے طلبیہ کہنا۔ "**لبیک اللھم لبیک** اے اللہ میں حاضر ہوں۔" ۹ ذی الحج سے ۱۳ ذی الحج تک کہنا چاہیئے۔

۱۳۔ طواف کعبہ قدوم۔ یعنی حج پر منیٰ کے میدان جانے سے قبل بھی کعبہ کا طواف کرنا۔ (سات بار)

۱۴۔ ہر طواف کعبہ کے بعد دو رکعت نماز مقام ابراہیم پر ادا کرنا۔

۱۵۔ آب زم زم کا کعبہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو کر پینا۔

۱۶۔ طواف الوداع۔ مکہ کو چھوڑنے پر یعنی اپنے وطن کو واپس آنے سے قبل خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔

نوٹ:۔ طواف کعبہ قدوم اور طواف الوداع، عمرہ کی نیت کے ساتھ بھی ادا

Marfat.com

کرسکتے ہیں۔ حج پر جانے سے قبل حج کرنے کا صحیح اور تفصیلی طریقہ کسی مستند کتاب سے یا کسی عالم سے معلوم کرلینا چاہیے۔ اس طرح سے مختلف دعائیں اور سنت وغیرہ کی ادائیگی احسن طریق سے ہو جائیں گی۔ البتہ ایک بات ضرور ذہن میں رکھیں کہ فی زمانہ حج کرنے والوں کی تعداد ہر سال دو ملین (یعنی ۲۰ لاکھ) سے زیادہ ہوچکی ہے۔ اتنے جم غفیر میں باوجود سعودی عرب کی حکومت کے اعلیٰ اور بہترین انتظامات کے عین ممکن ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر پہنچنے میں دیر ہو جائے یا کوئی مناسک صحیح انجام نہ دیا جاسکے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو مندرجہ بالا واجبات تحریر کیئے گئے ہیں ان کی ادائیگی کو ضرور اہم سمجھ کر ادا کریں اور دیگر سنت اور نوافل کو ثانوی حیثیت دیں تاکہ حج کا فریضہ پورا ہو جائے۔

عمرہ

خانہ کعبہ کی زیارت حج کے علاوہ وقت میں عمرہ کہلاتی ہے۔ اس کا بھی ایک طریقہ کار ہے کہ باہر سے آنے والا شخص حدود میقات میں داخل ہونے سے قبل احرام پہن لے۔ عمرہ کی نیت کرلے اور دو رکعت نفل پڑھے۔ پھر خانہ کعبہ پہنچ کر اس کا طواف کرے۔ سات چکر لگائے اور اللہ کی ثنا کرے۔ (ہر چکر حجر اسود کے سامنے سے داہنی طرف چل کر شروع کیا جاتا ہے) پھر دو رکعت نماز مقام ابراہیمؑ یا اس کے قریب پڑھے۔ پھر آب زم زم کھڑے ہوکر پیئے۔ اور پھر صفا اور مروہ کی سعی کرے (سات دفعہ) اور پھر یا تو سر منڈوا دے یا تھوڑے سے بال ترشوا لے۔ عمرہ میں قربانی دینا واجب نہیں ہے۔ اور نہ ہی مکہ میں قیام لازم ہے۔ یہ تمام کام دو تین گھنٹوں میں کرکے فارغ ہوسکتا ہے اور واپس جاسکتا ہے۔ ہر غیر ملکی آدمی کو پہلی دفعہ مکہ جانے پر عمرہ کرنا واجب ہے پھر اس کے بعد چاہے جتنے عرصہ سعودی عرب میں رہے بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہو سکتا ہے۔

بہت سے لوگ جو باہر کے ممالک سے حج کرنے آتے ہیں وہ عمرہ اور حج کی

Marfat.com

نیت ایک ساتھ کرلیتے ہیں۔ اس کو حج قرن کہتے ہیں اور ایک ہی دفعہ کے احرام باندھنے سے پہلے عمرہ اور پھر حج کرلیا جاتا ہے۔ مگر جن لوگوں کے پاس وقت ہو اور قیام کا موقعہ ہو وہ حج تمتوع کرتے ہیں۔ یعنی پہلے عمرہ کرلیتے ہیں اور پھر احرام اتار لیتے ہیں پھر حج کیلئے دوبارہ احرام باندھتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں قربانی حج کے وقت ہی کی جاتی ہے۔ مقامی اور سعودی عرب کے لوگ بغیر عمرہ کئے ہی حج کرسکتے ہیں اور اس کو حج افراد کہتے ہیں۔ یہ لوگ جب چاہتے ہیں عمرہ کرتے رہتے ہیں۔

قربانی

کسی مویشی جانور کی قربانی اللہ کی راہ میں کرنا حج کے مناسک کا ایک واجب حصہ ہے۔ یہ قربانی دراصل حضرت ابراہیمؑ رسول اللہ ﷺ کے اس فعل کی یادگار ہے جب انہوں نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی دینے کا قصد کیا تھا۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین رات متواتر خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی اللہ کیلئے کر رہے ہیں اور نبی کا خواب جھوٹا نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس خواب کا تذکرہ اپنے بیٹے سے کیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اگر آپ اسے اللہ کا اشارہ سمجھتے ہیں۔ تو میں تیار ہوں۔ عین قربانی کے وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ جبرائیل کو بھیجا کہ جاکر ابراہیم علیہ السلام کو کہیں کہ وہ اللہ کے امتحان میں پورے اترے اور اب اپنے بیٹے کی جگہ وہ ایک دنبہ قربانی کر دیں۔ یہ دنبہ جبرائیل اپنے ہمراہ جنت سے لائے تھے۔ قرآن میں یہ واقعہ اس طرح ہے:۔

سورۃ ۳۷ الصفات' آیات ۱۰۰ تا ۱۰۹ (پارہ ۲۳)

"(ابراہیمؑ نے کہا) اے میرے رب۔ عطا کر مجھے ایک بیٹا جو صالحین میں سے ہو۔ سو بشارت دی ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی۔

چنانچہ جب پہنچ گیا وہ ان کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو۔ تو کہا ابراہیمؑ نے اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ تو سوچ کر بتاؤ کہ تمہارا کیا خیال ہے۔ بیٹے نے کہا کہ ابا جان۔ کر ڈالئے وہ کام جس کا حکم آپؑ کو دیا جا رہا ہے۔ آپؑ مجھے ضرور پائیں گے انشاء اللہ صابروں میں سے۔

پھر جب سر تسلیم خم کر دیا ان دونوں نے اور لٹا دیا اسے ابراہیمؑ نے ماتھے کے بل ندا دی ہم نے اسے کہ اے ابراہیم۔ بلاشبہ سچ کر دکھایا تم نے اپنا خواب۔ بے شک ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں اچھا کام کرنے والوں کو۔ بلاشبہ یہ تھی ایک کھلی آزمائش اور فدیہ میں دے کر اس کے ایک بڑی قربانی ہم نے چھڑا لیا۔ اور باقی رکھا ہم نے ان کیلئے پچھلی نسلوں میں یہ "سلام ہو ابراہیم پر۔"

اسی وجہ سے یہ قربانی نہ صرف حاجی صاحبان پر واجب ہے بلکہ تمام مسلمان عالم پر بھی جو قربانی دینے کے قابل (مالی طور سے) ہیں۔ انہی ایام میں یعنی ماہ ذی الحج کی ۱۰ یا ۱۱ یا ۱۲ یا ۱۳ (عصر سے قبل) کو دینا چاہیے۔

سورۃ ۲۲ الحج۔ آیات ۳۴، ۳۶، ۳۷ (پارہ ۱۷)

"اور ہر امت کیلئے ہم نے مقرر کیا ہے قربانی کا ایک قاعدہ۔ تاکہ وہ اللہ کا نام لیں ان جانوروں پر جو دیئے ہیں اس نے (اللہ نے) ان کو از قسم مویشی۔ اس لئے کہ تمہارا معبود الٰہ واحد ہے اس کے مطیع فرمان بنو۔

اور قربانی کے اونٹ، شامل کیا ہے ہم نے ان کو تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں۔ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔ سو لو نام اللہ کا ان پر صف میں کھڑا کر کے۔ پھر جب وہ گر جائیں پہلو کے بل تو کھاؤ خود بھی

Marfat.com

اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے ہوئے غریبوں کو اور سوال کرنے والوں کو بھی اس طرح مسخر کیا ہے ہم نے انہیں تمہارے لئے تاکہ تم شکر ادا کرو۔

نہیں پہنچتا ہے اللہ کو ان کا گوشت اور نہ ہی خون۔ لیکن پہنچتا ہے اسے تمہارا تقویٰ۔ اس طرح مسخر کیا ہے انہیں تمہارے لئے تاکہ تم کبریائی (بڑائی) بیان کرو اللہ کی۔ اس بات پر جو ہدایت بخشی ہے اس نے تمہیں اور بشارت دے دو نیک کام کرنے والے لوگوں کو۔"

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں دس سال مقیم رہے اور ہر سال وہ قربانی دیا کرتے تھے۔ حدیث (ترمذی)

زید بن (ارقم) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کے صحابیوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ یہ قربانی کیا ہے۔ جواب دیا کہ یہ تمہارے آباؤ اجداد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ انہوں نے پھر سوال کیا کہ اس قربانی میں ہمارے لئے کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی کا ثواب تمہارے لئے ہے۔ حدیث (احمد اور ابن ماجہ)

حج ایک عبادت ہے۔ دراصل یہ مسلمانوں کیلئے ایک طرح کی رہبانیت اور جوگ پن ہے کہ وہ تمام دنیا کو چھوڑ کر اور دنیا کا لباس اور آسائش کو ختم کرکے کفن نما چادر لپیٹ کر ننگے سر اور ننگے پاؤں تمام عاجزی کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہوگئے ہیں اور اس کے گھر کے چکر لگا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم حاضر ہیں۔ موت کے بعد روز حشر بھی یہی حال ہوگا۔ گو اللہ کو کسی کون اور مکان کی ضرورت نہیں ہے مگر بشری تقاضا کو پورا کرنے کیلئے اللہ نے خانہ کعبہ کو اپنا گھر مقرر کر دیا ہے اور اس کا طواف لازمی قرار دیا ہے تاکہ اس سے انسان کی بندگی

Marfat.com

ظاہر ہو کہ ہر انسان بلا لحاظ دنیاوی مرتبہ کے (کہ وہ بادشاہ ہے یا امیر ہے یا غریب ہے) اس کے سامنے پیش ہو رہا ہے۔ یہی اعتقاد دل میں رکھ کر اور اللہ تعالیٰ کی تمام اعظمت اور کبریائی کو ذہن میں رکھ کر حج کے فرائض انجام دینا چاہیے اور اپنی موت اور روز حشر کے حساب کتاب کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔

جہاد

اللہ کی راہ میں جہاد دین اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ عام طور پر جہاد سے مراد کفار سے جنگ کیلئے جاتے ہیں مگر جہاد فی سبیل اللہ کے معنی میں مسلمان کی جدوجہد جو اللہ کے احکامات کے نافذ کرنے میں ہوتی ہے' شامل ہے۔ چاہے یہ جدوجہد زبان سے ہو یا قلم سے ہو یا تلوار سے ہو۔ ایسے ملک اور معاشرے میں جو کفار کے زیر اثر ہو ایک مسلمان کی اپنی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق بسر کرنے کو بھی جہاد کا درجہ حاصل ہے۔ دراصل تلوار سے جہاد یعنی جنگ بھی جارحیت کی جنگ نہیں ہے بلکہ یہ اپنی عقائد کے دفع کیلئے جنگ ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جارحیت کو منع فرمایا ہے۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۱۹۰ اور ۲۱۶ اور ۲۱۸ (پارہ ۲)

"جنگ کرو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے اور زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ پسند نہیں کرتا زیادتی کرنے والوں کو۔
فرض کیا گیا ہے تم پر جنگ کرنا اور وہ ناگوار ہے تم کو۔ ہو سکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو جبکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو جبکہ وہ بری ہو تمہارے حق میں۔ اللہ جو جانتا ہے وہ تم نہیں جانتے۔
"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ

Marfat.com

بہت زیادہ معاف کرنے والا' نہایت مہربان ہے۔"

حدیث (بخاری اور مسلم)

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو منع کیا ہے۔ زید بن خالد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا جو اللہ کی راہ میں لڑنے والے کو اسلحہ فراہم کرتا ہے گویا اس نے خود جہاد کیا۔ اور جس کسی نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے (مجاہد) کی فیملی کی خبر گیری رکھی اور ان کو کھانا پینا فراہم کیا گویا اس نے خود بھی جہاد کیا۔ ظالم اور جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنا بھی جہاد ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے جتنی بھی جنگ لڑیں وہ یا تو دفاعی تھیں یا پھر وہ فساد اور فتنہ کو ختم کرنے کیلئے تھیں۔ خود کبھی جارحیت نہیں کی اور نہ ہی نہتے کافر پر ہاتھ اٹھایا۔ جہاد کیلئے تیار رہنا اور فوج کو تیار رکھنے کا بھی حکم قرآن میں ہے۔

سورة ۸ الانفال آیات ۶۰ - ۶۱ اور ۶۵ (پارہ ۱۰)

"کافروں سے مقابلہ کیلئے جہاں تک تمہارا بس چلے مہیا رکھو زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے تاکہ تم خوفزدہ کرسکو اس کے ذریعہ سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور دوسرے دشمنوں کو جو ان کے علاوہ ہیں اور جن کو تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے ان کو۔ اور جو بھی تم خرچ کرو گے کوئی چیز اللہ کی راہ میں تو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا تمہیں اور تمہارے ساتھ بے انصافی نہیں کی جائیگی۔ اور اگر جھکیں وہ (دشمن) صلح کی طرف تو تم بھی جھک جاؤ اس کی طرف اور بھروسہ رکھو اللہ پر۔ بے شک وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔"

Marfat.com

"اے نبیؐ - ابھارتے رہو مومنوں کو جہاد پر۔ اگر ہوں گے تم میں سے ۲۰ ثابت قدم رہنے والے تو غالب آجائینگے ۲۰۰ پر۔ اور اگر ہونگے تم میں سے ۱۰۰ ثابت قدم تو غالب آجائینگے وہ ۱۰۰۰ ہزار کافروں پر۔ کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔"

جہاد کی جنگ میں انسانی حقوق کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کے علاوہ بوڑھے آدمیوں اور نہتے آدمیوں اور پادری اور راہبوں کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اسی طرح فصلوں کو برباد کرنے اور باغات کو اجاڑنے کو بھی منع کیا گیا ہے۔ جنگی قیدیوں سے اچھا سلوک کرنا بتایا گیا ہے اور ان کو بلاوجہ قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مال غنیمت کسی ایک مجاہد یا سپاہی کی ملکیت نہیں ہوتی بلکہ وہ گورنمنٹ اسلامی کے بیت المال میں جمع کی جاتی ہے ہے جہاں سے پانچواں حصہ رکھ کر باقی چار حصہ تمام فوج میں مساوی تقسیم کر دی جاتی ہے۔

شہید

مجاہد کا درجہ عام مسلمانوں سے اونچا ہے اور جہاد میں مرنے والے کو شہید کہتے ہیں۔ جس کا مقام تو بہت اونچا ہے اور وہ بغیر حساب کتاب جنت میں بھیج دیا جاتا ہے۔

سورۃ ۴ النساء۔ آیات ۹۵ - ۹۶ (پارہ ۵)

"نہیں برابر گھر میں بیٹھنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہ ہو اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے۔ فضیلت دی ہے اللہ نے مجاہدین کو جو اپنے مال سے اور جان سے جہاد کرتے ہیں بیٹھے رہنے والوں پر درجہ کے اعتبار سے۔ اگرچہ سب سے وعدہ کر رکھا ہے اللہ نے بھلائی کا لیکن فضیلت دی ہے اللہ نے مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر اجر عظیم سے۔ یعنی اللہ کے یہاں بڑے درجے ہیں

اور مغفرت ہے اور رحمت ہے اور اللہ بے انتہا بخشنے والا اور رحم
کرنے والا ہے۔"

سورۃ ۴ النساء آیت ۷۴ (پارہ ۵)

"اور جو شخص جنگ کرے اللہ کی راہ میں پھر وہ مارا جائے یا غالب
آجائے تو ضرور دیں گے ہم اسے اجر عظیم۔"

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۱۵۴ (پارہ ۲)

"اور نہ کہو مردہ ان کو جو مارے جائیں اللہ کی راہ میں۔ بلکہ وہ تو زندہ
ہیں لیکن تم کو ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔"

سورۃ ۳ آل عمران آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱ (پارہ ۴)

"ہرگز نہ سمجھنا مردہ ان لوگوں کو جو قتل ہوئے اللہ کی راہ میں۔ بلکہ
وہ تو زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ شاداں اور
فرحاں ہیں۔ اس پر جو اللہ نے ان کو عطا فرمایا ہے اپنے فضل سے
اور مطمئن ہیں ان لوگوں کے بارے میں جو ابھی نہیں پہنچے ان کے
پاس ان کے پچھلوں میں سے۔ اس بنا پر کہ نہ کوئی خوف ہے ان
کیلئے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں اور مطمئن ہیں اللہ کے انعام پر اور
اس کے فضل پر۔ اللہ نہیں ضائع کرتا اجر مومنوں کا۔"

حدیث (ابوداؤد)

ابو مالک الاشعری نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جو اللہ
کی راہ میں جہاد کے ارادے سے جاتا ہے اور اگر وہ مرجاتا ہے راستہ میں چاہے
سواری سے گر کر یا سانپ کے کاٹنے سے یا بستر پر کسی بھی بیماری یا آفت الٰہی سے
تو وہ بھی شہید ہوا اور یقیناً جنت کا حقدار ہوا۔

Marfat.com

تبلیغ دین الاسلام

مسلم ممالک کے اندر اور زمانہ امن میں دیگر ممالک میں تبلیغ دین اسلام کرنا بھی ایک طرح سے رکن جہاد کا ادا کرنا شمار ہوتا ہے کیونکہ جہاد کا اصل مقصد تو لوگوں کو اللہ کی صحیح راہ پر لگانا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ ہر قبیلہ میں یا ملک میں ایک گروہ مبلغین کا ہو تاکہ وہ لوگوں کو نیک کام کرنے کی تلقین کریں اور برائی کو پھیلنے سے روکیں۔ یعنی دین اسلام کی تمام باتیں اور اللہ کے امر معروف اور نہی عن المنکر پر زور دیں۔ صرف ایک رکن اسلام مثلاً" نماز پر ہی زور دینے کو تبلیغ اسلام نہیں کہہ سکتے۔ تبلیغ کرنے والے (مبلغ) کا بڑا مرتبہ ہے۔

سورۃ ۳ آل عمران آیت ۱۰۴ (پارہ ۴)

"اور چاہیے کہ رہے تم میں ہمیشہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی جو دعوت دیتے رہیں نیکی کی طرف اور حکم دیں اچھے کاموں کا اور منع کریں برے کاموں سے۔ اور یہی لوگ ہیں درحقیقت فلاح پانے والے۔"

سورۃ ۴۱ حم السجدہ۔ آیت ۳۳ (پارہ ۲۴)

"اور اس سے اچھی بات کس کی ہوگی جو دعوت دے اللہ کی طرف اور کرے نیک عمل اور کہے کہ میں یقیناً مسلمین میں سے ہوں۔"

مبلغ ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اس کو قرآن اور حدیث اور اسلامی فقہ کا پورا علم ہو تاکہ صحیح دین کی اشاعت ہو اور وہ خود بھی باعمل مکمل مسلمان ہو تو بہتر ہے۔ مبلغ کیلئے ضروری ہے کہ وہ شیریں کلام اور بااخلاق ہو تاکہ لوگ اس کی بات سننے کو تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون کے پاس جانے کو اور اللہ کے احکامات بتانے کیلئے کہا تو ساتھ میں یہ بھی کہا کہ بات نرمی

Marfat.com

سے کرنا۔

سورۃ ۲۰ طہٰ آیات ۴۳ - ۴۴ (پارہ ۱۶)

"جاؤ تم دونوں (موسیٰؑ اور ہارونؑ) فرعون کے پاس کیونکہ وہ سرکش
ہے اور کرنا تم دونوں بات نرمی سے۔ شاید کہ وہ نصیحت پکڑے
یا ...ے"

...بوئی ہے کہ لوگوں کو برے کام اور گناہ کرنے سے روکنے کی
...ے اور اگر اس میں اس کی طاقت نہیں ہے تو کم از کم ان کو
...نی پر ٹوکے۔ اگر وہ سوسائٹی میں بہت حقیر حیثیت میں ہو اور اسے اپنی جان خطرہ
ہو تو کم از کم برائی کرنے والوں سے کنارہ کشی ضرور کرلے تاکہ عام پبلک یہ نہ
سمجھے کہ وہ (عالم) اللہ کی نافرمانی کرنے کے خلاف نہیں ہے۔ حدیث (ابو داؤد اور
ترمذی) میں ہے کہ جب لوگ معصیت میں مبتلا ہو جائیں اور ان وہ ایسے لوگ
بھی ہوں جو ان کو معصیت سے روک سکتے تھے مگر وہ کاہلی کریں اور ان کو
معصیت سے نہ روکیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تمام بستی والوں پر بشمول نیک لوگوں
کے نازل ہوگا۔ ایک اچھے مسلمان کو بھی گناہ اور برائی کرنے والوں سے کم از کم
کنارہ کشی تو ضرور کرلینا چاہیے۔

تزکیہ نفس

اپنے نفس پر قابو پانے کی جدوجہد بھی جہاد میں شامل ہے۔ نفس میں طمع اور
حرص کا مادہ ہے۔ شیطان انسان کے خون میں داخل ہو کر اس کے نفس کو سرکشی
پر ابھارتا ہے۔ (سرکش نفس کو نفس امارہ کہتے ہیں) اور اسلام کے تمام احکامات
انسان کو اطاعت سکھاتے ہیں۔ اس لئے مسلمان کو ہمہ وقت اپنے نفس سے جہاد
کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

سورۃ ۵۹ الحشر آیت ۹ آخری لائن (پارہ ۲۸)

Marfat.com

"اور جو بچا لئے گئے اپنے نفس کے لالچ سے سو وہی ہیں در حقیقت فلاح پانے والے۔"

سورۃ ۶۴ التغابن۔ آیات ۱۵ - ۱۶ (پارہ ۲۸)

"حقیقت یہ ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو ایک آزمائش ہے۔ اور اللہ وہ ہے جس کے پاس اجر عظیم ہے۔

سو ڈرتے رہو اللہ سے جہاں تک تمہارے بس میں ہو۔ سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو (اللہ کی راہ میں) یہ بہتر ہے تمہارے حق میں۔ اور جو بچا لئے گئے اپنے نفس کی حرص سے سو وہی ہیں درحقیقت فلاح پانے والے۔"

چونکہ نفس میں طمع او حرص کا مادہ ہے۔ لہٰذا ایک مومن کو ان روحانی مرضوں سے بچنا ضروری ہے۔ طمع یا لالچ سے انسان کے دل میں بخل پیدا ہوتا ہے۔ یعنی وہ اپنی چاہت کی اشیاء مال دولت جمع کرتا ہے اور کسی کو دینا پسند نہیں کرتا اور یہ بات یعنی بخل ضد ہے اللہ تعالیٰ کے حکم **انفقو** (خرچ کرو اللہ کے واسطے) کی۔ لہٰذا انسان کو اپنے نفس کو سدھانا پڑتا ہے کہ وہ طمع نہ کرے اور بخل سے بچے تاکہ اللہ کے حکم کی بجاآوری ہو۔ حدیث (ترمذی) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ کیا چھوڑا۔ پس اگر زندگی میں مال خرچ کرکے آخرت کا کچھ ذخیرہ جمع کرلیا تھا تو مرتے وقت خوش ہوگا کہ آگے بھیجا ہوا مال کام آئے گا۔ ورنہ رنجیدہ ہوگا اور مرنا بہت شاق گزرے گا۔ مال و دولت کے علاوہ کچھ لوگوں کو شہرت اور جاہ کی بھی حرص ہوتی ہے۔ شہرت اور جاہ کی حرص اور محبت انسان کے قلب میں نفاق پیدا کرتی ہے۔ پھر انسان ظاہری اسباب دیکھ کر ہی لوگوں سے ملتا ہے اور غریب اور مسکین آدمی سے گریز کرتا ہے چاہے وہ غریب و مسکن آدمی تقویٰ کے لحاظ سے اس سے افضل

Marfat.com

ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ بد نصیبی کی بات ہے کہ جس شخص یعنی متقی کی عزت اللہ کے ہاں ہو اس کو شہرت اور جاہ کا مریض آدمی حقارت کی نگاہ سے دیکھے اور اپنے کو اس سے بہتر خیال کرے۔ طمع اور حرص کی وجہ سے اکثر اوقات انسان میں حسد کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ اس انسان کو اپنی طمع اور حرص کے باوجود اتنا نہیں مل سکا جتنا اس کا نفس خواہش کرتا ہے لہٰذا جب وہ کسی اور کے پاس اتنی مال و دولت یا شہرت و جاہ دیکھتا ہے تو وہ اس شخص سے حسد کرنے لگتا ہے یعنی چاہتا ہے کہ یہ نعمت اس کے پاس سے بھی چلی جائے۔ حدیث (ابن ماجہ) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح سے کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حسد کرنے والے انسان کو سخت ناپسند کرتا ہے کیونکہ حسد کرنے سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ حسد کرنے والا انسان اللہ تعالیٰ کے دوسرے شخص کو زیادہ رزق دینے سے متفق نہیں ہے۔ اس لئے اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ:۔

سورۃ ۴ النساء آیت ۳۲ (پارہ ۵)

"اور مت تمنا کرو ایسی بات کی کہ فضیلت دی ہے اللہ نے اس میں تم میں سے بعض کو بعض پر۔ مردوں کیلئے نصیب ہے جو انہوں نے کمایا ہے اور عورتوں کیلئے نصیب ہے جو انہوں نے کمایا ہے۔ ہاں۔ مانگو اللہ سے اس کا فضل۔ بے شک اللہ ہر چیز کے بارے میں جاننے والا ہے۔"

حسد کی بیماری سے بچنے کیلئے یہ سوچ رکھو کہ تمہارے چاہنے سے تم دوسرے کی دولت نہیں چھین سکتے بلکہ الٹا اپنی نیکیاں برباد کر رہے ہو۔ اور کوشش کرو کہ جس کو اللہ نے نوازا ہے اس سے حسد کی بجائے اچھا سمجھو کہ شاید اس کی کسی نیکی کی وجہ سے اللہ نے اس کو زیادہ رزق دے دیا ہے۔ اس

Marfat.com

طرح سے آہستہ آہستہ تمہارے دل سے حسد اور طمع کی بیماری ختم ہوجائے گی اور اللہ سے یہ دعا مانگا کرو:۔

سورۃ ۱۱۳ الفلق آیت ۱ تا ۵ (پارہ ۳۰)

"کہو پناہ مانگتا ہوں میں صبح کے رب کی شر سے ان چیزوں کے جو اس نے پیدا کیں اور شر سے اندھیرے کے جب وہ چھا جائے۔ (تعویذ گنڈوں سے) اور شر سے گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کے اور شر سے حاسد کے جب وہ حسد کرے۔"

طمع اور حسد سے اکثر انسان میں غصہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ غصہ آنے کی طاقت دراصل بری نہیں ہے کیونکہ ناانصافی اور اللہ کی حکم عدولی کو دیکھنے پر غصہ آجانا جائز ہے اور اس کی وجہ سے انسان میں اس برائی کو روکنے کی تحریک ہوتی ہے۔ مگر غصہ کو قابو میں رکھنا اور اس کا صحیح استعمال کرنا بھی مومن کی ایک شان ہے۔ بے قابو غصہ عقل کو کھا جاتا ہے اور انسان کے سوچنے سمجھنے کی طاقت زائل کر دیتا ہے۔ اسی لئے غصہ کو کنٹرول کرنا بھی اپنے نفس سے جہاد کرنے کا ایک حصہ ہے۔ غصہ کو کنٹرول کرنے کیلئے دو طریقہ ہیں ایک روحانی اور ایک جسمانی۔ پہلے غصہ والے انسان کو وضو کرنا چاہیے اور اعوذ اللہ کی پناہ شیطان کے شر سے مانگنی چاہیے اور یہ بھی سورہ پڑھنی چاہیے۔

سورۃ ۱۱۴ الناس آیات ۱ تا ۶ (پارہ ۳۰)

"کہو۔ میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب کی۔ انسانوں کے بادشاہ کی۔ انسانوں کے معبود کی۔ شر سے وسوسہ ڈالنے والے کے (شیطان سے) جو بار بار پلٹ کر آتا ہے۔ جو وسوسے ڈالتا ہے انسانوں کے دلوں میں۔ وہ جنوں میں سے ہو خواہ انسانوں میں سے۔"

دوسرے اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کیلئے اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے۔ اگر بیٹھا ہے تو

لیٹ جائے اور اگر ہو سکے تو پانی پیئے۔

جب انسان اپنے نفس پر صحیح طریق سے قابو پا لیتا ہے اور نفس احکام الٰہی کو ماننے اور کرنے کا پابند بنا لیتا ہے۔ تو اس کا نفس (نفس امارہ سرکش سے) اب نفس مطمئینہ بن جاتا ہے۔ اور چونکہ انسان نے نیک کام کئے ہوتے ہیں تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور جنت میں داخل کر لیتا ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن میں اس طرح سے ہے:۔

سورۃ ۸۹ الفجر۔ آیات ۲۷ تا ۳۰ (پارہ ۳۰)

"اے نفس مطمئینہ۔ واپس لوٹ اپنے رب کی طرف۔

تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہوا۔

پھر شامل ہو جا میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔"

Marfat.com

دین اسلام - قرآن کی روشنی میں

باب چہارم

اللہ کے دیگر امر معروف اور نہی عن المنکر

پچھلے باب میں ہم نے دین اسلام کے پانچ اہم ارکان بیان کئے۔ اس سے بیشتر باب دوئم میں ایمان کے اجزا بیان کئے تھے۔ اب ہم قرآن میں دیئے گئے اللہ تعالٰی کے اور احکامات اس باب میں بیان کریں گے۔ یوں تو اللہ کا ہر حکم ماننا ایک مسلمان اور ایمان والے کیلئے ضروری ہے اور اگر ایک حکم بھی نہ مانا تو ہمارے سامنے ابلیس کی مثال موجود ہے کہ اس نے اللہ کا صرف ایک حکم کہ آدم کو سجدہ کرو نہیں مانا اور اللہ نے اسے راندہ درگاہ کر دیا اور اس کی تمام پچھلی عبادات اور نیکیاں ختم ہوگئیں۔ پھر بھی اللہ نے انسان پر اپنا خاص رحم و کرم کیا ہے کہ اپنے احکامات کی کچھ خلاف ورزیوں (جن کو گناہ صغیرہ کہتے ہیں) کی توبہ کے بعد معاف کر دینے کا وعدہ کیا ہے مگر کچھ احکامات ایسے ہیں جن کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں ان کی معافی کے متعلق کوئی وعدہ وعید نہیں ہے اور دو چار تو ایسے حکم ہیں کہ ان کی سزا بھی قرآن میں صریحاً" بتا دی گئی کہ یہ ضرور ملے گی۔ مثلاً" خدا کو واحد نہ ماننا اور اس کا کسی کو شریک بنانا ایسا گناہ ہے کہ قرآن میں لکھ دیا کہ اس کی معافی نہیں ہوگی اور سزا جہنم ہوگی۔ یا کسی مومن مسلمان کا عمداً" قتل نا قابل معافی جرم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔ اللہ کے احکامات قرآن میں مختلف جگہ پر دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے دس (۱۰) احکامات ایک جگہ سورۃ بنی اسرائیل میں درج ہیں۔

سورۃ ۱۷ بنی اسرائیل آیات ۲۲ تا ۳۹ (پارہ ۱۵)

۱۔ ”نہ بنانا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ورنہ تو بیٹھا رہ جائے گا ملامت زدہ اور بے یارو مددگار۔ اور فیصلہ کر دیا ہے تیرے رب نے کہ تم نہ عبادت کرو مگر صرف اس کی۔

۲۔ اور اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم کو اف بھی نہ کہو اور نہ جھڑکو اور ان سے بات نرمی اور احترام سے کرو۔ اور ان کے سامنے اپنے پہلو عاجزی سے جھکاؤ شفقت ظاہر کرنے کیلئے اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے میرے رب۔ رحم فرما ان پر اسی طرح جیسے انہوں نے پالا ہے مجھے بچپن میں۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم بن کر رہو گے صالح تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

۳۔ اور دو حق قرابت داروں کا اور مساکین کو اور مسافروں کو بھی اور مت کرو بے جا خرچ۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ اور اگر تم خبر گیری نہ کرسکو ان کی اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو تو کہو ان سے بات نرمی کے ساتھ۔ اور نہ رکھو اپنا ہاتھ باندھ کر اپنی گردن کے ساتھ اور نہ چھوڑ دو اسے بالکل کھلا کہ پھر تم بیٹھ رہو گے۔ ملامت زدہ اور حسرت میں مبتلا ہو کر۔ بے شک تیرا رب ہی کشادہ کرتا ہے رزق جس کیلئے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس کیلئے چاہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کے حال سے پوری طرح باخبر ہے اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

۴۔ اور نہ قتل کرو تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے۔ ہم ہی رزق

Marfat.com

دیتے ہیں انہیں بھی اور تم کو بھی۔ بے شک قتل کرنا ان کا بہت بڑا جرم ہے۔

۵۔ اور مت قتل کرو کسی نفس (جان) کو۔ اس کو اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ سوائے کسی حق کی بنا پر اور جو شخص قتل کیا گیا ہو مظلومانہ تو یقیناً ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ حد سے نہ بڑھے قتل کے معاملہ میں۔ اس لئے کہ اس کی مدد کی گئی ہے۔

۶۔ اور نہ قریب جاؤ زنا کے۔ بے شک وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔

۷۔ اور نہ پاس جاؤ یتیم کے مال کے۔ سوائے اس کے کہ کوئی بہترین طریقہ ہو کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور تم پورا کرو اپنا عہد (مال واپس دینے کا) بے شک عہد کے بارے میں جواب دہی ہوگی۔

۸۔ اور پورا بھرو پیمانے کو جب ناپو اور تولو درست ترازو سے۔ یہی طریقہ اچھا ہے اور سب سے بہتر ہے انجام کے لحاظ سے۔

۹۔ اور نہ پیچھے لگو ایسی بات کے کہ جس کا علم تمہیں نہ ہو۔ بے شک کان، آنکھ، دل، دماغ ان سب کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی۔

۱۰۔ اور نہ چلو زمین میں اکڑ کر۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو تم پھاڑ سکتے ہو زمین کو اور نہ پہنچ سکتے ہو پہاڑ کی بلندی کو۔ یہ سب امور ایسے ہیں کہ ان کا برا پہلو ہے اور تمہارے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو وحی کی ہیں تمہارے رب نے تمہاری طرف اپنی حکمت میں سے اور نہ ٹھہراؤ تم اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود۔ ورنہ ڈال دیئے جاؤ گے تم جہنم میں ملامت زدہ اور بھلائی سے محروم کر کے۔"

Marfat.com

۱۔ شرک

یہ گناہ عظیم ہے۔ اس کے متعلق باب دوئم اللہ پر ایمان لانے کے بیان میں تذکرہ کر دیا ہے۔

۲۔ والدین کی خدمت

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم اتنا اہم ہے کہ اس کو شرک کے فوراً بعد کہا گیا ہے اور مندرجہ بالا سورہ بنی اسرائیل کے علاوہ قرآن میں کئی اور جگہ بھی اس کے متعلق لکھا ہے:۔

سورۃ ۴۶ الحقاف۔ آیات ۱۵ - ۱۶ (پارہ ۲۶)

"اور ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس کی ماں نے اسے اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھا۔ مشقت اٹھا کر اور جنا بھی اسے مشقت اٹھا کر۔ اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے تک لگ گئے ۳۰ مہینے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کو پہنچ گیا اور ۴۰ سال عمر کا ہو گیا تو اس نے دعا کی اے میرے رب تو مجھے توفیق دے کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری ان نعمتوں کا جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک عمل کروں جن سے تو راضی ہو اور میری اولاد کو بھی میری خاطر اور میں توبہ کرتا ہوں تیرے حضور اور بلاشبہ میں ہوں فرمانبرداروں میں سے۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ قبول فرما لیتے ہیں ہم ان کے وہ اچھے اعمال اور درگزر کرتے ہیں ان کی برائیوں سے۔ شامل ہوں گے یہ اہل جنت میں۔ یہ سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا جا رہا ہے۔"

Marfat.com

اسی آیات کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص بہت بدنصیب ہے کہ اس نے اپنے والدین میں سے دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے میں پایا اور پھر وہ جنت کا حق دار نہ ہوا (یعنی اس نے ان کی خدمت نہیں کی اور خوش نہ رکھا) حدیث (بخاری)

ماں باپ کی خدمت اور ان کو خوش رکھنے سے جنت میں جانا خاصا آسان ہے کیونکہ اللہ اس خدمت کے برابر اس کے برے اعمال معاف کر دیتا ہے اور وہ نیک اعمال کے بدلے میں جنت میں چلا جاتا ہے۔ ماں باپ کو خوش رکھنے میں ان کی فرمانبرداری کے سلسلے سے یہ بات بتانا ضروری ہے کہ والدین اگر کافر یا مشرک بھی ہوں تو ان کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ اور اچھا سلوک کرنا ضروری ہے اور ان کو کھلانا' پلانا اور آرام دینا ضروری ہے۔ مگر ان کے ایسے احکام جو اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے کو کہتے ہوں مثلاً" شرک یا کفر تو ان کو نہیں ماننا چاہیے۔ دیکھو سورۃ ۲۹ العنکبوت آیت ۸ (پارہ ۲۰) اور سورۃ ۳۱ لقمان آیت ۱۵ (پارہ ۲۱)۔

۳۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

قرابت داروں کا حق دینا' غریبوں اور مسافروں کا حق دینا۔ اس کو ہم باب سوئم میں زکوٰۃ اور خیرات کے سلسلے سے بتا چکے ہیں۔

۴۔ اولاد کو قتل کرنا

غریبی کی وجہ سے یا لڑکیاں ہونے کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فعل قبیح کو سخت منع فرمایا ہے اور اسے گناہ عظیم کہا ہے۔ دیکھو مندرجہ بالا آیات ۳۱ سورۃ ۱۷ابنی اسرائیل۔ اس وجہ سے حمل کو غریبی کی وجہ سے قصداً" ختم کرنے کو بھی علماء نے اولاد کے قتل ہی بتایا ہے اور اس کو منع کیا ہے۔ البتہ کسی بیماری کی وجہ سے یا ماں کی صحت کی وجہ سے اگر ڈاکٹر لوگ ایسا کریں تو اللہ معاف فرمانے

Marfat.com

والا ہے۔ آج کل اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ معاشرے میں عورت کا مقام کچھ گرا دیا گیا ہے اور اس وجہ سے اکثر لوگ نرینہ اولاد کو پسند کرتے ہیں اور اگر لڑکی پیدا ہو جائے تو اس کی صحت کی نگہداشت نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ اس طرح سے لڑکیاں اکثر ہلاک ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی اولاد کے قتل میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مرنے کے بعد اس کا سخت حساب دینا ہوگا۔

سوۃ ۸۱ التکویر آیات ۱، ۲، ۷ تا ۱۰ اور ۱۴

"جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے۔ (یعنی قیامت آئیگی) اور جب جان کو دوبارہ جسم میں جوڑا جائیگا۔ (زندہ کیا جائیگا حشر میں) اور جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائیگا کہ آخر کس گناہ پر اسے مارا گیا۔ اور جب اعمال نامے کھولے جائینگے۔ اس وقت ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لیکر آیا ہے۔"

۵۔ کسی انسان کو قتل کرنا

اللہ نے منع فرمایا ہے سوائے کسی حق بات کی وجہ سے. مثلاً" اس نے کسی اور کو ناحق قتل کیا تو قاضی نے فیصلہ دیا کہ اسے پھانسی دے دی جائے۔ اس حکم کے تحت کافروں کو بھی بغیر حق (یعنی اگر وہ تم سے جنگ کرتے ہیں یا تم کو تکلیف دیتے ہیں) قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ اور خصوصاً" عورتوں اور بچوں اور ضعیفوں کو تو خاص طور سے منع کیا ہے۔ آج کل کے اکثر مسلم نوجوان جوش جہاد میں نادانستہ طور پر بچوں کی بس وغیرہ میں بم رکھ دیتے ہیں اور جن سے جانیں ضائع ہو جاتیں ہیں۔ یہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے منع فرمایا ہے۔ ہم نے باب سوئم میں جہاد کے مضمون میں اس بات کو تفصیل سے درج کر دیا ہے کہ جہاد میں کن کن کو قتل کرسکتے ہیں۔

Marfat.com

۵۔ (الف) کسی مسلم کو قتل کرنا

مندرجہ بالا احکام تو ہر انسان کو قتل کرنے کے تھے۔ ایک مسلم کو ناحق قتل کرنے کے احکامات سورۃ النساء میں ہیں اور اس میں سزا قاتل کو جنہم میں جانے کی وعید ہے۔ یعنی اس کے تمام نیک اعمال بھی اس کو سزا سے نہیں بچا سکیں گے۔ البتہ اگر کوئی مسلمان نادانی سے یا کسی غلطی سے قتل ہو جائے (عمداً" نہ ہو) تو پھر قاتل کیلئے اس کا کفارہ دینا ضروری ہے۔

سورۃ ۴ النساء آیات ۹۲ اور ۹۳ (پارہ ۵)

"کسی مومن کو روا نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کر دے مگر غلطی سے۔ اور جس کسی نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے تو آزاد کرے ایک غلام مومن اور خون بہا ادا کیا جائے۔ مقتول کے وارثوں کو مگر یہ کہ معاف کر دیں وہ بطور صدقہ۔ پھر اگر مقتول مومن ایسی قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہو تو آزاد کرنا ہوگا ایک مومن غلام اور اگر جو مقتول ہو ایسی قوم سے کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو خون بہا ادا کیا جائے اس کے وارثوں کو آزاد کیا جائے ایک مومن غلام پھر اگر کسی کو میسر نہ ہو غلام تو روزے رکھے دو ماہ لگاتار (بغیر ناغہ کے) توبہ کرنے کیلئے اللہ سے اور اللہ ہر بات جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

اور جو کوئی قتل کرے کسی مومن کو قصداً" تو اس کی سزا ہے جہنم میں ہمیشہ رہے گا اور غضب ہوگا اللہ کا اس پر اور لعنت ہوگی اس پر اور تیار کر رکھا ہے اس کیلئے عذاب عظیم۔"

حدیث شریف میں ہے (بخاری اور مسلم) کہ عبداللہ بن مسعود نے روایت کی کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ ایک مسلم کا قتل صرف تین وجہ سے جائز

Marfat.com

ہو سکتا ہے۔ اگر وہ قاتل تھا یا وہ شادی شدہ زانی تھا یا پھر وہ دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو گیا۔

ہم سب لوگوں کو غور کرنا چاہیے کہ آج کل کس آسانی سے مسلمان ایک دوسرے کو قتل کر دیتے ہیں اور ان کو اس سزا کا علم ہی نہیں ہے جو اللہ نے ان کیلئے مقرر کر دی ہے سورۃ النساء' آیت ۹۳ میں یعنی دائمی جہنم جس کی معافی بھی کسی طرح نہیں ہے۔ یہاں ایک اور حدیث طب اور ڈاکٹری پیشہ لوگوں کیلئے درج کی جاتی ہے۔

حدیث (ابوداؤد اور شافی) امر بن شعیب نے اپنے والد اور دادا سے سنا کہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا جو کوئی بھی کسی مریض کا علاج ایسی دوائی سے کرے جس کا اس کو پوری طرح علم نہ ہو اور اگر مریض مر جائے تو معالج ذمہ دار قرار دیا جائیگا۔ اور ایک شخص کی طبیب کے ہاتھوں بینائی چلی جانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ایک تہائی خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا۔

۶۔ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ

یہ اللہ کا حکم ہے اور زنا کرنا بھی گناہ عظیم کے زمرے میں آتا ہے۔ قرآن میں مندرجہ بالا سورہ اسرائیل کے علاوہ اور بھی کئی جگہ اس گناہ کے بارے میں آیات ہیں اور اس کو منع کیا گیا ہے۔

سورۃ ۲۳ المومنون آیات ۱ اور ۵ تا ۷ (پارہ ۱۸)

"یقیناً فلاح پا گئے وہ مومن .... اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں سے .... پھر جو شخص چاہے اس کے علاوہ کچھ اور زیادہ سو ایسے ہی لوگ زیادتی کرنے والے ہیں۔"

یہاں پر یہ بات خاص طور سے غور طلب ہے کہ یہ حکم آدمیوں کیلئے ہے۔

ہمارے معاشرے میں عورت کو تو پاک باز رہنے پر بہت تاکید ہے مگر آدمیوں کو کوئی بھی برا نہیں کہتا حالانکہ اکثر اوقات دوسروں کو ان کے زنا جیسے قبیح اعمال کا علم ہوتا ہے۔ یہ اس آیات کی صریحاً" خلاف ورزی ہے اور روز آخرت میں اس گناہ کا بہت زیادہ خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ البتہ جن لوگوں کو یہاں اس جرم زنا کی سزا مل جائے تو پھر حشر کے روز اس شخص کو دوبارہ سزا نہیں ملے گی۔ قرآن میں اس کی سزا بھی درج ہے۔

سورۃ ۲۴ النور۔ آیت ۱ اور ۲ (پارہ ۱۸)

"یہ ایک اہم سورۃ ہے جسے ہم نے نازل کیا اور اس کے احکام کو فرض کیا ہے ہم نے اور نازل کیے ہیں ہم نے اس میں واضح احکام تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ زانی عورت اور زانی مرد کو کوڑے مارو۔ ہر ایک کو سو سو کوڑے۔ اور اس میں تم کو کوئی ترس کسی طرح کا نہ آئے۔ اللہ کے دین کے معاملے میں اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ اور چاہیے کہ مومنوں کا ایک گروہ اس سزا کا مشاہدہ کرے۔"

اس سورت میں ان آیات کے بعد عورتوں پر بہتان لگانے کے بارے میں ہے اور دیگر باتیں بھی ہیں جن کو ہر مومن کو جاننا چاہیے۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے اس سزا میں مزید سختی فرما دی کہ اگر زانی مرد یا عورت غیر شادی شدہ ہے تو ۱۰۰ سو کوڑے لگائے جائیں اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو ان کو سنگسار (یعنی پتھر مار مار کر ہلاک) کر دیا جائے۔

اس سورۃ میں زانی عورت سے یا کافرہ سے مومن مرد کی شادی کرنے سے منع کیا ہے۔ اسی طرح ایک زانی مرد سے کسی مومنہ عورت کا نکاح کرنا بھی منع ہے جیسے کہ کسی کافر مرد سے ہم کو غور کرنا چاہیے کہ آج کل معاشرے میں

Marfat.com

دولت دیکھ کر کس طرح والدین اپنی نیک لڑکیوں کو اوباش اور زانی مردوں سے جو کہ نام کے مسلمان ہیں بیاہ دیتے ہیں۔ یہ صریحاً منع ہے۔

۷۔ یتیم کا مال نہ کھاؤ

اس سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کے مال کے پاس جانے تک کو منع کیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن میں کئی جگہ پر یتیم کے ساتھ نیک اچھا برتاؤ کرنے کو اور اس کے مال کی حفاظت کرنے کو کہا گیا ہے۔ جب تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور تم اس کو اس کا مال لوٹا دو۔ اور اگر یتیم غریب ہو تو اس کی سرپرستی کرو بالغ ہونے تک اور اگر تم امیر ہو تو مرنے کے وقت اس کو بھی اپنی وصیت سے کچھ دو۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۲۲۰ (پارہ ۲)

"اور پوچھتے ہیں تم سے یتیموں کے بارے میں۔ کہو جو بھلائی ان کیلئے ہو وہی بہتر ہے۔ اور اگر تم ان کا اور اپنا خرچ اکٹھا کرلو تو بہرحال وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر مشقت ڈال دیتا۔ بے شک اللہ زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔

سورۃ ۴ النساء آیات ۲، ۸ تا ۱۰ (پارہ ۴)

"اور دے دو یتیموں کو ان کا مال اور مت بدلو برے مال کو اچھے مال سے اور مت ہڑپ کرو ان کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر۔ بے شک یہ بہت بڑا گنا ہے۔ اور جب موجود ہوں تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم مسکین تو دو ان کو بھی کچھ اس میں سے اور کہو ان سے معقول بات۔ اور چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ (جو ترکہ تقسیم کر رہے ہیں) کہ اگر چھوڑتے وہ اپنے پیچھے اولاد ضعیف اور ناتواں تو کیسے

اندیشے ہوتے ان کو اپنے بچوں کے بارے میں۔ لہٰذا انہیں چاہئے کہ
اللہ سے ڈریں اور ٹھیک بات کہیں۔
بے شک وہ لوگ جو کھا جاتے ہیں یتیموں کے مال ناحق طور پر تو وہ تو
بس بھر رہے ہیں اپنے شکم میں آگ۔ اور عنقریب جا پڑیں گے بھڑکتی
آگ میں دائمی۔"

حدیث (ابن ماجہ) ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ اللہ کے رسول نے کہا کہ مسلمانوں میں بہترین گھر وہ ہے جہاں ایک یتیم کو اچھا رکھا جا رہا ہو۔

حدیث (احمد اور ترمذی) ابو امامہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی یتیم لڑکے یا لڑکی پر اپنی سرپرستی سے شفقت کرتا ہے تو میں اور وہ شخص جنت میں ایسے اکٹھا ہونگے جیسے کہ میری ہاتھ کی یہ دو انگلیاں (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی)

۸۔ پورا ناپو اور پورا تولو

اللہ تعالیٰ نے تجارت کے ذریعہ کمائی کو بہت اچھا کہا ہے اور اسے فضل ربی بتایا ہے۔ بشرطیکہ کہ یہ تجارت انصاف سے ہو اور اس میں دھوکہ بازی یا ناپ تول میں کمی نہ ہو۔ کیونکہ ناپ تول میں کمی بہت بڑا گناہ ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین والوں پر عذاب الٰہی اس وجہ سے آیا کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ سورۃ ۱۱ ھود آیت ۸۵ (پارہ ۱۲)

"(اور شعیب نے کہا) اے میری قوم پورا کیا کرو ناپ اور تول
انصاف کے ساتھ اور نہ گھاٹا دیا کرو لوگوں کو ان چیزوں میں اور مت
پھرو تم زمین پر فساد مچاتے ہوئے۔"

Marfat.com

۹۔ بغیر علم کسی بات کے پیچھے نہ لگو

یہ حکم مومن کو دو تباہیوں سے بچاتا ہے۔ ایک تو شیطان کے شر سے اس کے ایمان کو کیونکہ اکثر اوقات شیطان ایسی باتیں پیش کرتا ہے کہ انسان بغیر اس کا مکمل علم جانے اس کو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔ مثلاً" جادو' قسمت کا حال وغیرہ اور اس سے ایمان جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ یا جیسے کہ شیطان نے حضرت آدمؑ کو لاعلمی میں شجر ممنوعہ کھلایا۔ دوسرے وہ ان گناہوں سے بچ جاتا ہے جو اس طرح سے کسی بات کے پیچھے لگنے سے ہوتے ہیں۔ مثلاً" کسی اور کے کہنے سے کسی کو قتل کر دینا یا کسی کا حق مار لینا۔

۱۰۔ زمین پر اکڑ کر نہ چلو یعنی تکبر نہ کرو

تکبر کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور اللہ تعالیٰ اسے سخت ناپسند فرماتا ہے۔ دراصل ابلیس کو شیطان بنانے کا واحد سبب اس کا اپنی تخلیق آگ سے ہونے پر تکبر کرنے سے ہوا۔ اس نے خود کو آدم سے (جو مٹی سے بنائے گئے تھے) افضل سمجھا اور تکبر کی وجہ سے اللہ کے حکم کہ سجدہ کرو کی خلاف ورزی کی۔ قرآن میں کئی اور جگہ تکبر اور گھمنڈ کو برا کہا گیا ہے اور کہا ہے کہ ایسے لوگ جہنمی ہیں۔

سورۃ ۴ النساء آیت ۳۶ آخری لائن اور آیت ۱۷۳ (پارہ ۵ اور ۶)

"......... بے شک اللہ پسند نہیں کرتا ان لوگوں کو جو مغرور ہوں اور شیخی بگھارنے والے ہوں .... لیکن جن لوگوں نے باعث عار سمجھا اللہ کی بندگی کو اور تکبر کیا۔ اللہ دے گا ان کو دردناک عذاب اور وہ اپنے لئے کوئی دوست اور مددگار نہیں پائیں گے۔"

سورۃ ۱۶ النحل آیات ۲۲' ۲۳' ۲۹ (پارہ ۱۴)

"تمہارا معبود۔ معبود یکتا ہے۔ سو جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ہیں

Marfat.com

آخرت پر ان کے دل منکر ہیں اور وہ تکبر میں پڑے ہوئے ہیں۔ بلاشبہ اللہ جانتا ہے ہر اس بات کو جو یہ چھپاتے ہیں اور وہ بھی جو یہ ظاہر کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ پسند نہیں کرتا ہے غرور کرنے والوں کو۔ سو اب داخل ہو جاؤ دروازوں میں جہنم کے۔ رہیں گے وہ ہمیشہ اس میں۔ سو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے' تکبر کرنے والوں کیلئے۔"

حدیث بخاری اور مسلم میں ہے کہ حارثہ بن وہاب نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو جنت کے لوگوں کے بارے میں بتاؤں؟ عاجزی کرنے والے جو اللہ سے ڈرتے تھے اور اس کا حکم مانتے تھے۔ اور کیا میں تم کو دوزخ' جہنم کے مکینوں کا بتاؤں؟ ہر تکبر کرنے والا۔ غیر مہذب اور بداخلاق شخص۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ان ۱۰ احکامات کے علاوہ اور بھی نہایت اہم احکامات قرآن میں مختلف مقامات پر دیئے گئے ہیں جن کا کرنا مومن پر فرض ہے اور نہ کرنے کا گناہ ہوتا ہے۔ ان احکامات میں سے سب سے اہم حکم حلال اور طیب کھانا اور ان چار کھانے کی اشیاء سے جن کو اللہ نے حرام قرار دے دیا ہے' اجتناب کرنا ضروری ہے۔

حلال اور حرام غذا

غذا انسان کی بقا کیلئے بہت ضروری ہے۔ اس لئے اس کی پاکیزگی اور ناپاکی کا خاص اہتمام کرنا ضروری ہے۔ جانور اور انسان میں کھانے کے معاملہ میں دو باتیں مختلف ہیں۔ اول وہ جانوروں کی طرح صرف کھانے کیلئے ہی زندہ نہیں رہتا' اور نہ ہی کھانے کے معاملہ میں درندوں اور کتوں کی طرف آپس میں لڑتا اور چھینتا ہے۔ اگر کوئی انسان اس طرح کی باتیں کرتا ہے یعنی ہمہ وقت اپنی شکم سیری کیلئے ہی کوشاں رہتا ہے اور اس پر اپنی کمائی یا آمدن خرچ کرتا ہے اور پھر اپنے کھانے

Marfat.com

میں کسی کو شریک نہیں کرتا بلکہ خود ہی کھاتا ہے حتیٰ کہ اپنے بھائیوں اور قریبی عزیزوں کا جو غریب ہیں، کھانے کا خیال نہیں کرتا تو پھر اس میں اور ایک جانور میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مومن اور مسلم ہونا تو دور کی بات ہے وہ تو انسان کے زمرے میں بھی نہیں آتا ہے۔ دوسری بات جو جانوروں سے مختلف ہے وہ پاک و صاف کھانا ہے عام طور سے جانور اس کا خیال نہیں کرسکتے۔ مگر جو انسان ناپاک غذا کھائے اور حلال یا حرام کا فرق نہ کرے تو وہ مسلم اور مومن نہیں ہوسکتا۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۱۶۸، ۱۷۲، ۱۷۳ (پارہ ۲)

"اے انسانوں۔ کھاؤ وہ چیزیں جو زمین میں پاکیزہ اور حلال ہیں اور نہ پیروی کرو شیطان کی وہ بے شک تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اے ایمان والو۔ کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو عطا کی ہیں ہم نے تم کو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ اگر تم واقعی اس کی عبادت کرتے ہو۔

اس (اللہ) نے تو بس حرام کیا ہے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔ البتہ اگر مجبور ہوجائے (بھوک سے) اور سرکش بھی نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

غور کیجئے کہ پہلی آیت تمام انسانوں کیلئے اور دوسری آیت مسلمانوں کیلئے۔

آج کل بعض اوقات مسلم بھی جب غیر مسلم لوگوں کے ساتھ غیر ممالک میں رہتے ہیں تو اس بات کی احتیاط نہیں کرتے کہ آیا یہ گوشت خنزیر کا تو نہیں ہے یا اس سبزی کے سالن یا مٹھائی پر کسی دیوی یا دیوتا کا نام تو نہیں لیا گیا۔ کھانے کے وقت ضرور اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔ سورۃ مائدہ آیت ۳۔ ۴ (پارہ ۶) میں مردار یا مرے ہوئے جانور کی تفصیل دی گئی ہے کہ کن حالات میں مرا ہوا حلال جانور

بھی حرام ہو جاتا ہے۔ مثلاً" بلندی سے گر جانے سے ہلاک ہوا ہو۔ سینگ لگنے سے مر گیا ہو وغیرہ وغیرہ۔ البتہ شکاری کتوں اور شکاری باز کے ذریعہ شکار کیا ہوا زخمی جانور اگر مرنے سے قبل ذبح کرلیا گیا ہو تو وہ حلال ہے۔ اس سورۃ کی آیت ۵ میں مسلمانوں کو یہودی اور عیسائی لوگوں کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے اگر وہ ان چار حرام اشیاء پر مبنی نہیں ہے۔ جو سورۃ بقرہ میں پہلے درج کی گئی ہیں۔

حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق تمام درندوں کا گوشت حرام ہے۔ صرف نباتات کھانے والے جانور اور مویشی کا کھانا حلال ہے۔ سمندر کے اندر کی ہر طرح کی مچھلی حلال ہے۔ شافعی حضرات اس حکم میں کیکڑے وغیرہ بھی شامل کرلیتے ہیں مگر حنفی لوگ ان سمندری جانوروں سے اجتناب کرتے ہیں جن کے اوپر سخت (ہڈی جیسا) خول ہوتا ہے۔ تمام طرح کے اناج' دالیں' دانے' دودھ اور شہد حلال ہے۔ تمام پھل اور سبزیاں بھی حلال ہیں اگر وہ زہریلی نہ ہوں۔

تقویٰ یہ کہتا ہے کہ مومن کی روزی بھی حلال ہونا چاہیے کیونکہ اگر روزی ہی حرام کی ہوگی مثلاً" شراب کے کاروبار کی آمدن تو پھر اس سے خرید کی ہوئی غذا بھی حرام ہو جائے گی۔ بزرگان دین کے مطابق انسان کے ایک لقمہ کھانے کا اثر بدن اور خون کے اندر چالیس روز تک رہتا ہے۔ لہٰذا اب خود خیال کریں کہ اگر کوئی حرام غذا یا حرام آمدن کی غذا روزانہ کھائی جائے تو اس شخص کی عبادت اور دعائیں کس طرح اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوسکتی ہیں جبکہ اس کا گوشت پوست اور خون سب حرام سے پر ہے۔ مسلمانوں کو اس معاملہ میں بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اس پر باقی تمام عبادات اور نیکیوں کا انحصار ہے۔

خمر اور میسر دونوں منع ہیں

خمر کے معنی نشہ کے ہیں (عام لوگ اس کو صرف شراب ہی کے معنی میں سمجھتے ہیں) اور میسر کے معنی ہر طرح کا جوا ہے۔ اکثر لوگ صرف تاش کے پتے یا

Marfat.com

ریس کے گھوڑے پر شرط لگانے کو ہی جوا سمجھتے ہیں۔ چونکہ ان دونوں باتوں کی ممانعت ایک ہی آیت میں اکٹھی کی گئی ہے اس لئے اکثر اوقات ان دونوں کی ایک ساتھ ہی تفصیل لکھی جاتی ہے۔

سورۃ ۵ المائدہ آیات ۹۰ تا ۹۲ (پارہ ۷)

"اے ایمان والو! بلاشبہ نشہ اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

اصل بات ہے کہ شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈلوائے۔ نشہ (شراب) سے اور جوئے سے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے۔ تو کیا تم باز آجاؤ گے ان سے۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور بچے رہو ان برائیوں سے۔ پھر اگر تم نے منہ موڑا تو جان لو کہ در حقیقت ہمارے رسول اللہ کے ذمہ تو صرف احکام کا واضع طور پہنچا دینا ہے۔"

عربی زبان میں خمار کے معنی نشہ کے ہیں اور خمر کے معنی وہ چیز جس سے نشہ کیا جائے۔ اس زمانہ میں عرب میں انگور کی شراب بنتی تھی لہٰذا انگور کی شراب کو بھی خمر کہتے ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ہر چیز سے بننے والی شراب کو یعنی کھجور سے بھی بننے والی شراب کو حرام کر دیا تھا یعنی ہر وہ چیز جس سے نشہ ہو اور آدمی کو حلال اور حرام کام کی تمیز نہ رہے وہ اس حکم الٰہی کے تحت منع ہے۔ خصوصاً" آج کل جو ہیروئن کا نشہ ہے وہ بھی حرام ہے۔

اسی طرح ہر طرح کا وہ جوا جس پر داؤ لگے یا جس میں قسمت آزمائی کی کار فرمائی ہو وہ بھی منع ہے۔ حدیثوں میں تو کسی فصل یا باغ کی فروخت جس کی ابھی پکائی نہ ہوئی ہو حرام ہے کیونکہ اس میں بھی میسر کا عنصر شامل ہو جاتا ہے کہ پتہ نہیں پکنے پر فصل اتنی ہوتی ہے جتنے مال (اندازاً") کی قیمت دی گئی ہے یا اس

Marfat.com

سے بہت کم یا بہت زیادہ ہوتی ہے جو نقصان یا منافع ایک طرح کی قسمت آزمائی یا داؤ ہے۔

پانسے پھینک کر قسمت کا حال معلوم کرنا یا تیروں سے (جو بتوں کے ساتھ رکھے جاتے ہیں) فال نکلوانا یہ بھی اس آیت سے منع ہیں اور مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔

ربا (حقیقی سود)

یہ بھی اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

سورۃ ۲ البقرہ آیت ۲۷۵۔ ۲۷۶ (پارہ ۳)

"جو لوگ ربا کھاتے ہیں وہ نہیں اٹھیں گے روز قیامت مگر ایسے جیسے اس شخص کو باؤلا (پاگل) کر دیا ہو شیطان نے چھو کر۔ یہ حال اس لئے ہوگا کہ وہ کہتے ہیں کہ آخر تجارت بھی ربا کی مثل ہے۔ حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے ربا کو۔ لہٰذا جس کو پہنچ گئی نصیحت اس کے رب کی طرف سے اور وہ باز آگیا تو اس کا ہے جو وہ پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے اور پھر جس نے لیا ربا تو ایسے لوگ تو جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ مٹاتا ہے ربا کو اور بڑھاتا ہے صدقات کو اور اللہ پسند نہیں کرتا کسی ناشکرے گناہگار کو۔"

سورۃ ۳ آل عمران آیت ۱۳۰ (پارہ ۴)

"اے ایمان والو۔ مت کھاؤ ربا دوگنا چوگنا بڑھتا چڑھتا۔ اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

یہ ایک اہم حکم ہے جو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری ایام میں موصول ہوا۔ آج کل کے زمانہ میں اس حکم پر خاصی بحث چھڑی ہوئی ہے کہ ربا

کے معنی سود کے ہیں۔ کیا بنک کا سود بھی ربا میں آتا ہے حالانکہ یہ دوگنا چوگنا نہیں ہوتا اور اگر بنک کا سود حرام ہے تو تجارت اور لین دین کا کاروبار کیسے چلے گا۔ اس کتاب میں اس مسئلہ پر بحث نہیں ہوسکتی ہے مختصرا" عام فہم کی خاطر کچھ باتیں درج کی جاتی ہیں۔ عربی لفظ **ربا** کے اصلی معنی بڑھنے یا اضافے کے ہیں۔ حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ پرانے زمانے میں چھ اشیاء پر ربا لیا اور دیا جاتا تھا جس کو منع کیا گیا ہے۔ کھجوریں، گندم، جو، سونا، چاندی اور دینار۔ مثلا" کسی نے ضرورت کے تحت کھجور یا گندم دس کلو وزن بطور قرض لیں اور پھر اس کو کچھ عرصہ (٦ ماہ یا ایک سال بعد فصل پر) دس کلو کے بجائے ١٢ کلو واپس کیا تو یہ دو کلو اضافہ ربا کہلایا۔ اسی طرح اگر کسی نے سو دینار قرض لئے اور بعد میں اس کو ١٢٠ واپس کرنا پڑے تو ٢٠ دینار ربا ہوا۔ اس سے یہ بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ اس بڑھوتی یا اضافہ کو سود کے معانی میں لیا جاسکتا ہے اور اس میں دوگنے اور چوگنے کی شرط حدیثوں میں درج واقعات سے ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے زیادہ تر علماء نے بنک کے سود کو بھی ربا قرار دے دیا ہے گو کچھ لوگ اس فیصلہ سے متفق نہیں ہیں۔ مگر آج کل ایک نئی بات جو پرانے زمانہ میں نہیں تھی یہ ہے کہ آج کل کاغذی کرنسی کا استعمال ہوتا ہے جب کہ اس وقت کی کرنسی دینار تھا جو کہ چاندی کا ہوتا تھا۔ اگر کاغذ پر کسی لین دین کی شہادت تحریر ہوتی تو اس کو بذات خود ثمن ماننا اس پرانے زمانہ میں نہیں تھا۔ آج بھی کرنسی کے کاغذات کی قیمت اس کے بدلے کی قوت کی (ایکسچینج) وجہ سے ہے۔ یعنی اگر ایک کاغذ (نوٹ) پر دس روپیہ لکھا ہے اور دوسرے کاغذ (نوٹ) پر سو روپیہ لکھا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے نوٹ سے دس روپیہ اور دوسرے نوٹ سے سو روپیہ کے برابر کی اشیاء مثلا" گندم خرید کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اور معاشی پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ کہ فی زمانہ مہنگائی کی وجہ سے اس کرنسی کی قیمت میں کمی بیشی

Marfat.com

ہوتی رہتی ہے اور خاص طور سے غریب ممالک میں تو کرنسی کی قیمت کم ہی ہوتی جاتی ہے۔ مثلاً" ۱۹۹۷ء کے اوائل میں گندم کا بھاؤ ۴ روپیہ کلو تھا اور اب ۱۹۹۸ء کے اوائل میں ساڑھے پانچ روپیہ فی کلو ہے۔ اب مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے پچھلے سال بنک کو ۴۰۰ روپیہ جمع کرنے کو دیئے (یعنی اس روپیہ کی قیمت ۱۰۰ کلو گندم کے برابر تھی) اب ایک سال بعد اس کو بنک نے ۴۰۰ کے بجائے ۴۴۰ دیدیئے یعنی ۴۰ روپیہ زائد دیئے جو بنک سود ہے۔ (آجکل اس کا نام بنک والوں نے منافع رکھا ہوا ہے) مگر اس ۴۴۰ روپیہ کی اصل قیمت ساڑھے پانچ روپیہ فی کلو گندم کے حساب سے صرف ۸۰ کلو گندم کے برابر ہے۔ لہٰذا اس ۴۰ روپیہ زائد بنک منافع کو کس طرح سے اضافہ کہہ سکتے ہیں جبکہ حقیقت میں ملنے والی رقم کی اصل مالیت کم ہوگئی۔ اس طرح کا بنک سود یا منافع ربا کی تعریف میں نہیں آتا ہے۔

اسی وجہ سے میں نے ربا کا ترجمہ حقیقی سود رکھا ہے یعنی اضافہ والا سود یعنی اگر واقعی میں یہ اضافہ ہے۔ (یہ اس طرح ممکن ہوسکتا ہے کہ پچھلے سال بھی گندم کا بھاؤ ۴ روپیہ فی کلو تھا اور اس سال بھی یہی ہے یعنی ۴۴۰ میں اضافہ کے ساتھ سو کلو کے بجائے ۱۱۰ کلو گندم ملے) تو یہ ربا بن جائیگا۔ یہ کام علمائے دین اور حکومت کا ہے کہ جہاں ربا کو سود کے نام سے موسوم کرکے حرام کہتے ہیں وہاں یہ دیکھیں کہ واقعی اضافہ یعنی ربا ہوا یا نہیں۔ اور غریب مسلمانوں کو اپنی چھوٹی چھوٹی بچت کیلئے کہ جس سے ملک میں صنعتیں اور ترقی ہوگی کم از کم نقصان تو نہ دیں اور اس ضمن میں ان لوگوں کا بھی شرعی مقام دیکھیں جو کروڑوں اور اربوں روپیہ بنک کا قرضہ لے کر کھا گئے ہیں اور واپس دینے کا نام تک نہیں لیتے۔ میری رائے میں تو ایسے فراڈیئے مقروض لوگ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۸ کے تحت آتے ہیں۔

"اور نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال ناحق اور نہ پہنچاؤ اس کو حاکموں تک۔ اس غرض سے کہ کھا جاؤ کچھ حصہ لوگوں کے مال کا ناجائز طریقہ سے۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔"

حدیث (بخاری) میں ہے کہ جو کوئی دوسرے کا مال بطور قرض واپس کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ اس کو واپسی کے ذرائع پیدا کر دیتا ہے اور جو کوئی قرضہ اس نیت سے لیتا ہی کہ وہ قرضہ واپس نہ کرے اور قرضہ ہضم کر جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض دار کا نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا جب تک کہ اس کے وارثین نے اس کا قرضہ نہیں اتار دیا۔ قرآن میں سورۃ ۴ النساء آیت ۱۱ (پارہ ۴) میں صاف درج ہے کہ مرنے والے کی جائیداد میں سے پہلے اس کا قرضہ ادا کیا جائے پھر جو وصیت مرنے والے نے کی ہو اس کو دینے کے بعد وارثان میں آیت میں دیئے ہوئے طریق سے جائیداد اور مال بانٹا جائے۔ پاکستان میں بنکوں کے قرضہ کی وصول یابی کے سلسلے سے حکومت کو علماء کا بورڈ بنانا چاہیے۔ جو اس قرآنی حکم کے تحت تمام قرضداروں کی جائیداد میں سے پہلے قرضہ لینے کا بندوبست کریں اور پھر وارثوں میں بقایا تقسیم کروائیں۔

قرآن نے مومن کو اعلیٰ اخلاق کا انسان بنانے کا درس دیا ہے۔ اس سلسلہ میں چند قرآنی احکام اخلاقیات کے مندرجہ ذیل ہیں جو ہر مسلم کو اپنانے چاہئیں۔

غیبت، تمسخر اور ظن

ان تین برائیوں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ غیبت کو زبان کا گناہ کہا گیا ہے اور اس سے بچنے کی بہت تاکید ہے کیونکہ یہ جنت میں داخلے میں ایک زبردست رکاوٹ ہوگی کیونکہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں اس شخص کو مل جائیگی جس کی غیبت کی گئی ہے اور اس طرح وہ اچھے اور نیک اعمال سے خالی ہاتھ

Marfat.com

ہو جائیگا۔

سورۃ ۴۹ الحجرات آیات ۱۱، ۱۲ (پارہ ۲۶)

"یہ ایمان والو۔ مرد مذاق نہ اڑائیں دوسرے مردوں کا کہ ہو سکتا ہے کہ ہوں وہ بہتر مذاق اڑانے والے سے اور عورتیں مذاق نہ اڑائیں دوسری عورتوں کا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہوں بہتر مذاق اڑانے والیوں سے اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ یاد کرو ایک دوسرے کو برے القاب سے۔ بہت برا ہے نام پیدا کرنا فسق میں ایمان کے بعد اور جو باز نہ آئیں گے سو یہی لوگ ظالم ہیں۔

"اے ایمان والو۔ بچے رہو بہت گمان (ظن) کرنے سے۔ بلاشبہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور نہ تجسس کرو اور نہ غیبت کرے کوئی کسی کی۔ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ وہ کھائے گوشت اپنے مردہ بھائی کا۔ ظاہر ہے کہ گھن آئیگی تم کو اس بات سے۔ پس ڈرو اللہ سے۔ یقیناً" اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔"

سورۃ ۱۰ یونس۔ آیت ۳۶ (پارہ ۱۱)

"ان میں سے اکثر لوگ پیروی کرتے ہیں گمان اور قیاس کی۔ حالانکہ گمان پوری نہیں کرتا ضرورت حق کی ذرا بھی۔ بے شک اللہ پوری طرح باخبر ہے ان اعمال سے جو یہ کرتے ہیں۔"

حدیث (طبرانی) ابن عمر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے برابر ہے۔

حدیث (مسلم) ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے۔ سننے والے صحابیوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری وہ بات اپنے بھائی

Marfat.com

کیلئے جو وہ ناپسند کرے غیبت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر وہ بات سچی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ اگر وہ بات اس میں ہو تو بھی یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے تو پھر تو یہ اس پر بہتان ہے جو کہ گناہ عظیم ہے۔

اچھی گفتگو کرنا

اچھی گفتگو کرنا اور برائی کرنے سے پرہیز کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی نصیحت میں سے ہے۔

سورۃ ۲ البقرہ آیت ۲۶۳ (پارہ ۳)

"ایک میٹھا بول اور درگزر کرنا بہتر ہے ایسی خیرات سے جس کے پیچھے ایذا رسانی ہو۔ اور اللہ غنی بھی ہے اور بردبار بھی۔"

سورۃ ۴ النساء آیات ۱۴۸-۱۴۹ (پارہ ۶)

"اللہ بری بات اعلانیہ کرنا پسند نہیں کرتا ہے۔ ماسوائے اس شخص کے جس پر ظلم ہوا ہو اور اللہ ہر بات سننے والا اور ہر بات جاننے والا ہے۔

لیکن اگر تم نیکی کرو اعلانیہ یا پوشیدہ طور پر یا درگزر کرو دوسرے کی برائی سے تو بے شک اللہ بے حد معاف کرنے والا ہے اور پوری قدرت رکھنے والا ہے۔"

سورۃ ۴۱ حم السجدہ۔ آیت ۳۴ (پارہ ۲۴)

"نیکی اور بدی یکساں نہیں ہو سکتی۔ دفع کرو برائی کو ایسے طریقہ سے جو اچھا (نیک) ہو۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہی شخص جس کے اور تمہارے درمیاں عداوت تھی گویا وہ جگری دوست بن گیا ہے۔"

معاف کر دینا

معاف کر دینا اور برائی سے درگزر کرنا ایک بہت اعلیٰ اخلاق ہے اور اللہ نے اس کا بہت بڑا اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

سورۃ ۳ آل عمران۔ آیت ۱۳۴ (پارہ ۴)

"(متقی وہ ہیں) جو خرچ کرتے ہیں خوشحالی میں اور تنگ دستی میں اور غصہ پی جاتے ہیں اور معاف کر دینے والے ہیں لوگوں کو۔ اور اللہ محبوب رکھتا ہے حسن عمل کرنے والوں کو۔

سورۃ ۷ الاعراف۔ آیت ۱۹۹ (پارہ ۹)

"اختیار کرو طریقہ معاف کرنے کا اور تلقین کرو نیک کام کی اور نا الجھو جاہلوں سے۔"

سورۃ ۴۲ الشورۃ آیات ۳۷۔ ۴۰۔ ۴۳ (پارہ ۲۵)

"(اللہ کے ہاں حصہ) اور ان کیلئے بھی جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور جب کبھی ان کو غصہ آجائے تو وہ معاف کر دیتے ہیں۔

برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے مگر جو شخص معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ بلاشبہ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔"

عاجزی اختیار کرنا

اللہ تعالیٰ عاجزی پسند کرتا ہے اور تکبر کو ناپسند کرتا ہے۔ ابلیس

نے جب آدمؑ کو سجدہ کرنے کے حکم ماننے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایک اور موقعہ دیا اور پوچھا کہ تو نے آدمؑ کو سجدہ کیوں نہیں کیا۔ اس وقت بھی اگر ابلیس معافی مانگ لیتا اور عاجزی اختیار کرتا تو راندہ درگاہ نہ ہوتا۔ مگر اس نے تکبر کو اپنایا۔ خاص بات یہ ہے کہ اس نے تکبر اللہ سے نہیں کیا بلکہ آدمؑ سے مقابلہ کا کیا اور اللہ کی حکم عدولی کی۔ لہٰذا مومن کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ کے احکامات کو ماننے میں چوں چرا نہ کی جائے۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے۔ سورۃ ۲۵ الفرقان آیت ۶۳ (پارہ ۱۹)

"اور رحمٰن کے حقیقی بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان کے منہ آتے ہیں تو ان سے سلام کہہ کر چپ سادھ لیتے ہیں۔"

سورۃ ۳۱ لقمان آیت ۱۸، ۱۹ (پارہ ۲۱)

"اور مت پھلاؤ تم اپنے گال لوگوں سے بات کرتے ہوئے اور مت چلو زمین پر اکڑ کر۔ بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اس شخص کو جو خود پسند اور فخر کرنے والا ہو۔ اور اعتدال اختیار کرو اپنی چال میں اور پست رکھو تم اپنی آواز۔ بلاشبہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھے کی آواز ہے۔"

حیا کرنا.

سورۃ ۲۴ النور آیات ۳۰، ۳۱ (پارہ ۱۸)

"کہو مومن مردوں سے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ بے شک اللہ پوری طرح باخبر ہے ان باتوں سے جو وہ کرتے ہیں۔ اور کہو مومن عورتوں سے کہ

Marfat.com

اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی اور نہ ظاہر کریں اپنا بناؤ سنگھار۔ اور اوڑھے رکھیں اپنی چادروں کو اپنے سینے پر اور ظاہر کریں اپنا بناؤ سنگھار صرف اپنے شوہروں کے سامنے یا اپنے باپ کے سامنے یا اپنے خسر کے یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے سوتیلے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں اور بھتیجوں کے سامنے یا اپنی رشتہ دار عورتوں کے سامنے .... اور نہ مار کر چلیں زمین پر اپنے پاؤں اس طرح کہ ظاہر ہو وہ زینت جو انہوں نے چھپا رکھی ہے۔ اور توبہ کرو اللہ کے حضور سب مل کر اے مومنو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

وعدہ اور قسم پورا کرنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی جگہ وعدہ ایفا کرنے پر اور قسم کو پورا کرنے کی تاکید کی ہے۔ البتہ یہ بہت ضروری ہے کہ وعدہ اور قسم کسی برے کام کیلئے نہ ہو اور نہ ہی کسی کو ایذا رسانی کیلئے ہو۔ اگر کسی دباؤ کے تحت ایسا وعدہ کیا ہو یا قسم کھائی ہو تو اس کا توڑنا ہی بہتر ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہو گا۔

سورة ۱۶ النحل۔ آیت ۹۱ (پارہ ۱۴)

"اور پورا کرو اللہ کا عہد جب بھی تم نے اس سے کوئی عہد کیا ہو اور مت توڑو قسمیں ان کو پختہ کرنے کے بعد اور جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو۔ بے شک اللہ جانتا ہے اس کو جو تم کرتے ہو۔"

سورة ۲۳ المومنون آیات ۸ تا ۱۱ (پارہ ۱۸)

"اور وہ جو اپنی امانتوں کا اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں میراث پانے والے۔ جو وارث ہونگے فردوس کے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

Marfat.com

یہی مضمون سورۃ ۷۰ المعارج آیات ۳۲ تا ۳۵ (پارہ ۲۹) میں ہے۔

ازدواجی زندگی کے متعلق قرآنی احکام

شادی نکاح دین اسلام میں ہر بالغ مرد اور عورت کو نکاح کرنے پر زور دیتا ہے تاکہ معاشرہ صاف ستھرا رہے۔ کچھ رشتہ داروں سے شادی نہیں ہوسکتی اس کی تفصیل بھی قرآن کی سورۃ النساء میں دی گئی ہے۔ اسلام میں عورت کی مرضی اور اجازت کے ساتھ ہی شادی ہوسکتی ہے۔ اگر عورت رضا مند نہیں ہے تو شادی زبردستی نہیں کی جاسکتی۔ حدیث (مشکوۃ مصابیح) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ایک آدمی نے شادی کرلی تو گویا اس نے اپنا دین نصف مکمل کرلیا۔ باقی نصف دین تقویٰ اور اللہ سے ڈرنے میں ہے۔

سورۃ ۲۴ النور آیات ۳۲، ۳۳ (پارہ ۱۸)

"اور نکاح کر دیا کرو ان مردوں اور عورتوں کا جو مجرد ہوں تم میں سے .... اور وہ لوگ جو قدرت نہیں رکھتے نکاح کی تو ان کو چاہیے پاک دامن رہیں حتیٰ کہ ان کو اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے ...."

سورۃ ۴ النساء آیات ۱۹، ۲۲ تا ۲۵ (پارہ ۴ اور ۵)

"اے ایمان والو۔ یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم عورتوں کو زبردستی میراث بنا لو .... اور نہ نکاح کرو تم ان عورتوں سے جن کے ساتھ تمہارے باپ نکاح کرچکے ہوں .... حرام کر دی گئی ہیں تم پر تمہاری ماں۔ تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ ماں جس نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور

Marfat.com

تمہاری بیوی کی ماں اور وہ لڑکیاں جو تمہاری ان بیویوں کی اولاد ہوں جن سے تم پہلے مباشرت کر چکے ہو۔ اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں اور حرام کیا گیا ہے کہ دو بہنوں کو جمع کرلو بطور بیویاں .... اور حرام ہیں تم پر شوہر والی عورتیں .... یہ اللہ کا قانون ہے تمہارے لئے۔ اور ان عورتوں کے علاوہ اور عورتیں تم کو حلال ہیں لہٰذا ان کو حاصل کرو اپنا مال خرچ کرکے اپنے نکاح میں نہ کہ بدکاری کی خاطر۔ پھر جو لطف اٹھاؤ تم ان عورتوں سے تو ادا کرو انہیں ان کے مہر بطور فرض۔ اور اس میں کچھ گناہ نہیں ہے کہ بعد مہر مقرر کرنے کے باہمی رضا مندی کے کچھ طے کرلیا جائے۔ (یعنی آدھا مہر بعد میں ادا کرونگا) بے شک اللہ ہر بات کا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔
اور جو تم میں سے قدرت نہ رکھتا ہو کہ کسی آزاد مومن عورت سے نکاح کرسکے تو وہ نکاح کرلے تمہاری غلام کنیز سے جو ایمان والی ہوں۔ اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کا حال۔"

طلاق

شادی کرنے کے بعد پھر کسی عورت کو قید نکاح سے آزاد کر دینے کو طلاق کہتے ہیں۔ ایک حدیث کے مطابق یہ اللہ کے نزدیک بھی ایک ناپسندیدہ عمل ہے مگر بعض حالات میں یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ فریقین علیحدہ علیحدہ ہوجائیں۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۲ (پارہ ۲)

"ان لوگوں کیلئے جو قسم کھا لیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس نہ جانے کی۔ مہلت ہے چار ماہ کی۔ پھر اگر رجوع کرلیں تو بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔
اور اگر ارادہ کرلیں طلاق کا تو بیشک اللہ ہر بات سننے والا اور سب کچھ

Marfat.com

جاننے والا ہے۔ اور طلاق دو بار ہے پھر یا تو روک لیا جائے اچھے طریقہ سے یا رخصت کر دیا جائے بھلے طریقہ سے۔ تم کو یہ جائز نہیں ہے کہ تم جو کچھ ان کو دے چکو ہو اس میں سے واپس لے لو کچھ بھی .... پھر اگر طلاق دی مرد نے بیوی کو (یعنی تیسری بار) تو وہ حلال نہیں ہوگی۔ اس شوہر کیلئے جب تک کہ وہ نکاح نہ کرے کسی اور خاوند سے اور وہ دوسرا خاوند اسے طلاق دے دے تو پھر کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر رجوع کرلیں ایک دوسرے سے (یعنی نیا نکاح کرلیں) بشرط کہ دونوں قائم رکھیں اللہ کی مقرر کردہ حدیں۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جن کو وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ دانشمند لوگوں کیلئے۔

اور جب طلاق دے دو تم عورتوں کو پھر وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو مت روکو ان کو اس بات سے کہ وہ دوبارہ نکاح کرلیں کسی اور سے جبکہ وہ دونوں باہم راضی ہوں۔ اس حکم کے ذریعہ تم سب کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ یہی طریقہ ہے تمہارے لئے نہایت شائستہ اور پاکیزہ۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

حدیث (نسائی) محمود بن بعید نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے بارے میں بتایا گیا کہ اس نے تینوں طلاقیں ایک ساتھ اپنی بیوی کو دیدیں۔ تو رسول اللہ ﷺ غصہ سے کھڑے ہوگئے اور کہا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ عظیم کی کتاب سے کھیلنے لگے جبکہ میں ابھی تم لوگوں میں موجود ہوں۔ اس پر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں۔

فقہ حنفی کے مطابق تین طلاقوں کو ایک ہی دفعہ دے دینے سے طلاق قطعی

ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ ایک نہایت قبیح اور مکروہ طریقہ ہے جو قرآن اور سنت کے احکامات کے خلاف ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دس کوڑے کی سزا دی تھی کہ اس نے اس طرح طلاق دی۔ کچھ دیگر فقہ کے لوگ (مثلاً" شافعی) اس طرح تینوں طلاق غصہ کی حالت میں یکدم دینے کو صرف ایک ہی طلاق مانتے ہیں کیونکہ غصہ عقل کو کھا جاتا ہے اور اس شخص کو یہ بھی ہوش نہیں ہوتا کہ اس نے کیا کہا اور بعد میں تاسف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا منشاء تو یہ نہ تھا اور اس طرح میاں بیوی میں آپس میں صلح صفائی کا راستہ رہ جاتا ہے۔ قرآن کے مطابق ایک طلاق دینے کے بعد آدمی رجوع کرسکتا ہے۔ پھر اگر اس نے کئی سال بعد طلاق دی تو یہ دوسری طلاق تصور ہوگی۔ (پھر سے گنتی شروع نہیں ہوتی ہے) مگر پھر بھی رجوع کا اختیار ہے۔ تیسری دفعہ کی طلاق فائنل ہے۔

عدت

طلاق شدہ عورت کیلئے ایک معیاد مقرر ہے جس میں اسے انتظار کرنا پڑتا ہے تاکہ دوسرے نکاح سے قبل جو کچھ پہلے شوہر کا اس کے شکم میں ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ اور اگر کسی عورت کو شوہر نے ابھی نکاح کے بعد ہاتھ نہیں لگایا اور طلاق دیدی تو اس عورت کیلئے کوئی عدت مقرر نہیں ہے۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۲۲۸ اور ۲۳۴ (پارہ ۲)

"اور طلاق یافتہ عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک اور ان کو یہ جائز نہیں کہ وہ چھپائیں جو کچھ اللہ نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے۔ ....

اور جو لوگ مرجائیں اور چھوڑ جائیں بیویاں تو وہ روکے رکھیں اپنے آپ کو چار مہینہ اور دس دن پھر جب پوری کرچکیں اپنی عدت تو تم پر کچھ گناہ نہیں اگر وہ اپنے حق میں کوئی اقدام کریں (یعنی نکاح

Marfat.com

کرلیں) دستور کے مطابق۔ اور اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔"

سورۃ ۳۳ الحزاب آیت ۴۹ (پارہ ۲۲)

"اے ایمان والو۔ جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے پھر طلاق دو ان کو اس سے پہلے کہ تم ان کو ہاتھ لگاؤ تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہے جسے تم ان سے پورا کرواؤ۔ لہٰذا تم ان کو کچھ مال دے دو اور بھلے طریقہ سے رخصت کردو۔"

شوہر اور بیوی کے مابین اختلافات

اللہ تعالیٰ نے چونکہ مومن پر نکاح فرض کیا ہے لہٰذا وہ یہی چاہتا ہے میاں بیوی کا آپس میں باہمی خوشی کا رشتہ برقرار رہو تاکہ صحیح کنبہ اور اولاد کی پرورش ہو۔ پھر کسی وجہ سے اگر آپس میں ناچاقی ہو جائے تو ہر شخص کو کسی طرح ناچاقی کو ختم کروانے کی کوشش کرنا چاہیے تاکہ کنبہ خراب نہ ہو اور طلاق تک نوبت نہ پہنچ جائے۔

سورۃ ۴ النساء آیت ۳۵ (پارہ ۵)

"اگر تم کو میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو مقرر کرو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے۔ اگر وہ دونوں چاہیں گے اصلاح احوال تو اللہ موافقت پیدا کردے گا ان دونوں کے درمیان۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور ہر بات سے باخبر ہے۔"

سورۃ ۲۴ النور۔ آیات ۶ تا ۹ (پارہ ۱۸)

"اور جو لوگ اپنی بیوی پر الزام لگائیں اور کوئی گواہ نہ ہو ان کے پاس تو گواہی اس طرح ہے کہ وہ چار مرتبہ شہادت دے اللہ کی قسم کھا کر کہ وہ بے شک (اپنے الزام لگانے میں) سچا ہے۔ اور پانچویں بار کہے کہ لعنت اللہ کی اس پر اگر وہ جھوٹا

ہو۔

اور ٹل جائیگی عورت سے سزا اس طرح کہ وہ گواہی دے چار شہادتیں اللہ کی قسم کھا کر کہ بے شک وہ (شوہر) جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اللہ کا غضب ہو اس عورت پر اگر مرد سچا ہو۔"

وراثت اور وصیت

دین اسلام میں اللہ نے وارثوں کے حصہ جات مقرر کر دیئے ہیں تاکہ تمام حق داروں کو ان کا حق ملے۔ ان حصہ جات کی تفصیل سورۃ النساء میں آیات ۲ اور ۱۳ میں درج ہے۔ چونکہ یہ حصہ جات پیچیدہ اور طویل ہیں۔ لہٰذا ان کو کسی عالم فقہی سے معلوم کرلینا چاہیے۔ اسی وجہ سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں وصیت نہیں ہے۔ دراصل اسلام میں وصیت محدود طریق کی ہے۔ یعنی اللہ کے مقرر کردہ حصہ جات میں کمی بیشی نہ کی جائے۔ بلکہ وصیت ان لوگوں کیلئے (مناسب اور معقول حصہ دولت کی) کی جائے جن کو وراثت میں حصہ نہیں مل رہا ہے۔ سورہ البقرہ کی آیات ۱۸۰ تا ۱۸۲ اس کے متعلق ہیں۔ اگر ان کی کفالت مرحوم کی ذمہ تھی۔ مثلاً" کسی یتیم کی پرورش جو نادار ہے اور کنبہ کا حصہ ہے۔ اس میں وہ پوتے نواسے بھی آجاتے ہیں جن کے والد یا والدہ مرحوم کے مرنے سے قبل ہی مر گئے ہوں یا بوڑھے والدین جن کی اپنی جائیداد نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ دوسرے بیوہ بی بی کیلئے کم از کم ایک سال کا کھانے کے انتظام کی وصیت بھی کرنا احسن ہے۔ وصیت کے متعلق بہت سی حدیثیں ہیں جو وراثت کے اسلامی قانون کی کسی مستند کتاب میں مل سکتی ہے۔ یہ کتاب تمام تفاصیل کی متحمل نہیں ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

لباس اور چادر

اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے لباس کا بھی تذکرہ قرآن میں کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے احکام میں ستر کا ڈھکا رہنا بہت ضروری ہے۔ آدمی کا ستر اس کی ناف سے لے کر نیچے گھٹنے تک ہے۔ یعنی یہ حصہ ضرور ڈھکا رہے۔ اگر ستر کھلا ہو تو نماز بھی نہیں ہوتی ہے اور شافعی فقہ کے مطابق دیکھنے والے کا وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

عورتوں کا ستر ان کی گردن سے لے کر پیر کے ٹخنے تک اور ہاتھ' کلائی تک ہے۔ دین اسلام کی رو سے عورت کو ایسا لباس پہننا جس میں گلے سے نیچے کا حصہ نظر آئے یا بازو نظر آئیں یا ساڑھی کا بلاؤز ایسا پہننا جس سے پیٹ کا حصہ ننگا نظر آئے بالکل منع ہے۔ ایسے لباس میں نماز نہیں ہو سکتی ہے۔

سورۃ ۷ الاعراف آیت ۲۶ (پارہ ۸)

"اے اولاد آدمؑ۔ یقیناً ہم نے اتارا تمہارے لئے لباس کہ چھپائے تمہارے جسم کے قابل شرم حصے اور لباس ذریعہ ہے تمہارے حفاظت اور زینت کا۔ اور تقویٰ کا لباس تو سب سے بہتر ہے۔ یہ نشانیوں میں سے ہے اللہ کی شاید کہ لوگ نصیحت پکڑیں۔"

سورۃ ۲۴ النور آیت ۳۱ (پارہ ۱۸)

"اور کہو مومن عورتوں سے کہ نیچی رکھیں اپنی نظریں اور حفاظت کریں اپنی شرم گاہوں کی اور ظاہر نہ کریں اپنا بناؤ سنگھار۔ اور مارے رکھیں بکل اپنی چادروں کے اپنے سینے پر ...."

سورۃ ۳۳ الاحزاب آیت ۵۹ (پارہ ۲۲)

"اے نبیؐ کہو۔ اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہ وہ اوڑھ لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادر کے پلو۔ یہ زیادہ

Marfat.com

مناسب طریقہ ہے.........."

منافقت

قرآن میں منافقت کو بہت ہی برا کہا گیا ہے اور منافق لوگوں کو کافر کا درجہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو ہم لوگوں کیلئے پسند کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ یعنی تمام احکامات کی تعمیل کرو۔ یہ نہ ہو کہ کچھ حکم تو مانے جائیں اور کچھ کی جان بوجھ کر خلاف ورزی کی جائے یا ان کو مانا ہی نہ جائے۔ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر اللہ کے کچھ احکامات کو نہ مانے یا اس کا مذاق اڑائے تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات سخت ناپسند ہے اور اس حالت کو اس نے منافقت کی بیماری کہا ہے اور ایسے لوگوں کو منافق کہا ہے۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۸ تا ۱۴ (پارہ ۱)

"اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر۔ حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ دھوکہ بازی کر رہے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں لیکن ان کو اس کا شعور نہیں ہے۔

ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے۔ اللہ نے ان کا مرض اور بڑھا دیا اور ان کیلئے درد ناک عذاب ہے۔ اس جھوٹ کے بدلے جو وہ بولتے ہیں اور جب کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ برپا کرو تو کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

خبردار۔ حقیت میں یہی لوگ بیوقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔

اور جب ملتے ہیں ایمان والوں سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب ملتے ہیں علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں۔ ہم تو ان سے محض مذاق کر رہے ہیں۔ اللہ

Marfat.com

مذاق کر رہا ہے ان سے کہ ان کو مہلت دیئے جا رہا ہے اور وہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹک رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خریدی ہے گمراہی ہدایت کے بدلے میں۔ سو نہ تو نفع دیا ان کی تجارت نے اور نہ وہ ہدایت پانے والے ہوئے۔"

سورۃ ۲ البقرہ آیت ۲۰۸ (پارہ ۲)

"اے ایمان والو۔ داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور نہ چلو شیطان کے نقش قدم پر۔ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

سورۃ ۹ توبہ آیات ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۲، ۶۴، ۶۷، ۶۸ (پارہ ۱۰)

"...... اور نہیں آتے وہ نماز کیلئے مگر سستی اور کاہلی سے اور نہیں خرچ کرتے (اللہ کی راہ میں) مگر بادل نخواستہ۔ تعجب میں نہ ڈالے تم کو ان کی مال اور دولت اور نہ ان کی اولاد۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے اپنی چیزوں کی وجہ سے دنیاوی زندگی میں ہی اور نکلے ان کی جان ایسی حالت میں کہ وہ کافر ہو۔

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ یقیناً تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں ...... اور قسمیں کھاتے ہیں یہ اللہ کی تمہارے سامنے تاکہ راضی کریں تمہیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ حقدار ہیں اس بات کے کہ یہ راضی کریں ان کو اگر یہ مومن ہیں۔ ڈر رہے ہیں یہ منافق اس بات سے کہ کہیں نازل ہو جائے مسلمانوں پر ایسی سورۃ جو باخبر کر دے ان کو ان رازوں سے جو ان منافقوں کے دلوں میں ہیں۔ کہدو تم مذاق اڑاؤ۔ بے شک اللہ کھول کر رہیگا ان باتوں کو جن سے تم ڈرتے ہو۔

Marfat.com

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنا ہاتھ روک لیتے ہیں (خیرات سے)۔ بھلا دیا ہے انہوں نے اللہ کو سو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا۔ درحقیقت منافق ہی سرکش ہیں۔

وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں سے اور منافق عورتوں سے اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہی ان کیلئے موزوں ہے اور ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان لوگوں کیلئے وہی ہمیشہ قائم رہنے والا عذاب ہے۔"

سورۃ ۹ توبہ آیات ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۹ (پارہ ۱۰)

"اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو مال و دولت عطا فرمائے گا اپنے فضل سے تو ہم ضرور خوب خیرات کریں گے اور ہم ضرور صالح بن کر رہیں گے۔ پھر جب عطا کیا انہیں اللہ نے اپنا فضل سے مال و دولت تو وہ بخل پر اتر آئے اور پھر گئے اپنے عہد سے روگردانی کرتے ہوئے۔ سو سزا دی ان کو اللہ نے کہ ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اس دن تک کیلئے جب وہ حاضر ہونگے اللہ کے حضور ....

یہ لوگ طعنہ زنی کرتے ہیں ان پر جو برضا و رغبت صدقات دیتے ہیں مومنوں میں سے ان کے صدقات کے بارے میں۔ اور ان پر بھی جو صرف اپنی محنت مزدوری کی کمائی رکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں یہ ان کا (غریبی کا اور صدقات نہ دینے کا) اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔"

سورۃ ۶۳ المنافقون۔ آیات ۱ تا ۴ (پارہ ۲۸)

Marfat.com

"(اے نبیؐ) جب تمہارے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپؐ ضرور اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ بلاشبہ تم اللہ کے رسولؐ ہو اور اللہ یہ گواہی بھی دیتا ہے کہ یہ منافق ہیں اور جھوٹے ہیں۔

بنا رکھا ہے انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال اور اس طرح روکتے ہیں یہ اللہ کی راہ سے۔

یقیناً بہت ہی بری حرکتیں یہ کر رہے ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل اس وجہ سے ہے کہ یہ پہلے ایمان لائے پھر کفر کیا تو اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی سو یہ کچھ نہیں سمجھتے۔

اور جب دیکھو تم ان کو بڑے اچھے لگیں گے تم کو ان کے جسم اور اگر بات کریں تو تم سنتے ہی رہ جاؤ ان کی باتیں وہ آدمی نہیں ہیں بلکہ ایسے ہیں گویا کہ وہ لکڑی کے کندے ہوں جو دیوار کے ساتھ چن دیئے گئے ہوں۔ سمجھتے ہیں یہ ہر زور کی آواز کو اپنے خلاف۔ یہی حقیقی دشمن ہیں لہٰذا تم ان سے بچ کر رہو۔ ان پر اللہ کی مار یہ کدھر الٹے پھرے جا رہے ہیں۔"

Marfat.com

دین اسلام - قرآن کی روشنی میں

باب پنجم

روح کی بالیدگی

اب ہم قرآن کے ان احکامات اور اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کی طرف آتے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے روح متاثر ہوتی ہے اور اس کا خاص ثواب ہے۔ اور یہ تمام عمل آہستہ آہستہ انسان کی روح کی ارتقاء کرتے ہیں اور اس کو جنت کا صحیح اور یقینی حق دار بنا دیتے ہیں۔ اس میں سب سے پہلے صبر آتا ہے جن کے فوائد دنیاوی معاملات میں بھی اچھے طور سے اثر انداز ہوتے ہیں۔

صبر

اللہ تعالیٰ نے مومن کو صبر کرنے کی تلقین بار بار قرآنی آیاتوں میں کی ہے کیونکہ یہ بہت ہی اچھی خوبی ہے جو مومن کی شان بڑھاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو نصف ایمان کا درجہ دیا ہے اور جنت کا خزانہ کہا ہے۔ قرآن میں تقریباً ۷۰ جگہ صبر کا ذکر ہے اور اکثر جگہ اس کا تذکرہ نماز کے ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔

سورۃ ۲ البقرہ آیات ۴۵، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۷ (پارہ ۱ اور ۲)

"مدد لو صبر سے اور نماز سے اور بے شک یہ بہت گراں ہے سوائے ان بندوں کے جن کے دلوں میں ڈر اور عاجزی ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مدد لو صبر سے اور نماز سے۔ بے شک

Marfat.com

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور ہم ضرور آزمائیں گے۔ تم کو
کسی قدر خوف سے اور بھوک سے اور مال و جان اور آمدنی کے
نقصان سے۔ اور خوشخبری دو صبر کرنے والوں کو کہ جب ان کو کوئی
مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور
بے شک ہمیں اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔
یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر عنایتیں اور رحمتیں ان کے رب کی ہیں اور
یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

سورۃ ۳ آل عمران آیت ۱۸۶ (پارہ ۴)

"البتہ آزمائے جاؤ گے تم ضرور اپنے مال اور جانوں کے معاملے میں
اور البتہ سنو گے تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے
پہلے اور ان لوگوں سے بھی جو مشرک ہیں بہت سی تکلیف دہ باتیں۔
اور اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو بے شک یہ بڑے حوصلہ
کا کام ہے۔"

سورۃ ۲۹ العنکبوت آیات ۵۸، ۵۹ (پارہ ۲۱)

"......... کیا ہی اچھا ہے اجر نیک عمل کرنے والوں کا اور یہ وہ
لوگ ہیں جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔"

صبر کے اصلی معنی اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام ماننے پر ثابت قدم رہنا
ہیں اور اس سلسلہ میں اپنی نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرنا ہیں۔ اس طرح اگر کوئی
تکلیف پہنچے اور اس کو اللہ کی رضا سمجھ کر آدمی برداشت کرے تو یہ بھی صبر کہلاتا
ہے۔ صبر کرنے کی عادت سے انسان کو غصہ پر بھی قابو کرنا آجاتا ہے۔ ایک
مومن کو اپنی تمام زندگی میں صبر کرنے کی ضرورت رہتی ہے۔ جیسا کہ سورہ البقرہ

Marfat.com

میں لکھا ہے جب اللہ تعالیٰ مومن کو خوف اور بھوک سے آزماتا ہے تو اس کو صبر کرنا پڑتا ہے اور جب وہ مال و دولت اور اولاد سے آزمایا جاتا ہے (سورۃ ال عمران) تو بھی اس کو صبر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اپنے نفس پر قابو رکھنے کو جہاد اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں بہت صبر کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر مومن کو کوئی نقصان کوئی دوسرا انسان پہنچائے اور وہ اس کا بدلہ لینے کی بجائے معاف کرنا چاہے تو یہ بھی بغیر صبر کے نہیں ہوتا بلکہ صبر کا اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ شہوت اور ہوائے نفس کا قلع قمع ہو جائے اور اس سے دین پر ثبات اور بقا نصیب ہو۔ اور انہی صابر لوگوں کے نفس کو نفس مطمئنہ کے خطاب سے اللہ نے بشارت دی (سورۃ فجر) کہ تو اللہ سے راضی اللہ تجھ سے راضی اور دخل ہو جا میرے خاص بندوں میں جنت میں۔

شکر

اللہ تعالیٰ نے مومن کی شان یہ بتائی ہے کہ وہ ہر نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

سورۃ ۷ الاعراف آیت ۵۸ (پارہ ۸)

"اور اچھی زمین سے اگتے ہیں پھل اور پھول تمہارے رب کے حکم سے۔ اور زمین خراب ہوتی ہے تو اس میں سے سوائے ناقص پیداوار کے کچھ نہیں نکلتا۔ اس طرح بار بار ہم اپنی نشانیاں پیش کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو شکر گزار بننا چاہیں۔"

سورۃ ۱۴ ابراہیم آیت ۷ (پارہ ۱۳)

"اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر تم شکر

Marfat.com

گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے۔"

سورۃ ۱۶ النحل آیت ۱۴ (پارہ ۱۴)

"اور وہی تو ہے جس نے مسخر کر رکھا ہے سمندر کو تاکہ تم کھاؤ اس میں سے گوشت ترو تازہ اور نکالو تم اس میں سے سامان زینت جسے تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کشتیوں کو کہ چلتی ہیں وہ پانی کو چیرتی ہوئی اور اس لئے بھی کہ تم تلاش کرو اس کا فضل (اپنا معاش) تاکہ تم شکر گزار بنو۔"

سورۃ ۲۳ المومنون آیت ۷۸ (پارہ ۱۸)

"اور وہی تو ہے جس نے بنائے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل و دماغ۔ مگر تم کم ہی شکر گزار ہوتے ہو۔"

سورۃ ۲۵ الفرقان آیت ۶۲ (پارہ ۱۹)

"اور وہی ہے جس نے رات دن کو بنایا کہ ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا۔ اس میں نشانی ہے ہر شخص کیلئے جو سبق لینا چاہے اور شکر گزار بنا چاہے۔"

سورۃ ۲۷ النمل آیت ۷۳ (پارہ ۲۰)

"اور بے شک تیرا رب بڑا فضل فرمانے والا ہے لوگوں پر لیکن ان میں سے اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔"

سورۃ ۳۱ لقمان آیت ۱۲ (پارہ ۲۱)

"اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی تاکہ شکر بجا لاؤ اللہ کا۔ اور جو شکر ادا کرتا ہے تو در حقیقت اپنے ہی فائدہ کیلئے شکر کرتا ہے۔

Marfat.com

اور جو ناشکری کرتا ہے تو بلاشبہ اللہ بے نیاز ہے اور لائق حمد و ثنا ہے۔"

انسان کو اللہ کا شکر ویسے تو ہر بات پر کرنا چاہیے مگر ان تین وجہ سے تو ضرور شکر ادا کرنا ضروری ہے۔

۱۔ اس نے ہم کو ایسی چیزیں دیں جن کو استعمال کر کے ہم محظوظ ہوتے ہیں مثلاً" آنکھیں دیکھنے کو اور کان سننے کو۔

۲۔ اس نے ہم کو نعمتوں سے نوازا جن سے ہم خوش ہوتے ہیں اور اس کے حکم کی بجا آوری کرتے ہیں۔ مثلاً" مال دولت جس کو ہم خود بھی اپنی خوشی کیلئے استعمال کرتے ہیں اور غریبوں کو زکوٰۃ اور خیرات دے کر اللہ کا حکم مانتے ہیں۔

۳۔ سب سے اہم وجہ شکر ادا کرنے کی یہ ہے کہ اس کی عطا شدہ نعمتوں سے ہم اللہ کو راضی کرسکتے ہیں۔ مثلاً" آنکھوں کو قرآن کی تلاوت اور کائنات کو دیکھنے اور غور کرنے کیلئے استعمال کریں۔ زبان کو اللہ کی ثنا اور عبادت کیلئے اور والدین سے نرم کلام کرنے کیلئے استعمال کریں۔ شکر کا درجہ کمال یہ ہے کہ اللہ جو بھی رحمت فرما دے مومن اس پر اس وجہ سے خوش ہو کہ یہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے اور اس سے اطمینان قلب نصیب ہو اور یاد الٰہی میں اعانت حاصل ہو۔

توبہ

گو ہر مومن مسلمان اپنی سی کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی بجا آوری کرے اور سنت رسول پر عمل کرے۔ مگر فی زمانہ ملک میں معاشی بدحالی

Marfat.com

کی وجہ سے اکثر اوقات اللہ کے احکام کی بجا آوری میں کمی اور سستی ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی گناہ بھی سرزد ہو جاتے ہیں۔ اس کیلئے اللہ نے قرآن میں توبہ کے ذریعہ معاف کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانو تم اللہ کی طرف رجوع کرو بے شک وہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ گناہ عمداً" اور اراداتاً" نہ کئے جائیں بلکہ سہواً" ہوں تو اللہ معاف کر دیگا۔

سورۃ ۴ النساء آیات ۱۷، ۱۸ (پارہ ۴)

"درحقیت توبہ کا حق اللہ کے حضور میں صرف انہی لوگوں کو ہے جو نادانی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں اور پھر توبہ کرلیتے ہیں جلد ہی۔ سو یہ لوگ ہیں جن کی اللہ توبہ قبول کرلیتا ہے اور اللہ باخبر اور بڑی حکمت والا ہے۔

اور توبہ ان لوگوں کیلئے نہیں ہے جو گناہ پر گناہ کئے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ جب سامنے موت آ کھڑی ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔ اور نہ توبہ ان لوگوں کیلئے ہے جو کافر ہونے کی حالت میں مرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نے ان کیلئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

سورۃ ۱۱ ہود آیت ۹۰ (پارہ ۱۲)

"اور معافی مانگو تم اپنے رب سے۔ پھر پلٹ آؤ اسی کی طرف۔
بے شک میرا رب مہربان اور بہت محبت کرنے والا ہے۔"

سورۃ ٦٦ التحریم۔ آیت ۸ (پارہ ۲۸)

"اے ایمان والو۔ توبہ کرو اللہ کے حضور خالص توبہ۔ کچھ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم سے تمہاری برائیاں (گناہ) دور فرما دے اور تم کو

ایسی جنتوں میں داخل کرے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی۔ اس دن جب اللہ نبی کو رسوا نہیں کرے گا اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ۔ ان کا نور دوڑ رہا ہوگا ان کے آگے آگے اور دائیں جانب اور وہ کہہ رہے ہونگے اے ہمارے رب مکمل کردے ہمارے لئے ہمارا نور اور درگزر فرما ہم سے۔ یقیناً تو ہر بات پر پوری قدرت رکھتا ہے۔"

جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب پر اس کا اثر ہوتا ہے اور زیادہ گناہ کرنے سے اس پر سیاہی غالب آنے لگتی ہے اور نور معرفت ماند پڑ جاتا ہے بلکہ بعض حالات میں تو ختم ہو جاتا ہے۔ سچی توبہ کرنے سے قلب کی سیاہی صاف ہونے لگتی ہے اور نور معرفت کی شعاعیں پھیلنے لگتی ہیں۔ سچی توبہ سے خوف اور ندامت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور انسان اس گناہ کی تلافی کرنے کا سوچتا ہے اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے کہتا ہے کہ تم توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اس وجہ سے ہر انسان پر توبہ واجب ہے۔ دراصل انسان کے ضمیر میں مندرجہ ذیل چار قسم کی صفات بھی شامل ہیں۔

اول حرص و شہوت اور فسق و فجور۔ جو کہ بہائم چوپایوں کی خصلت ہے۔

دوئم غصہ و حسد اور بغض اور عداوت۔ جو کہ درندوں کی خاصیت ہے۔

سوئم مکرو فریب اور دھوکہ دہی و مکاری۔ جو شیطانی اخلاق ہے۔

چہارم کبر و نخوت و تفاخر، حکمرانی، شان و شوکت کا مادہ۔ یہ سب ربوبیت کی صفات ہیں۔

ان چاروں خصائل کا اپنے وقت اور موقع پر غلبہ اور اثر ظاہر ہوتا ہے۔ سب سے پہلے زمانہ طفولیت (بچپن) میں جانوروں کی خصلتیں غلبہ کرتی ہیں اور

Marfat.com

انسان اکثر حرص اور شہوت میں گویا چوپایہ بن جاتا ہے۔ جب جوانی کا زمانہ آتا ہے تو درندوں کی خصلت غالب آتی ہے ایک دوسرے پر حسد کرتا ہی اور باہمی عداوت پیدا ہوتی ہے۔ کسی ذرا سی بات پر غصہ سے مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ پھر جب پورے شباب پر ہوتا ہے تو جانوروں اور درندوں کی خصلت کی وجہ سے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے شیطانی صفات سے مدد لیتا ہے یعنی دھوکا اور فریب کرتا ہے۔ کبھی غصہ کرکے پھر مکاری اور جعل سازی اختیار کرتا ہے۔ غرض اس وقت انسان مجسم شیطان بن جاتا ہے اور پھر جب اس کو اپنی خواہشات پوری ہوتی نظر آتی ہیں تو تکبر پیدا ہوتا ہے اور حکمرانی کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ چاہتا ہے کہ ہر شخص اس کی بڑائی اور کمال کا معترف ہو۔ غرض فرعونیت ذہن میں سما جاتی ہے۔ جب ان چاروں خصلتوں کا ظہور ہو لیتا ہے تو عقل کی قندیل اسے راہ دکھانے کی کوشش کرتی ہے۔ اس عقل کی قندیل میں اگر ایمان کا چراغ روشن ہوتا ہے تو اس کو برے بھلے کی تمیز اور نیک اور بد میں امتیاز سمجھنے کی صلاحیت آتی ہے۔ اس قندیل عقل اور مشعل ایمانی کا نور چالیس سال کی عمر میں اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

پس جب یہ نور نظر آتا ہے تو گویا انسان کا قلب ایک میدان جنگ کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ ظلماتی لشکر یعنی چار خصائل مذکورہ کی اس نور ایمان سے جنگ ہوتی ہے۔ اس وقت توبہ ہی نور ایمان کو اللہ کا لشکر بن کر مدد دیتی ہے اور انسان شیطانی گروہ کو پسپا کر دیتا ہے اور اس کی طبیعت مہذب بن جاتی ہے۔ اسی لئے امام غزالیؒ نے نور عقل کا دوسرا نام توبہ کہا ہے۔ (دیکھو احیائے العلوم) اسی وجہ سے تمام انسانوں اور خصوصاً ایمان والو کو بھی توبہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ اگر انسان گناہ نہ بھی کرے تو بھی اس کو توبہ استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ کیونکہ عین اغلب

Marfat.com

ہے کہ بہت سے اوقات میں انسان یاد الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب بھی اپنے رب کو بھولو تو فوراً یاد کرلو۔ اس لئے غفلت سے یاد کی طرف پلٹنے کی ضرورت ہوئی اور توبہ لازم ہوئی۔ اس بنا پر نیک اور بزرگ لوگ ہر وقت توبہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔ تمام انبیاء بھی استغفار کرتے تھے۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ دن میں ستر ۷۰ دفعہ استغفار کہتے تھے۔

سورۃ ۲۱ الانبیاء آیات ۸۷، ۸۸ (پارہ ۱۷)

"اور ذالنون (مچھلی والے یعنی حضرت یونسؑ) جب چلے گئے تھے ناراض ہوکر اور انہیں خیال ہوا تھا کہ ہم نہ گرفت کریں گے اس پر۔ آخر کار پکارا وہ اندھیروں میں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے اور پاک ہے تیری ذات۔ بے شک میں ہی قصوروار تھا۔ پس ہم نے قبول کرلی اس کی دعا اور نجات بخشی اسے غم سے اور اس طرح ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو۔"

مومن کو اپنی روحانی ارتقا کیلئے پہلے قدم پر روزانہ کم از کم ایک تسبیح (سو دفعہ) استغفار کی پڑھنا چاہیے۔ **استغفراللہ ربی من کل ذ نب و اتوب الیہ۔**

توبہ کرنے سے غفلت ٹھیک نہیں ہے۔ دراصل غفلت اور ہوائے نفس ایسا مہلک باطنی مرض ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ کی معصیت اور گناہ کے کام پر اصرار کرنے لگتا ہے۔ بعض اوقات گناہ کو صغیرہ سمجھ کر اس کو کرتا رہتا ہے۔ یاد رکھو کہ بار بار گناہ صغیرہ کرنے سے وہ بھی گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ غفلت کا مرض اس لئے بھی بڑھ جاتا ہے کہ انسان کو یہ مرض بظاہر نظر نہیں آتا ہے۔ دوسرے اس کا انجام فوری طور سے اکثر اس دنیا میں نہیں ملتا۔ اور تیسرے فی زمانہ باطنی

Marfat.com

طبیب بھی اب مفقود ہوگئے ہیں۔ پہلے زمانہ کے علماء شریعت کے ساتھ باطنی مرض کے بھی طبیب تھے۔ (اب تو اکثر پیر دکھاوے کے ہی رہ گئے ہیں) آج کل اکثر علماء تو خود دنیا اور مال دنیا کی مہلک مرض میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ وہ دوسروں کا علاج کیسے کر سکیں گے۔

توبہ میں سستی اور دیری کرنے کی بھی کئی وجہ ہیں۔ اول نفس کو اپنی مرغوب خواہشوں اور لذتوں میں مزہ آتا ہے۔ لہٰذا اس کا چھوڑنا ناگوار گزرتا ہے۔ مگر سوچنا چاہیے کہ جب کسی جسمانی بیماری مثلاً" نزلہ زکام میں ڈاکٹر کے کہنے سے ٹھنڈا پانی اور آئس کریم کھانا چھوڑ دیتے ہیں جو کہ نفس کو مرغوب ہیں تو پھر اللہ کے حکم کو چھوڑنا اور توبہ میں دیر کرنا کہاں درست ہے۔ دوسرے انسان یہ سمجھتا ہے کہ ابھی خاصی عمر پڑی ہے کل توبہ کرلیں گے اور کل کبھی آتی نہیں ہے اس کے لئے یہ سوچنا چاہیے کہ موت کا ہمیں علم نہیں ہے کہ کب آجائے شاید کل ہی ہماری زندگی کا آخری دن ہو تو اس لئے توبہ آج ہی کرلینا چاہیے۔ تیسری وجہ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ بڑا غفور و رحیم ہے اور ہمیں معاف کردے گا اور بخش دے گا۔ یہ نفس کی مکاری ہے اور شیطان کا اس پر غلبہ ہے کہ یہ خیال آتا ہے۔ جب ہم کسی انسان کے متعلق وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ اب وہ ایسا کرے گا یا ہم کو معاف کردے گا تو اللہ تعالیٰ کے معاملہ کو ہم کس طرح جان سکتے ہیں جبکہ ہم اس کا بتایا ہوا توبہ کا طریقہ معاف کرنے کیلئے نہیں اپناتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ سستی کی وجہ یہ ہے کہ ہم کو معاذ اللہ قیامت کے آنے میں یا آخرت کے پیش ہونے میں شک و شبہ ہے تو پھر انسان ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور کفر میں مبتلا ہوگیا۔

توبہ گو ضروری ہے مگر یہ وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دل میں اللہ کا خوف

Marfat.com

ہو اور وہ تقویٰ اختیار کئے ہوئے ہوں مگر متقی ہونے کیلئے حب دنیا اور مادہ پرستی چھوڑنا ہوگی۔ لہٰذا ہم پہلے مادہ پرستی کے بارے میں بتائیں گے اور پھر تقویٰ کے بارے میں۔

مادہ پرستی - حب دنیا

حلال روزی کمانا اور اس سے دولت کا جمع ہو جانا گناہ نہیں ہے بلکہ یہ احسن ہے کیونکہ اس میں سے زکوٰۃ دینے کا فرض ادا ہوتا ہے اور اسی طرح جہاد میں مالی امداد (ہتھیاروں کی خریداری وغیرہ) سے حصہ لیا جاسکتا ہے۔ لیکن اپنی ضرورت سے زیادہ دولت جمع کرنے میں روحانی ارتقا میں رکاوٹ ہوتی ہے کیونکہ عام انسان اس دولت کو اکثر نفسانی خواہشات اور شہوانیت کو پورا کرنے میں استعمال کرتا ہے اور اس طرح وہ گناہ میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اپنی صرف ایسی خواہشات کو ہی پورا کرتا ہے جن سے گناہ لازم نہیں آتا ہے تو بھی اس کا نفس عیش و آرام کی زندگی کا عادی بن جاتا ہے اور جب اس کے پاس دولت نہیں رہتی تو عین اغلب ہے کہ وہ کسی نہ کسی غلط طریقہ سے بھی دولت حاصل کرے گا تاکہ اس کی آسائش اور آرام کی زندگی برقرار رہے۔ اور زائد دولت اکٹھا ہونے کا سب سے زیادہ نقصان یاد الٰہی میں رکاوٹ ہے۔ کیونکہ ایسا شخص پہلے تو دولت کے کمانے میں زیادہ وقت دے گا اور یاد الٰہی کیلئے کم وقت ہوگا پھر اس دولت کی حفاظت میں بھی سرگرداں رہے گا اور جو لوگ اس کے پاس سوالی آئیں گے ان میں سے اکثر کو جھڑکے گا۔ اس لئے وہ مومن جو اللہ کے نزدیکی چاہتے ہیں زیادہ مال جمع نہیں کرتے۔ سادہ کھانا کھاتے ہیں سادہ کپڑے پہنتے ہیں۔ بہت سے علماء دین نے لکھا ہے کہ مومن کے پاس زیادہ سے زیادہ ایک سال کے

Marfat.com

رہنے کے اخراجات کے برابر دولت جمع ہونی چاہیے اس سے زیادہ نہیں۔ مال و دولت جمع کرنے سے بخل کی بھی عادت پڑ جاتی ہے اور پھر انسان خیرات کرنے سے جی چراتا ہے۔

سورۃ ۱۱ ہود آیات ۱۵، ۱۶ (پارہ ۱۲)

"جو کوئی چاہتا ہے دنیا کی زندگی اور اس کی رونق اور شان تو ہم ان کو پورا پورا بدلہ ان کے اچھے اعمال کا اسی دنیا میں دے دیتے ہیں اور ان کے ساتھ اس میں ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی مگر یہی لوگ ہیں کہ جن کیلئے آخرت میں کچھ نہیں ہے سوائے جہنم کے اور جو انہوں نے اس دنیا میں بنایا تھا وہ یہاں ہی برباد ہوگیا اور ضائع ہوگئے ان کے وہ سب اعمال اچھے جو وہ کیا کرتے تھے۔"

سوۃ ۱۰۴ الھمزۃ آیات ۱ تا ۶ (پارہ ۳۰)

"تباہی ہے ہر اس شخص کیلئے جو طعنہ دیتا ہے اور غیبت کرتا ہے۔

اور جمع کرتا رہا مال اور گن گن کر رکھتا رہا اسے سمجھتا ہے کہ اس کے مال نے اسے زندہ جاوید کر دیا ہے۔

ہرگز نہیں۔ وہ ضرور ڈالا جائیگا حطمہ میں۔ اور کیا جانو تم کہ حطمہ کیا ہے۔ اللہ کی آگ ہے دہکائی ہوئی۔"

علاوہ مال و دولت کے دنیا کی محبت مثلاً" اعلیٰ عہدہ حاصل کرنے کی خواہش، حکمرانی کی طاقت، نرینہ اولاد، عمدہ نسل کے گھوڑے، اونچے اونچے مکان، کارخانہ و فیکٹریاں، یہ تمام تمام باتیں انسان کو روحانی درجات بلند ہونے میں بہت بڑی رکاوٹ بنتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ دنیا کے کاموں میں مصروف و مشغول رہیں پھر بھی ان کا قلب اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے مگر یہ ایک فریب ہے

جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے۔ دنیا کی محبت تو ایسی ہے جیسے کہ سمندر کا پانی کہ جتنا زیادہ تم پیؤ گے اتنی ہی پیاس بڑھے گی۔ ایک مومن کو اس دنیا کی زندگی کو ایک عارضی راستہ کی آرام گاہ سمجھنا چاہیے اور اپنی اصل آخرت کی منزل اور ہر وقت تیاری میں لگا رہنا چاہیے۔ تاکہ وقت کوچ اس کو بہت آسانی رہے۔

سورۃ ۹ توبہ آیت ۲۴ (پارہ ۱۰)

"(اے نبیؐ) کہدو کہ اگر تمہیں ہیں تمہارے ماں باپ تمہارے بیٹے' تمہارے بھائی' تمہاری بیویاں' تمہارے عزیز و اقارب اور وہ مال جو تم نے کمایا اور وہ کاروبار جن کے بارے میں تمہیں ڈر ہے کہ ماند نہ پڑ جائیں اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں۔ زیادہ محبوب تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے اور جہاد سے اللہ کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ لے آئے اپنا فیصلہ۔ اور اللہ نہیں ہدایت دیا کرتا فاسق لوگوں کو۔"

تقویٰ

اس عربی لفظ کے معنی بہت وسیع ہیں۔ عام معنی میں تو اس سے پرہیز گاری ہی لی جاتی ہے یعنی گناہوں سے بچنا۔ مگر کھانے میں احتیاط کہ کہیں حرام تو شامل نہیں ہے اور یہ بھی کہیں بسیار خوری تو نہیں ہو رہی۔ کپڑے پہننے میں کہیں اسراف تو نہیں ہو رہا۔ یہ تمام باتیں تقویٰ میں شامل ہیں۔ تیسرے اللہ تعالیٰ کا ڈر دل میں رکھنا کہ وہ ہماری ہر حرکت دیکھ رہا ہے یہ بھی تقویٰ میں شامل ہے۔ اور اسی طرح اس کے احکامات بجا لانا مثلاً" نماز' روزہ اور دیگر لوگوں کا کوئی حق نہ

Marfat.com

اہمیت

مارنا بھی تقویٰ میں شامل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کرنے والوں (متقی) کیلئے بڑا اجر رکھا ہے اور ان کو جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

سورۃ ۳ ال عمران آیات ۱۵ تا ۱۷ اور ۷۶ (پارہ ۳)

"کہو۔ کیا میں تم کو بتاؤں وہ چیز جو تمہاری ان (دنیاوی) چیزوں سے بہتر ہے۔

جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کے ان کے رب کے پاس ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کیلئے بیویاں ہیں پاکیزہ اور اللہ کی خوشنودی (پسندیدگی) ہے اور اللہ ہروقت اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

یہ (متقی) وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب۔ بے شک ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ بخش دے اور بچا لے ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

یہ لوگ صابر (ثابت قدم رہنے والے) صادق (قول اور فعل کے سچے) قناعت والے (فرمانبردار) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور مغفرت طلب کرنے والے تہجد کے وقت۔ ہیں ....

ہاں جس نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ سے ڈرا۔ تو بے شک اللہ متقی لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔"

سورۃ ۵ المائدہ آیت ۸۸ (پارہ ۷) قرآن مجید میں

"اور کھاؤ جو رزق تم کو اللہ نے دیا ہے حلال اور پاکیزہ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔"

سورۃ ۷ الاعراف۔ آیت ۲۰۱ (پارہ ۹)

Marfat.com

"حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ متقی ہیں ان کو جب کوئی برا خیال شیطانیت کا چھو جاتا ہے تو وہ یاد الٰہی میں لگ جاتے ہیں جس سے یکایک انہیں سوجھ آجاتی ہے۔"

سورۃ ۸ الانفال آیت ۲۹ (پارہ ۹)

"اے ایمان والو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو تم کو حق اور باطل میں امتیاز کرنے کی صلاحیت عطا کر دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور بخش دے گا تمہیں۔ اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔"

سورۃ ۱۶ النحل آیت ۳۰ (پارہ ۱۴)

"اور متقی لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ بڑی خیر (بہترین چیز)
جن لوگوں نے نیک کام کئے ان کیلئے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور ان کا آخرت کا گھر تو ہے ہی خیر (بہترین) اور متقیوں کا گھر بہت خوب ہے۔"

سورۃ ۱۹ مریم آیات ۷۱، ۷۲ (پارہ ۱۶)

"تم میں سے ہر کوئی جہنم پر سے ضرور گزرے گا یہ بات تیرے رب کی طرف سے لازم اور طے شدہ ہے۔ پھر ہم متقی لوگوں کو بچا لیں گے اور ظالموں کو اسی میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔"

سورۃ ۴۹ الحجرات آیت ۱۳ (پارہ ۲۶)

"......... بلاشبہ تم میں زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک اللہ ہر بات جاننے والا اور پوری

Marfat.com

طرح باخبر ہے۔"

تقویٰ اختیار کرنے اور متقی بننے کیلئے پہلا قدم حلال اور طیب کھانا ہے۔ اس سے مراد یہ کہ غذا صاف ہو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام سے حرام نہ ہو یعنی اس کے حصول کا ذریعہ بھی حلال ہو۔ مثلاً" چوری کی نہ ہو بلکہ محنت اور حق حلال کی کمائی کی ہو۔ ربا یا رشوت کا پیشہ استعمال نہ ہو۔

روحانیت کے بھی کئی مدارج ہیں۔ جو متقی مومن کے درجہ سے اوپر کے درجہ صالحین پر جانا چاہتے ہیں وہ مشتبہ چیز کو بھی چھوڑ دیتے ہیں چاہے وہ حلال ہو۔ اس سے اوپر اتقیا اور صدیقین کے درجات تک پہنچنے کیلئے مومن کو جائز زینت اور مباح لذت سے بھی پرہیز کرنا پڑتا ہے تاکہ اس کھانے سے عبادت اور طاعت میں کمی نہ آئے بلکہ کھانا ایسا ہو اور صرف اتنا ہو جس سے عبادات اور طاعت پر قوت حاصل ہو۔

کم کھانے سے قلب کی صفائی ہوتی ہے۔ نفس پر قابو ہوتا ہے اور عبادت میں دل جمعی ہوتی ہے۔ حدیث (ترمذی) میں ہے کہ ایک دفعہ جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ کو تمام دنیا کے خزانہ لا کر دینے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے منع کر دیا اور کہا کہ وہ تو چاہتے ہیں کہ ایک روز کا کھانا ملے تاکہ اللہ کا شکر ادا کروں اور دوسرے دن کا فاقہ ہو۔ تاکہ صبر کرنے کا اجر ملے۔

تقویٰ میں کھانے کے بعد مال کا نمبر آتا ہے۔ کسی طرح کا حیلہ کبھی استعمال نہ کیا جائے اور جو کچھ زائد مال ہو وہ راہ خدا میں خرچ کیا جائے۔ مثلاً" بیوی کو تنگ کیا اور اس سے اپنا مہر معاف کرا لیا۔ تو پھر سلوک اچھا کیا۔

لہٰذا مال و دولت کی محبت دل سے نکال دو اور اس کو جائز صورتوں اور دیگر لوگوں کی ضرورتوں کیلئے استعمال کرو۔ کھانے اور مال کے ساتھ ساتھ متقی کو اپنے

زبان کا صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ یعنی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ بلکہ ہر حال میں سچ بولنا چاہیے۔ کبھی کسی کی غیبت نہ کرے اور نہ ہی کسی سے گالی گلوچ کرے یا اس کی بے عزتی کرے۔

سورۃ ۳۹ الزمر آیت ۳۳، ۳۴ (پارہ ۲۴)

"اور جو کوئی سچ بولا اور سچائی کی تصدیق کی۔ ایسے ہی لوگ پرہیز گار ہیں۔ ا

ان کو ملے گی ہر وہ چیز جو وہ چاہیں گے۔ اپنے رب کے پاس۔ یہ بدلہ ہے اچھے اور نیک کام کرنے والوں کو۔"

جیسے کہ شروع میں کہا تھا کہ تقویٰ کے معنی پرہیز گاری اور گناہوں سے بچنے کے علاوہ اللہ کے خوف کو بھی کہتے ہیں۔ خوف کے معنی ہیں کہ کسی آنے والی تکلیف کے اندیشے سے دل دکھے او سوزش پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے صفات جلالیہ کے جاننے کے بعد (کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور دم بھر میں جو چاہے کر دے کہ مخلوق میں کوئی بھی چوں بھی نہیں کرسکتا۔) مومن میں خشیت اللہ پیدا ہوجائیگی۔ نبیوں اور اولیاء اللہ کے حالات زندگی پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خشیت الٰہی یعنی اللہ کا ڈر کیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل جب وحی لیکر آتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتے ہوئے ہوتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قلب حالت نماز میں اللہ کے خوف سے اتنا زیادہ دھڑکتا تھا کہ آس پاس کے لوگوں کو آواز محسوس ہو جاتی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک دفعہ ایک پرندے کو دیکھ کر کہا کہ کاش میں بھی پرندہ ہوتا تو احکام خداوندی کی پوری بجاآوری کے خوف سے آزاد ہوتا۔ یاد رکھئے کہ جیسے بے سمجھ بچہ نہ سانپ سے ڈرتا ہے اور نہ ہی آگ سے۔

Marfat.com

بالکل اسی طرح عام انسان کو چونکہ اللہ کی پوری معرفت نہیں ہوتی۔ للذا وہ آخرت کے سوال جواب اور حساب کتاب کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں اور ان کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوتا اور وہ متقی کا درجہ نہیں پاسکتے اور نہ جنت کے حق دار بن سکتے ہیں۔ مومن کو عذاب کے خوف سے گناہ اور اللہ کی نافرمانی سے رکنا چاہیے۔ اور جب اللہ کا خوف دل میں پیدا ہو جاتا ہے تو پھر مومن کے دل میں دنیا سے بے رغبتی پیدا ہونے لگتی ہے اور اس کا نام زہد ہے۔ دنیا سے بے رغبتی کا کچھ حال پہلے حب دنیا کے عنوان سے لکھا جاچکا ہے۔

حدیث (ترمذی) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح اٹھتے ہی دنیا کے غم میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اللہ اس کا دل پریشان رکھتا ہے اور اسے ملتا اسی قدر ہے جتنا اس کی تقدیر میں لکھا ہے۔ اور جو شخص صبح اٹھ کر آخرت کی فکر میں لگ جاتا ہے تو اللہ اس کے قلب کو مطمئن رکھتا ہے۔ اس کی خود حفاظت اور کفالت فرماتا ہے اور اس کا دل غنی کر دیتا ہے۔

سورۃ ۴۳ الزخرف آیات ۳۳ تا ۳۵ (پارہ ۲۵)

"اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سب انسان ایک ہی طریق پر ہو جائیں گے تو ہم کفر کرنے والوں کیلئے بنا دیتے ان کے گھروں کی چھت چاندی کی اور سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں اور ان کے گھروں کے دروازے اور وہ تخت بھی جن پر یہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور سونے کے۔ مگر یہ سازو سامان صرف دنیاوی زندگی کا ہے۔ اور آخرت تیرے رب کے ہاں متقی لوگوں کیلئے ہے۔"

توکل

اللہ پر پورا بھروسہ رکھنا۔ یہ مومن کے قلب میں اس وقت آتا ہے جب

Marfat.com

اس کا ایمان پختہ ہو جاتا ہے کہ اللہ ہی خالق ہے اور وہی رب ہے اور روزی رساں (رازق) ہے اور تمام معاملات اس دنیا اور آخرت کے اس کے ہاتھ میں ہیں۔ جب ہم کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" کہتے ہیں تو اس پر دل سے یقین بھی کرنا چاہیے اور یہ توکل کا پہلا درجہ ہے۔ پھر ہم جو بھی عمل کریں اس میں اللہ کا دھیان کریں۔ مثلاً" جب ہم زمین میں کھیتی باڑی کرتے ہیں اور بیج ڈالتے ہیں تو پھر اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہ ہی اس بیج کے دانہ سے ہم کو اچھی فصل یا پھل وار درخت عطا کرے گا۔

سورۃ ۳ ال عمران آیت ۱۶۰ (پارہ ۴)

"اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ اور اگر تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ صرف اللہ پر ہی مومنوں کو توکل کرنا چاہیے۔"

سورۃ ۹ التوبہ آیت ۵۱ (پارہ ۱۰)

"کہدو۔ جو بھلائی یا برائی تمہارے مقدر میں اللہ نے لکھدی ہے وہی تم کو پہنچتی ہے۔

اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہے اور اللہ پر ہی مومنوں کو توکل کرنا چاہیے۔"

سورۃ ۱۶ النحل آیات ۹۸، ۹۹ (پارہ ۱۴)

"جب تم قرآن پڑھنے لگو تو اللہ کی پناہ شیطان مردود سے بچنے کی مانگ لیا کرو۔

واقعہ یہ ہے کہ اسے کوئی اختیار نہیں ہے ایمان والوں پر اور اللہ پر توکل کرنے والوں پر۔"

کچھ لوگ توکل کا غلط مطلب یہ لیتے ہیں کہ ان کو کوئی محنت اور تردد رزق کمانے کیلئے نہیں کرنا چاہیے اور اللہ ان کو ہر صورت رزق بھیجے گا۔ گو ایسا بھی

Marfat.com

ممکن ہے مگر اس کیلئے انسان کو پہلے خاصے اونچے روحانی مدارج حاصل کرنے ہونگے جو کہ تزکیہ نفس اور طہارت قلب اور مکمل تقویٰ اختیار کرنے کے بعد ہی حاصل ہوسکتے ہیں۔ عام مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ نے اسے کام کرنے کیلئے دو ہاتھ اور سوچنے کیلئے دماغ دیا ہے اور اسکو سعی کا حکم دیا ہے یعنی کوشش کرو رزق کمانے کی۔ لہٰذا مومن کو رزق حلال حاصل کرنے کی جدوجہد کرنا چاہیے مگر نتیجہ کیلئے اللہ پر توکل ہونا چاہیے اور تمام تر وقت بھی صرف رزق اور دولت جمع کرنے میں نہیں لگا دینا چاہیے کیونکہ اس سے اللہ کی عبادت نہیں ہو پائیگی اور زیادہ دولت کا جمع ہونا طمع اور بخل کی باطنی بیماریاں پیدا کردے گا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ عام مومن کیلئے ایک سال کے اخراجات کے برابر حلال دولت جمع کرنا جائز ہے مگر جو لوگ روحانیت کے درجات چاہتے ہیں ان کو ۴۰ روز سے زیادہ کا انتظام منع ہے بلکہ جو لوگ استغنا کے درجہ تک پہنچ جائیں ان کو تو صرف ایک روز کی روزی درکار ہوتی ہے کیونکہ ان کا موقف یہ ہے کہ انسان کو اپنی موت کا علم نہیں ہے کہ کیا خبر کل ہی آجائے لہٰذا دولت جمع کرکے نہ چھوڑی جائے۔ دوسرے اللہ رازق ہے تو اگر زندگی اگلے روز بھی ہے تو وہ اس روز کا رزق بھی عطا کرے گا۔

دوسری بات توکل کے بارے میں یہ ہے کہ خطرات اور نقصانات سے بچنا ہر مومن کا فرض ہے۔ وہ اپنے تحفظ کی بات اللہ کے توکل پر چھوڑ دے اور احتیاط نہ کرے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ مثلاً" جنگل میں اگر شیر یا سانپ کا سامنا ہونا یقینی ہے تو احتیاط یہی ہے کہ اس راستہ کے متبادل راستہ پر چلے یا اگر بیمار ہوگیا ہے تو علاج نہ کرے اور نہ دوائی پیئے اور صرف اللہ پر ہی توکل کرکے بیٹھ رہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اللہ ہی نے کچھ دوائیوں میں شفا رکھی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے استعمال کی سنت چھوڑی ہے۔

ذکر۔ اللہ کو یاد کرنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں متعدد بار کہا ہے کہ مجھے یاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ یہ ذکر پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ہے اور اس سے انسان کے قلب کی صفائی ہوتی ہے اور اللہ پر توکل کرنے میں مدد ملتی ہے۔

سورۃ ۷ الاعراف آیت ۲۰۵ (پارہ ۹)

"اور یاد کیا کرو اپنے رب کو دل ہی دل میں گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور بغیر آواز بلند کئے صبح و شام۔ اور نہ ہو جاؤ تم ان لوگوں میں سے جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ یقیناً وہ مقرب ہیں تیرے رب کے جو بغیر تکبر کیئے اس کی عبادت اور تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اسی کے آگے جھکے رہتے ہیں۔"

سورۃ ۱۳ الرعد آیت ۲۸ (پارہ ۱۳)

"وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں۔ ان کے دل اطمینان پاتے ہیں۔ اللہ کے ذکر سے۔ یاد رکھو اللہ ہی کے ذکر سے اطمینان نصیب ہوتا ہے دلوں کو۔"

سورۃ ۳۳ الاحزاب آیات ۴۱، ۴۲ (پارہ ۲۲)

"اے ایمان والو۔ یاد کرتے رہو اللہ کو کثرت سے اور تسبیح کرتے رہو اس کی صبح و شام۔"

سورۃ ۸۷ الاعلیٰ۔ آیات ۱۴، ۱۵ (پارہ ۳۰)

"یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے آپ کو پاک کرلیا۔ اور لیا نام اپنے رب کا اور نماز پڑھی۔"

ان آیات اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر نماز کے علاوہ کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ ذکر اس کی یاد کا ایک طریقہ ہے۔ پہلا مرحلہ ذکر میں زبان

Marfat.com

سے آہستہ آہستہ اللہ کے نام اور اس کی ثنا کہنا ہے۔ اسی لئے اکثر مسلمان نماز کے بعد اور صبح و شام تسبیح پھیرتے ہیں۔ ان ناموں کی اللہ اکبر' سبحان اللہ' الحمدللہ' یا رحمان یا رحیم' یا حی یا قیوم' یاوُدود۔ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام صفات سے ہیں اور اکثر اللہ والون نے ان کے ورد مختلف طریق سے بتائے ہیں۔ طریقہ جو بھی ہو مطلب تو اللہ کو یاد کرنا ہے۔ اگر کچھ نہ آتا ہو تو دل ہی دل میں اکثر اللہ ہو' اللہ ہو کا ہی ورد کرنا چاہیے۔ دوسرے مرحلہ میں زبان کے ساتھ قلب یعنی دل بھی یہی ذکر کرنے لگے۔ کچھ عرصہ عمل کے بعد آپ کا دل خود بخود اور ہر وقت اللہ ہی اللہ کہتا رہے گا اور یہی مومن کی منزل مقصود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح تو آسمان زمین اور تمام اشیاء کرتی ہیں۔

سورۃ ۱۷ بنی اسرائیل آیت ۴۴ (پارہ ۱۵)

"تسبیح کرتے ہیں اس کی (اللہ کی) ساتوں آسمان اور زمین اور وہ سب جو ان کے درمیان ہے بلکہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو تسبیح نہ کرتی ہو اس کی (اللہ کی) حمد و ثنا کرکے مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ بڑا ہی بردبار (حلیم) اور درگزر کرنے والا (غفور) ہے۔"

سورۃ ۵۷ الحدید آیت ۱ (پارہ ۲۷)

"تسبیح کی اللہ کی ہر اس چیز نے جو آسمان میں ہے اور زمین میں ہے۔ اور وہی زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔ اسی کی سلطنت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔"

Marfat.com

دین اسلام - قرآن کی روشنی میں

باب ششم

خاتمہ

پچھلے تمام صفحات میں ہم نے قرآن کے احکامات مختصرا" اور آسان اردو میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ دین اسلام سے صحیح واقفیت ہوسکے۔ اس وقت پاکستانی معاشرے میں بہت سی غلط باتیں مروج ہوگئی ہیں۔ کچھ رسم و رواج ہندوانی تہذیب سے بھی آگئے ہیں۔ ہم سب کی ذاتی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اپنا ماحول اور اپنے روز مرہ کے عمل کا جائزہ لیں اور جو باتیں اللہ کے بتائے ہوئے دین کے خلاف ہیں' ان کو چھوڑ دیں۔ اگر یکدم یہ ناممکن ہو تو آہستہ آہستہ ان کو چھوڑنے کی کوشش کریں اور ان باتوں کو دل سے برا سمجھنے لگیں تاکہ ہمارا شمار کم از کم ایمان کے سب سے کم درجہ میں تو ہو جائے۔ کیونکہ حکم بھی یہی ہے کہ برائی سے بچو اور اس کو روکنے کی کوشش کرو اور اگر تم میں اس کے روکنے کی طاقت نہ ہو تو کم از کم اس کو دل میں برا سمجھو اور ان لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرو جو برا کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ہمارے اوپر مہربان ہے لہذا وہ تھوڑی سی نیکی کا زیادہ اجر دے گا اور نیک نیت اور ایمان والوں کی غلطیاں معاف کر دیگا۔

سورۃ ۴ النساء آیات ۴۰' ۱۴۶' ۱۴۷ (پارہ ۵)

"بے شک اللہ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر اور اگر نیکی کی ہو تو اس کو دوگنا چوگنا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے بھی اجر عظیم عطا کر دیتا ہے۔

Marfat.com

مگر جن لوگوں نے توبہ کرلی اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کی رسی کو اور خالص کرلیا اپنے دین کو اللہ کیلئے تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہونگے اور عنقریب اللہ مومنوں کو اجر عظیم دے گا۔
کیا کرے گا اللہ تم کو عذاب دے کر اگر تم شکر گزار بنے رہو اور ایمان کی روش پر چلو۔ اللہ قدر دان ہے اور سب کے حال سے پوری طرح واقف ہے۔"

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ امید رکھنی چاہیے کہ وہ ہم کو بخش دے گا بشرط کہ ہم بھی اپنی سی کوشش کریں نیک عمل کرنے کی اور درگزر کریں دوسروں کی برائی کو۔

سورۃ ۴ النساء آیت ۱۴۹ (پارہ ۶)
"اگر تم نیکی کرو گے اعلانیہ یا چھپا کر۔ درگزر کرو دوسرے کی برائی سے تو بے شک اللہ بھی بے حد معاف کرنے والا اور پوری قدرت والا ہے۔"

نیک کام تین طرح سے ہوتے ہیں۔ اول تو اللہ کے احکام خود ماننا مثلاً نماز پڑھنا، روزہ رکھنا وغیرہ۔ دوئم دوسروں کی مدد کرنا۔ مالی طور سے یعنی خیرات سے صدقہ سے۔ کھانا کھلانے سے چاہے وہ اپنے رشتہ دار ہوں یا غیر ہوں اور مدد کرنا عمل سے یعنی کسی ضعیف کا بوجھ اٹھا دینا۔ کسی کے بچہ کو حادثہ سے بچا دینا وغیرہ اور مدد کرنا کسی کمزور کی اس کے حق میں شہادت دینے سے یا بات کرنے سے یا جائز سفارش کرنے سے۔ سوئم رزق حلال کمانے کی کوشش کرنا۔ مثلاً دیانت داری کی تجارت تعلیم اور درس کا پیشہ وغیرہ۔ اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا۔ وقت کی قدر کرنا بھی سیکھنا چاہیے۔ یاد رکھیں کہ یہ زندگی دوبارہ نہیں آئیگی لہٰذا جو کچھ نیکی کا کام آخرت کیلئے کرنا ہے وہ ابھی کرلیں۔

سورۃ ۲۳ المومنون آیات ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸ (پارہ ۱۸)

"یہ لوگ باز نہیں آئیں گے یہاں تک کہ موت جب کسی پر آن کھڑی ہوگی تو کہے گا کہ اے میرے مالک مجھے واپس بھیج دے۔ امید ہے کہ میں اب دنیا میں نیک عمل کروں گا۔

ہرگز نہیں۔ یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے۔ اب تو ان کے پیچھے برزخ ہے اس دن تک جب سب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

وہ (جہنمی) عرض کریں گے اے ہمارے مالک۔ ہم پر بدبختی چھا گئی تھی اور ہم گمراہ لوگ ہوگئے تھے۔ اے ہمارے رب نکال دے ہمیں یہاں سے۔ پھر اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو یقیناً ہم ظالم ہونگے۔ ارشاد ہوگا۔ دور ہو جاؤ اور پڑے رہو اسی میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔"

یاد رکھنا چاہیے کہ نیک سلوک ... روکنے والی چیز اکثر دنیا اور اس کے مال کی محبت ہوتی ہے کیونکہ اس کی محبت کی وجہ سے قیامت اور محشر کی یاد نہیں آ پاتی ہے۔ لہٰذا چاہیے کہ روزانہ صبح کو نماز فجر کے بعد چند منٹ تنہا بیٹھ کر اپنی حالت پر غور کریں اور اپنے نفس کا محاسبہ کریں کہ کل میں نے کون کون سا برا کام کیا تھا جس کی تلافی آج کروں اور آج کا کیا پروگرام ہے اگر اس میں برائی کی بات ذہن میں ہے تو اس کے نہ کرنے کی کوشش کرے اور نیک بات کرنے کو پروگرام میں شامل کرے۔ اس طرح سے روزانہ کچھ نہ کچھ انشاء اللہ بہتری کا سامان ہوگا۔ اور پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ بھی آپ کی اس کوشش میں مدد کرے گا اور آپ کی سوچ اور آپ کے عمل تمام نیک ہوتے چلے جائیں گے۔

اے ہمارے رب نہ مواخذہ کیجیو اگر بھول چوک ہو جائے ہم سے۔

اے ہمارے رب اور نہ ڈال ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔

Marfat.com

اے ہمارے رب نہ اٹھائیو ہم سے ایسا بار جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو اور ہم کو معاف فرما دے اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مولا ہے۔ پس ہماری مدد فرما کافروں کے مقابلے میں۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۶)

اے ہمارے مالک ہمارے دل گمراہ نہ کیجیو جبکہ تو ہم کو ہدایت دے چکا ہے اور ہم کو بخش دے اپنی رحمت سے۔ یقیناً تو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (سورۃ ال عمران آیت ۸)

اے ہمارے رب۔ تو بخش دے ہمارے گناہ اور دور کر دے ہم سے ہماری برائیاں اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔ (سورۃ ال عمران آیت ۱۹۳)

اے ہمارے رب عطا فرما ہم کو بھلائی اور اچھائی اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور بچا ہم کو دوزخ کی آگ سے۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۰۱) آمین ثم آمین!!!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دینِ اسلام

آ ک روشنی میں

دین اسلام

از قرآن کی روشنی میں

شمشاد علی خان

(محقق دینیات)

تبلیغ قرآن فاؤنڈیشن لاہور

Marfat.com